اول الہ الا اللہ امنا باللہ و رسولہ و اہل او الائمۃ

الحمد للہ القدیر والصلوٰۃ علیٰ حبیبہ البشیر النذیر محمد و عترتہ محال العصمۃ والاعجاز والتطہیر

کہ رسالۂ دلپذیر

ہدایۂ اثنا عشریہ

حصہ اولیٰ

مصنفۂ عالم و ناظم بےنظیر جامع المفاخر الحاج الزائر مولانا
محمد مظفر علیخان صاحب سفیر دام فیضہ الکثیر الیٰ یوم عسیر

حسب فرمائش جناب مصنف

بحسن اہتمام
منشی سید قاسم حسین رضوی منیجر

در مطبع ممتاز المطابع مرزا ربیع اسٹریٹ وکٹوریہ لکھنو بطبع گردید

تعداد طبع بار اول پانچسو سنہ ۱۳۴۲ ہجری

قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصویر تحریر سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام الاعلم العلام مجتہد العصر والانام مرجع الاکابر والاصاغر مولانا السید محمد باقر صاحب قبلہ وکعبہ لازالت حیاض فیضہ مترعۃ فی الانام الی یوم القیام

باسمہ سبحانہ وللہ الحمد

کتاب مستطاب بلاغت نصاب روضۂ بہیہ و ثمرۂ جنیہ ہدیۂ اثنا عشریہ مولفہ فضائل مآب کمالات اکتساب صفوۃ الافاضل الکرام عمدۃ الاماثل العظام عین المدرسین الماہرین الاعیان جناب الحاج المولوی مظفر علی خان صاحب نے یدفضلہم الواسع الراحب نظر قاصر سے گذری بعض مقامات اُسکے کمال اشتیاق سے میں نے دیکھے اسکے مطالعہ سے بہت مسرور و نہایت محظوظ ہوا خصوصا اشعار آبدار مدح اہلبیت اطہار سلام اللہ علیہم ما اختلف اللیل والنہار نہایت مطبوع و دلپذیر و بے مثل و بے نظیر ہیں حضرات ذاکرین کے واسطے عمدہ ذخیرہ ہے خداوند کریم جناب مؤلف ممدوح کو ثواب اجر بے حساب و خلعتہائے فاخرہ رضائے رب الارباب و خوشنودی حضرات ائمہ اطیاب سلام اللہ علیہم مدی الاحقاب عطا فرمائے امید ہے کہ مؤمنین موفقین اسکی خاص طور سے قدر فرمائینگے۔ واللہ الموفق۔

محمد باقر عفی عنہ بقلمہ

مُہر

الهدية الاولى

اعوذ باللہ السمیع العلی العظیم من الشیطان اللعین الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ احمد وایاہ اشکر هو الواهب المواهب بدیع العجائب ابدع الیواقیت والدرر فی بطن الصدف والحجر۔ ونصلی علی حبیبه سید البشر محمد وعترته الائمة الاثنی عشر والسیدة المعصومة الشفیعة فی یوم المحشر ونلعن علی اعدائهم واعدائهم بالمسأ والسحر

اما بعد ملتمس ہے خادم الطلبہ ہیچمدان **مظفر علیخان** خلف جناب **منشی محمد زین العابدین خان** مغفور عفی عنہما الراحم الغفور کہ بعد فراغ درس و تدریس اکثر نظم و نثر مناقب و مصائب لکھنے کا مجھ کو شوق تھا جب یہ رسالہ **ہدیہ اثنا عشریہ** لکھا۔

بہ لب تہنیت یہ دل نے کہا ۔۔۔ ہو مبارک قبا یہ جنت کا
حبذا بخت مرحبا تقدیر ۔۔۔ فیض منعم کا شکر کر تو سفیر
طیب خاطر سے نذر دے جاکر ۔۔۔ بحضور امام ثانی عشر

کہ انشاء اللہ دست بدست پہونچکر میرے سب آقاؤں کے خلعت فیض نظر سے مخلع ہوکر بارگاہ الٰہی میں قبول ہو صلہ میں تیرا اور تیرے سب عزا کا عفو عن الخطا ہو کرے۔

ہے جوار حسینؑ ہو مدفن ۔۔۔ اور ملے سب کو خلد میں مسکن
چودہ معصوم کا ہے ہمسایہ ۔۔۔ بھیجتا ہے درود جن پہ خدا

رب صل علی محمد و آل محمد

حق سبحانہ عز شانہ قرآن مجید میں فرماتا ہے انک لعلی خلق عظیم۔ اے حبیب کبریا یقینا تم بڑے خلق ہو۔ محمود کو محامد اخلاق اپنے بندوں کے پسند ہیں تمام انبیا و اوصیا علیہم التحیۃ والثنا درسگاہ دنیا میں محاسن اخلاق کا درس دیتے ہوئے آئے ہیں سہ ارشاد حبیب کبریا ہے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق حق تعالے نے اخلاق مرضیہ کی تکمیل کیلیے مجھکو مبعوث فرمایا ہے

ہے یہ حکم شریعت غرّا | اور اتالیق عقل نے بھی کہا

تخلقوا باخلاق اللہ

ہین جو اخلاق حق تعالےٰ کے | اُن کو ہر ایک اختیار کرے

اخلاق الٰہیہ کا جلوہ نبوت اور امامت کے آئینہ مین صاف نظر آرہا ہے۔

تہذیب اخلاق ایجاد عالم کی غرض اور غایت ہے۔

اب دیکھیے نور حق کی تنویر | اور خلق محمدؐ کی تصویر
دربار نبیؐ سجا ہوا ہے | ایمان کا چمن کھلا ہوا ہے
دیوانہ در آیا ایک بدو | بدخلقی و کفر سے تھا مملو
اک ہاتھ مین سوسمار دابے | آتے ہی غضب سے ہونٹ چابے
اسلام کے حق مین جانے کیا کیا | بیہودہ زبان سے بک رہا تھا
انگشت شہادت نبیؐ کا | اصحاب کی سمت تھا یہ ایما
اسکو نہ ستائے کوئی دیکھو | مرفوع قلم ہے کچھ نہ بولو
کچھ یاد ہے معجزہ نبیؐ کا | اک اُنگلی سے جب کیا اشارا
دو ٹکڑے ہوا قمر برابر | تاریخ سے پوچھیے چلکر
اعجاز نبیؐ کی دیکھیے شان | صد پارہ جگر ہے کفر کا یان
روحی بفداک اے شہنشاہ | اخلاق کا خاتمہ ہے واللہ
اس لطف و کرم کو کوئی دیکھے | ادنے سے بھی ملتے ہین تو جھک کے

اللہ اکبر سلطان زمان شہنشاہ دوجہان ایک جاہل وحشی بدوی سے مشفقانہ لہجہ مین خطاب فرماتے ہین یا اخا العرب اگر یہ سوسمار تیرا شکار خدا کی وحدانیت اور میری نبوت کی حقیت شہادت دے تصدق دل ایمان لائے گا۔

اللہ اکبر باعجاز سید البشر سوسمار بفصاحت گویا ہوا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ حقا۔ یہ دیکھتے ہی بدوی جوش مین آکر کلمہ طیبہ پڑھنے لگا اور پروانہ شمع نبوت کا بنگیا حضار دربار تکبیر کے نعرے لگا رہے تھے۔ وہی جوش ایمان آپکے دلمین ہے باواز بلند درود پڑھیے۔

تھا حبیب خدا کا یہ اعجاز | سنیے نفس نبی کا اب اعزاز
اے غلامان ساقی کوثر | بادہ خواران جام اربعہ عشر

ان کے سینہ مین ہے وہی خوشبو — جس سے قلب رسولؐ تھا مملو

علم وہی و عصمت و اعجاز — پایا سینہ بسینہ ہر اعزاز

جانشین نبیؐ کا لطف و کرم — آج تک ہے فزاے عالم

خانۂ کعبہ مین تھے جلوہ نما — ایک سائل کو دیکھا محو دعا

بہ تبسم کہا دعا تیری — حق کی درگاہ مین قبول ہوئی

جب سنا ہین علیؑ عالی جاہ — عرض کی انت حاجتی واللہ

پوچھا کیا اور چاہتا ہے اب — تب کہا اُس نے اے امیر عرب

آپ ہین چشمۂ عطا و کرم — چاہتا ہون مین چار ہزار درم

مہر زوجہ کا دون گا ایک ہزار — قرض خواہون کا ایک ہزار ہے بار

ہو مکان ایک ہزار مین تعمیر — مابقی صرف و خرچ عسر فقیر

بزبان کرم یہ فرمایا — ہم سے ملنا مدینہ جب آنا

وہ مدینہ کو حج کے بعد گیا — در دولت پہ آپ کے پہونچا

جو نبی نے دیا تھا باغ انھین — بیچا بارہ ہزار درہم مین

مشتہر شہر مین ہوئی یہ خبر — فقرا کا ہجوم تھا در پر

جب مسافر غنی ہوا اک بار — فقرا پہ کیا وہ زر ایثار

نہ رہا زر تو جھاڑ کر دامن — آئے بیت الشرف مین شاد زمن

سیدہ نے پکڑ لیا دامان — کہ مرے بچون کا ہے حصہ کہان

شرم سے سر جھکائے تھے مولا — دی پہونچی کہ لے حبیب خدا

یہ ہماری کنیز سے کہہ دو — چھوڑ دے اب علیؑ کے دامن کو

اے خوشا بخت حبذا تقدیر — اللہ اللہ یہ عزت و توقیر

صاحب ہل اتیٰ کا ذکر عطا — اور سنیے کہ دل ہو محو ثنا

سات درہم نبیؐ نے اُنکو دیے — شاہزادے کو اپنے ساتھ لیے

کھانا لینے گئے سوے بازار — ملگیا ایک مستحق دیندار

اُس نے رو کر کہا مرے بچے — چار دن سے تڑپتے ہین بھوکے

ایک خنجر جگر کے پار ہوا — شاہزادے سے آپ نے پوچھا

لے حسن درہم اسکو کردین عطا | عرض کی ہاں محتاج ہے ہم سے سوا
پاکے درہم دعائین دیتا ہوا | مستحق شاد شاد گھر کو گیا
کوئی مرد عرب پھر اُن کو ملا | خوبصورت لیے ہوئے ناقہ
عرض کی اسکو مول لے لیجیے | سو درم لونگا اسکی قیمت کے
آپنے عذر یہ کیا اُس سے | قیمت اسکی نہین ہے پاس مرے
دے گیا قرض حسنہ آخرکار | شاہزادے نے لی اُسکی مہار
اک خریدار پھر ملا ان کو | پوچھا ناقہ کو بیع کرتے ہو
مختصر آپنے یہ فرمایا | سو درم کو ہے ہم نے مول لیا
دے گئے درہم وہ ایک سو ستر | لے گیا ناقہ وہ اسے خوش ہوکر
متلاشی تھے بائع کے ناگاہ | جلوہ فرما ہوئے شہ ذی جاہ
مسکرا کر رسول حق نے کہا | ان طوبیٰ لکم لکم بشریٰ
بائع تھے اُسکے حضرت جبرئیل | مشتری تھے جناب میکائیل
یا علیؑ یا اخی عطاے حسن زا | ہے عوض آج کے ہدیۃ کا
تم نے مقداد کو دیے درہم | اُسکا بدلا ہے حق کا لطف وکرم
کوثری ساغر غدیر کے مست | متمسک بعہد روز الست
صلوات وسلام پڑھ پڑھ کر | خوش ہون اعجاز سیدہ سنکر
معتبر ذاکرون سے جب کہ سنا | تب یہ مضمون ہے مین نے درج کیا
ہے عطیۂ الٰہیہ اعزاز | اہل ایمان کا ہے مایۂ ناز
سنیے اب شادی قریش کا حال | سیدہؑ کا عیان ہو فضل وکمال
ہے عروسی کی بزم جلسۂ عیش | اور مصر ہین بہت زنان قریش
جلوہ فرما ہون بنت پاک نبیؐ | کہ ہماری ہو عزت افزائی
ردؤسا نے دیا پیام آکر | سیدہؑ کو نبی نے دی یہ خبر
سیدہؑ نے کہا کہ اے بابا | میرے مالک ہین آپ اور خدا

مگر زنان کفار زیور مرصع بجواہر اور لباس فاخرہ سے آراستہ ہونگی اور میرے پاس یہی ایک ردا دریدہ پوسیدہ ہے جسمین جابجا پیوند لگے ہین یہ سب میرا استہزا اور خندہ زنی کرینگی

اسی لیے مجھ کو بلاتی ہین۔ سیدۂ عالم متامل تھے ناگاہ جبرئیل بحکم رب جلیل خاص نگین و معطر اور زیور پر گوہر جو کسی نے کبھی نہ دیکھا نہ سنا اور تاج زر مکلل بہ گوہر حوران جنان کے ہمراہ لیے حاضر ہوے اور کہا حکم خدا ہے کہ ہماری کنیز خاص محفل عروسی مین جاے اور قدرت خدا کا مشاہدہ کرے پوشاک جنت اور زیور بہشت پہنکر سردار زنان جہان ہمراہ حوران جنان در دولت سے برآمد ہوئین عطر جنت کی خوشبو سے بام و در مہکنے لگے اللّٰہم اغفر میر فدا علی نثار عجب حسن ادا سے اس روایت کو پڑھتے تھے۔

وہ قدسیون کا چار طرف قدسی ہجوم | صل علیٰ کا شور وہ اور طرقوا کی دھوم
جنت بنی ہین حورون کے حلقہ مین جلوہ گر | جھرمٹ مین ہو ستارون کے جیسے قمر
حوران خلد نور کے پردے مین لاتے ہین | غل ہے جناب سیدہ شادی مین جاتی ہین
مجمر لیے ہوے تھی کوئی غیرت قمر | گلدستۂ جنان کوئی رکھے تھی ہاتھ پر
اک مہروش لیے سر اطہر پہ چتر زر | اک مہ لقا ادب سے ہلاتی ہوئی چنور

سواری کا جاہ و جلال حورون کا حسن جمال صدیقۂ معصومہ کا اقبال دیکھکر بزم عروسی طلسم حیرت بنگئی جواہر زیور کی چھوٹ جسپر پڑی عطر بہشت کی خوشبو جسنے سونگھی صدہا عورتین بیہوش ہو گئین۔ کوئی محو حیرت قیام مین کوئی تعظیم کے لیے رکوع مین جھکی ہوئی۔ کوئی سر اپنا فرش اطاعت پر رکھے سجدۂ تعظیمی کر رہی ہے بزم عروسی نماز کا منظر ہے۔ عروس ایسی محو حیرت ہوئی کہ اُسنے معصومہ کے قدمون پر جان نثار کر دی شادی مرگ ہو کر روح پرواز کر گئی۔

شاہزادی کا سنیے اب اعجاز | ہے عطیہ خدا کا یہ اعزاز

معصومہ نے دو رکعت نماز پڑھی بارگاہ الٰہی مین دعا کی عروس کلمہ طیبہ پڑھکر اُٹھ بیٹھی۔ اُسکے ہمراہ کئی سو زنان قریش یہ معجزۂ فاطمیہ دیکھکر صدق دل سے ایمان لائین جناب سیدہ کے ہاتھون پر بوسے دیے قدمون پر آنکھین ملین۔

اکثر مردان قریش پر طیش جو دشمن ایمان تھے یہ اعجاز دیکھکر تہ دل سے ایمان لائے ماشاء اللّٰہ تجلی غیرت دار جلوہ فرما ہین جنکے دل سیدہ کی سواری کا حال سنکر مسرور ہوے اب ایک اور سواری کے واقعات یاد آ گئے پانچ امرون کا تقابل مختصر عرض کرونگا متوجہ ہو کر سنیے۔ ایک یہ کہ خاتون محشر جنت کا لباس و زیور پہنے ہوے تھین۔ دو رخصت شب کا وقت

پردے کا اہتمام قدسیان جنان جلودار تھے۔ تیسرے جبرئیل مین طرقوا کی آواز بلند کرتے تھے چوتھے درمدرس پر پہونچکر زنان قریش نے تعظیم و استقبال کیا قیام در رکوع و سجدہ تعظیمی نماز کا منظر تھا۔ پانچویں اعجاز سید دیکھکر صدہا زن و مرد کفار مشرف باسلام ہوئے۔

اے حسینؑ مظلوم کے عزادارو دختران زہرا کی سواری کا منظر بیکسی تصور کی نظر سے دمشق کے بازار مین دیکھو۔ آہ آہ۔ دن کا وقت ہے شامی لعین شادیانے بجاتے ہوئے جلو مین سیدانیان برہنہ سر بالون سے منھ چھپائے نوحہ گر کوئی چیز دست و بازو اور گلون مین بندھی ہوئی زیور شفاعت امت کا پہنے ہوئے ہین۔ منادی ندا کر رہا ہی ھذہ سبایا من بنات علی وفاطمہ۔ اے تماشائیو دیکھو یہ بیٹیاں ہین علیؑ و فاطمہؑ کی۔ در حاکم پر جب پہونچے کچھ ظالم آگے بڑھے بیمار کربلا فرماتے ہین حباً لجہال و دبقو نالا کالاغنام۔ ظالمان بے حیا رسیان ہاتھون مین لیے ہوئے آئے اور بھیڑ بکری کی طرح ہمکو باندھا۔ کسی مظلوم کی گردن کسی کے بازو رسن ظلم سے بندھے ہوئے تھے۔ وہ منظر بلا اور یہ فقرہ معصوم کا مومن کے دل کو خنجر سے کم نہین ہے کہ ہم مین سے اگر کوئی بیٹھ جاتا تھا تو سب کو مجبوراً بیٹھنا پڑتا تھا۔ ہائے اُسی ایک رسن ظلم مین بچون کی گردنین بھی تو بندھی تھین

ہائے یہ تہنیت قتل حسینؑ کا جلسہ نو سو کرسی نشین عمائد روسا سے بھرا ہوا ہے بادشاہون کے سفیر امیر و وزیر دربار مین حاضر ہین یزید علید منحوار دتما رشراب پی پیکر شطرنج کھیل رہا ہے۔ مخدرات خاندان نبوت سرِ دربار برہنہ رسن بستہ سر کے بالون کے نقاب منھ پر ڈالے وارثون کو یاد کرکے اپنی بے کسی پر رو رہی ہین مظلوم کربلا کا سر اطہر زیر تخت رکھا ہے ؎

سر حسینؑ کجا محفل شراب کجا ہجوم عام کجا آل بوتراب کجا

ایک رومی سفیر پوچھنے لگا اے امیر یہ سر کس مظلوم کا ہے اور یہ اسیر کس خاندان کے ہین۔ یزید نے کہا حسینؑ کا سر ہے۔ اُس نے پوچھا کون حسینؑ۔ کہا فرزند علی و فاطمہ یہ سنکر بیتاب ہوکر سر برہنہ کھڑا ہو گیا اور کہا اے مسلمانو تمھارے نبی کے انتقال کو کچھ زمانہ بھی نہین گذرا تم نے یہ ظلم کیا کہ فرزند رسول کو ذبح کر ڈالا۔

یزید نے کہا یہ جا کر مجھ کو بدنام کرے گا اس کو قتل کر دو۔ اس نے دوڑ کر سر اطہر فرزند رسولؐ کا اٹھا لیا اور اپنی آنکھیں سر پر ملکر رو کر کہا شاہزادے گواہ رہنا آپ کی محبت میں قتل کیا جاتا ہوں اور صدق دل سے کلمۂ طیبہ اس نے زبان سے پڑھا۔

پھر بیمار کربلا سے عرض کیا اے امام عصر حجت خدا شاہد رہیے میرے ایمان کے رات کو میں نے آپ کے جد کو خواب میں دیکھا کہ وہ بہت خوش ہو کر مجھ کو بشارت بہشت کی دے رہے ہیں متحیر تھا کہ مسلمانوں کے نبیؐ اور مجھ کو تہنیت دیں بہشت کی۔ بے خطا قتل کر دیا گیا اور اہل حرم اس کی شہادت اور بیکسی پر بھی روئے۔

ہوں بلند اب درود کے نعرے   سنیے اخلاق شاہزادوں کے

ایک صحرائی معمر مسجد کے حوض پر غلط وضو کر رہا ہے شان اخلاق دیکھیے کس حسن ادب سے اس کو ہدایت فرماتے ہیں آستین ادب چڑھائے قریب آئے فرمایا اے مرد عرب ہم تجھ کو حکم بنا کر وضو کرتے ہیں انصاف سے بتلا ہم دونوں میں کس کا وضو صحیح ہے۔ اول بڑے نے پھر چھوٹے نے وضو کیا وہ معمر مکرر بغور دیکھتا رہا آخر تمام ارکان تعلیم پا کر ولولہ میں آ کر قدم اطہر چومنے لگا بار بار کہتا تھا کہ اے نبوت و امامت کی آنکھوں کے تارو تم نے مجھ بوڑھے جاہل کی آبرو رکھ لی کس عنوان تہذیب سے مسئلہ وضو کا تعلیم فرمایا آجتک میں جہل سے جاہل تھا۔

اللہ اکبر۔ حضور سید لولاک اور انکی عترۃ پاک کا جو اعزاز پیش خدا ہے وہ کسی کا نہیں۔ یہ ہی معصوم معجز نما مظہر ذات الٰہیہ مظہر صفات لاثانیہ ہیں۔ قرآن پاک کی تلاوت فرمایئے جناب رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون علت ایجاد عبادت ہے اور عبادت سے مراد معرفت ہے اسلیے کہ معبود کی معرفت جب تک نہ ہو بندہ کس کی عبادت کرے۔ معرفت خدا ہر فرد پر واجب ہے۔ معرفت نبیؐ و ائمہؑ جس کا مقدمہ ہے۔

ایک محقق جرمنی لکھتا ہے کہ علیؑ کی اطاعت سے نبیؐ کا فضل و کمال پہچانا گیا۔

ایسے آقا ان حضرات کو سر بسجود دیکھکر ہم کو اپنے معبود کی قدر ہوئی کہ وہ ان ممکنات کی علت اور واجب الوجود معبود ہے۔

جس طرح کلام خدا فصاحت و بلاغت سے مملو اور کذب و اغلاط سے پاک ہے ایسے ہی احادیث نبویہ کا محکی عنہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے دونوں سے حدیث امامی مقتبس ہے اسمیں بھی

ممکن نہین کہ شائبۂ غلطی کا ہو۔

وہ حدیث نبوی جس کو اکثرین نے عرض کیا یقین دلا رہی ہے کہ حق تعالےٰ کو نبی وعلی کے سوا اور نبی کو خدا اور علی کے سوا اور علی کو خدا اور نبی کے سوا کسی نے نہین پہچانا مخبر صادق کا کلام ہے جسکی واقعیت مین کوئی عاقل انکار نہین کرسکتا ہر شخص اگر عارف ہوتا تو آج کل عالم ایک نگ پر نظر آتا تفرقہ کاہے کو پڑتا ۔

وللناس فی ما یعشقون مذاھب

واأسفاہ شیطان لعین سنگ لے اہ مومنین سے ہے نہین چاہتا کہ بندگان خدا عارف بنکر بہشت مین جائین ۔

علم کی چار قسمین ہین بالکنہ اور بکنہہا بالوجہ اور بوجہ۔ بالکنہ کے یہ معنے ہین کہ اجزا کے ذریعے سے شے کو جاننا ۔ اور بکنہہا اجزا کا جاننا ہے

معرفت الٰہیہ مین ان دونون قسم کا ہونا محال ہے اسلیے کہ حق تعالےٰ واجب الوجود ہے اور حکما کی اصطلاح مین واجب وہ ہے کہ اپنے وجود مین کسی کا محتاج نہ ہو۔ دونون قسمون مین اجزا نکلین گے پس اجزا کا محتاج ہو کر ممکن ہو جائیگا واجب نہ رہیگا قلب ماہیت لازم آئیگا اور وہ عقلاً محال ہے ۔

علم بالوجہ وہ ہے کہ صفت کے ذریعے سے موصوف کا علم ہو۔ معرفت خدا اسکی وجہ سے ممکن ہے لیکن اسمین بھی ایک وجہ اشکال کی ہے امیر المومنین نے جس کو صاف کردیا۔

نہج البلاغہ مین خطبۂ اولے حکیمانہ عارفانہ نظر سے دیکھیے ارشاد حق بلیا دمداد اعتقاد سے صفحۂ عقل پر لکھنے کے لائق ہے ۔

علم بالوجہ کے دو طریقے ہین ۔ ایک یہ کہ صفت غیر موصوف ہو اور یہ ممکنات مین بن سکتا ہے ۔ دوسرا طریقہ معرفت واجب کا ہے کہ صفت کو عین موصوف لیجیے تب معرفت حاصل ہو ورنہ جو اشکال علم بالکنہ مین ہے وہی یہان بھی ہو گا ۔ اسی طریقۂ حسنہ کو برہان کے ساتھ لیے ہوے عجیب لطیف عبارت مین ارشاد فرماتے ہین ۔

اول الدین معرفته وکمال معرفته التصدیق به وکمال التصدیق به توحیده وکمال توحیده الاخلاص له وکمال الاخلاص له نفی الصفات عنه بشهادة کل صفة انها غیر الموصوف وشهادة کل موصوف انه غیر الصفة ۔

اول اصول دین معرفت خدا ہے اور کمال معرفت خدا تصدیق ہے اُس کی اور کمال تصدیق توحید خدا ہے یعنے وحدہ لا شریک جاننا اُسکا اور کمال توحید اخلاص ہے یعنے خالص کرنا اُسکا صفت کی دوئی سے اور کمال اخلاص نفی کرنا ہے صفات کا۔ یعنے جب صفت عین ذات ہے تو نفی ہوگئی صفت کی تنہا ذات یکرنگی کا جلوہ دکھلا رہی ہے۔ اس وجہ سے کہ نفی صفات اگر نہ ہو اور صفت کو بھی ہو تو دوئی پیدا ہو کر صفت کہتی ہے کہ مین غیر موصوف ہون اور موصوف شاہد ہے کہ مین غیر صفت ہون۔ بہرکیف صفات الٰہیہ عین ذات خدا ہین اور صفت کا عین ذات ہونا یہ ہے کہ ذات ممکن مین جو آثار صفات آلات سے ذریعے سے ظاہر ہوتے ہین دوئی متصور ہے ذات اور صفت دونون جدا جدا ہین یہان ایسا نہین ہے۔

ذات واجبہ تنہا منشأ ترتب آثار ہے کسی آلہ یا صفت کی محتاج نہین آنکھ نہین اور بصیر ہے کان نہین اور سمیع ہے ترتب سمع و بصر کا اکیلی ذات پر ہے۔ دوئی ہرگز نہین محض یکرنگی ہے۔ متوجہ ہو کر سنئیے اس ارشاد کو جس سے ایمان تازہ ہو۔ فمن وصف اللہ تعالیٰ فقد قرنہ ومن قرنہ فقد ثناہ ومن ثناہ فقد جزاہ ومن جزاہ فقد جہلہ ومن جہلہ فقد اشار الیہ ومن اشار الیہ فقد حدہ ومن حدہ فقد عدہ۔ یعنے جسنے بطرز غیر حسن صفت کو غیر ذات جانکر اللہ کی تعریف کی پس قرین اُسکا پیدا کیا ایک موصوف دوسرے صفت اُس کی اور واجب قدیم کی صفت بھی قدیم ہو واجب ہے تعدد وجبہ لازم آیا جو عقلاً اور نقلاً محال ہے اور جس نے قرین بنایا اُس نے تجزیہ کر دیا یعنے دو جزو ہوگئے ایک موصوف دوسرے صفت اُس کی اور جس نے تجزیہ کیا اُس کا وہ ذات واجب سے جاہل رہ گیا اسلیے کہ اجزا کا محتاج ہو کر واجب ممکن ہوگیا واجب نہ رہا اور جب واجب واجب نہ رہا قلب ماہیت کا استحالہ بھی لازم آیا اور یہ اُس سے جاہل رہ گیا اجزا کے لیے مکان ضرور ہے محدود ہوگیا یا حد منطقی یعنے جنس فصل بنکر جسمانیات مین معدود ہوگیا یا واحد حقیقی نہ رہا واحد بالعدد ہوگیا۔

لا اکراہ فی الدین حق تعالیٰ عادل ہے کسی کو مجبور نہین کرتا شان اُسکی قبیح اجبار و اکراہ سے پاک ہے۔ مرضی الٰہی یہی ہے کہ اُسکے بندے عقل رکھتے ہین باقتضا حسن عقلی معارف خمسہ کی زینت سے مزین ہون۔

ارشاد ہے جناب رب العزت عزاسمہ کا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واُولی الامر منکم۔ اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ خدا اور امام عصر سلطان عادل کی جو بحکم خدا ولی امر تمھارا ہے۔

امر وجوب کے لیے ہے یہ اطاعت واجب ہے اور بغیر معرفت کے اطاعت ہو نہیں سکتی، پس یقین ہو گیا کہ معرفت واجب عینی ہے۔

حق تعالے عارفون کو شوق دلاتا ہے اور اپنے حبیبؐ کا مرتبہ ظاہر فرماتا ہے حدیث قدسی مین اُنکی شان دکھلاتا ہے لولاک لما خلقت الافلاک۔

نور محبوب کے چودہ حصہ ہین اور انکا وجود ذی جود سبب ہے ایجاد عالم کا انکی معرفت سبب انتخار عالم ہے۔

اللہ نور السموات والارض نور یہان منور کے معنے مین ہی اسلیے کہ نور جسم لطیف ہے اور خدا جسم ہونے سے پاک ہے آپ نے نور محمدی سے تمام عالم کو روشن کر دیا ارشاد نبیؐ ہے اول ما خلق اللہ نوری۔

نور پنجتن کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا ہے۔ آفتاب بھی اسی نور کا ذرہ ہے۔ آفتاب فقط ایک رُخ کو زمین کے روشن کرتا ہے اور نور محمدی ایک وقت مین تمام کرہ ہاے آسمان وزمین ونجوم وعرش کے ہر جہت از ہر رُخ کو با تجلا روشن کر رہا ہے۔

یہ نور سایہ نہین رکھتا اسلیے کہ سایہ حضور ہین شہنشاہ ظل اللہ سایہ کے لیے سایہ نہین ہوتا۔ دوسرے یہ کہ سایہ مثال شے کا نام ہے اور آپ عدیم النظیر اور بے مثال ہین تیسرے جسم اطہر فرشتون سے بڑھکر نورانی اور لطیف تر ہے مشہور ہے کہ بیٹا کمر سے نکلتا تھا پھر جو اس درجہ لطیف ہو اُس کے لیے سایہ کہان۔ چوتھے حبیب خدا ہر کمال وفضل مین فرد یکتا ہین اور جو غرق ہو دریاے وحدت مین غریق کا سایہ نہین ہوتا۔ پانچوین ابر رحمت خدا ان پر سایہ افگن ہے اسلیے سایہ نہین۔

ان وجوہ خمسہ کے قطع نظر ایسا نورانی منظر دکھلاتا ہون کہ انشاء اللہ دل ودماغ آپکا روشن ہو جاے انوار خمسہ نجبا کا جلوہ نظر آے۔ پہلے ایک عقلی تمہید عرض کر لون متوجہ ہو کر سنیے یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ نور کی طرف پشت اگر ہو تو سایہ اپنا منھ کے سامنے ہوگا اور اگر روشنی کی جانب رُخ کر کے چلو تو سایہ عقب پشت رہے گا بارک اللہ آپ خاتم النبین ہین

آگے آگے کل انبیا آپ کی آمد آمد کی خبر دیتے ہوئے دنیا میں آئے ہیں اور حضورؐ سب کے بعد تشریف لائے ہیں درود پڑھ کر اسکی وجہ سنیے کل انبیا اور رسول سایہ ہیں آپؐ کا۔
ماشاء اللہ سید المرسلین نورانی محفل قدس سے دنیا کی طرف کو جب چلے تو سایہ آپ کا رخ انور کے سامنے تھا اور بروز بازگشت اسی نورانی بارگاہ کی طرف دنیا سے مراجعت فرمائیں گے تو سایہ انور عقب مطہر ہوگا انبیا اور ائمہ دین پس پشت سید المرسلین اور اُن کے پیچھے مومنین ادب سے خراماں خراماں صلوات پڑھتے ہوئے اور ید اللہ دل کی طرح پہلو میں حضرتؐ کے لواے محمدیؐ کا سایہ کیے ہوں گے۔

کیا سواری کا شہنشاہ کی ممکن ہے بیان — کوئی محدود ہے اللہ کی قدرت کا سمان
ہاں جلو دار ملک بے حد ہے عالم میں دوان — منظر حسن سے نظارہ حور و غلمان
طرفہ کی ہے خوش آئندہ سہانی آواز — خیر مقدم کی صدائیں بھی ہیں دلکش ندر نز
زلف محبوب الٰہی ہے زبس عطر فشان — ہر طرف قدرتی خوشبو سی مہکتی ہے جہان
ہے اسی نور خداداد سے عالم مملو — عالم نور نظر آتا ہے گویا ہر سو
تھا سر طور اسی نور کا جلوہ بہ خدا — نہ رہی تاب نظر غش ہوئے جس سے موسیٰؑ
کہتے ہیں سید سجاد وہ تھا نور علیؑ — حق ہے جو نور علی کا ہے وہ ہے نور نبیؐ

حدیث میزان سنیے جو ابن عباس سے مروی ہے سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں انا میزان العلم و علی کفتاہ و الحسن و الحسین خیوطہ و فاطمۃ علاقتہ و الائمۃ من ذریتی عمودہ یوزن فیہ اعمال المحبین و المبغضین ارشاد ہے کہ میں میزان علم ہوں اور علیؑ دونوں پلے اُس ترازو کے ہیں اور حسنین علیہما السلام ڈوریاں اُس کی ہیں اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا علاقہ اُس کا ہیں اور ائمہ معصومین میری ذریت سے عمود یعنے ڈنڈی ترازو کی ہیں۔ دوستوں اور دشمنوں کے عمل اُسی میں تولے جاتے ہیں۔
اب معرفۃ حسنیہ و حسینیہ مدنظر ہے ارشاد سید البشر ہے الحسن و الحسین سیدا شباب اھل الجنۃ حسنین علیہما السلام سردار ہیں جوانان بہشت کے اہل بہشت جوان ہو کر بہشت میں جائیں گے۔
بہشت پیدا کیا گیا ہے امام حسینؑ کے نور مطہر سے دونوں شاہزادے مالک و مختار اور

سرداران جوانان بہشت کے روز عاشورا سید الشہدا علیہ السلام نے مناظر بہشت باعجاز دکھلا دیے اپنے اعزا اور انصار کو، دونون انگشت مبارک اٹھا کر فرمایا دیکھو درمیان ان کے اللہ اکبر سب نے اپنے مساکن دیکھ لیے شوق شہادت مین عرض کرنے لگے ؎

دیر اب کس لیے مرنے مین ہمارے مولا جان و دل لیگئے حورون کے اشارے مولا

اللہ اکبر عجب با فوق المراتب مرتبہ ہے ان دونون فرزندِ رسولؐ کا امیر المومنینؑ کے بعد کوئی ہمسر ان کا نہین ہوسکتا۔ روح امین گہوارہ جنبان اور اس خدمت پر نازان ؎

لوریان دے دیکر سلاتے تھے خبر تہنیت سناتے تھے

ان فی الجنۃ نہرا متملی بلبن لعلی و لزہرا و حسین و حسن

ایک مرتبہ جبرئیلؑ امین بصورت دحیہ کلبی خدمت سید المرسلین مین حاضر ہوئے ہین شاہزادے اُن کی آستین کو دیکھنے لگے پوچھا یا رسول اللہ یہ میری آستین مین کیا دیکھتے ہین۔ فرمایا معمول ہے کہ دحیہ کلبی سفر سے جب آتے ہین آستین مین رکھکر فواکہ ان کے لیے لاتے ہین۔ جبرئیل نے دست اعجاز بڑھایا سیب و انار و بہی و رطب و انگور باغ بہشت کے توڑ کر فوراً حاضر کیے سبحان اللہ کیا جلالت قدر ہے۔

اس سے مافوق رتبہ کیا ہوگا یہ تفضل ہے حق تعالے کا

ان شاہزادون نے بھی کوئی مرحلہ اطاعت و فرمانبرداری کا فرد گذاشت نہین کیا۔ گھر بار۔ مال و زر۔ جان و آبرو سب خدا کی راہ مین خوش ہو کر لٹا دیا جتنے مصائب و آلام بڑھتے گئے رنگ مبارک چہرۂ اطہر کا اور سرخ ہو گیا تب تو خدا نے نبیؐ کو اپنا مختار اور دونون فرزندون کو بہشت کا سردار مقرر کیا ہے اور حدیث مین آیا ہے وابوھما خیر منھما

ماشاء اللہ صاحبان اولاد تشریف فرما ہین جب عید کا زمانہ قریب ہوتا ہے بچے آپ حضرات کے فرمائشین کرتے ہین آپ سے کوئی کہتا ہے کلاہ زردوزی اور پیراہن ریشمی ہم لین گے کوئی نعل قیمتی مانگتا ہے آپ حضرات بچون کی فرمائشین مہیا کرتے ہین نادار کیون نہو مگر ہر شخص اپنے بچون کے لیے کہین سے فکر ضرور کرتا ہے۔

عید کا دن صبح کو ہوگا حسنینؑ سیدہؑ سے ضد کر رہے ہین کہ اطفال مدینہ صبح کو نئی پوشاک پہنے ہونگے اماں جان ہمکو بھی نیا لباس پہنائیے نیا لباس ہم آپ سے لین گے۔

سیدہ شہزادون کو بہلا رہی ہین کہ لباس تمہارا خیاط کے پاس ہے وہ لائیگا تو مین

اپنے بچوں کو پہناؤں گی حضرات۔ بچے تو ضد کرتے کرتے سو گئے۔ صدیقہ معصومہ کو نیند کہاں فکر تھی کہ صبح کو لباس نو حسنینؑ کو کہاں سے پہناؤں گی اور اپنی ناداری پر سخت متردد تھیں۔ یکایک کسی نے دق الباب کیا۔ پوچھا من انت تم کون ہو۔ کہا شاہزادوں کی پوشاک لیکر یہ خیاط حاضر ہوا ہے سیدہ قریب در تشریف لائیں پس در سے ایک جامہ دان دیکر وہ چلا گیا۔

اب جو کھولکر دیکھا دو چھوٹے چھوٹے عمامے دو زیر جامے دو جوڑی موزے دو پیراہن دو جگہ رومال میں بندھے ہوئے پائے مساوی تقسیم تھی ترجیح کسی کو نہ تھی کہ ملال خاطر پیدا ہو۔ اللہ اکبر۔ اسوقت کی خوشی معصومہؑ کے دل سے کوئی پوچھتا خوش ہوکر دونوں کو جگایا کہ اے نور نظر خیاط تمہاری پوشاک لایا ہے لباس فاخرہ پہنا کر پیار کر رہی ہیں جناب سید عالم بھی تشریف لے آئے اپنے دونوں فرزندوں کو گلے سے لگایا پیار کیا اور فرمایا اے سیدہ وہ خیاط نہ تھا بلکہ رضوان خزینہ دار باغ جنان تھا۔

تقابل سکا سنئے جو دل کو مجروح کرنیوالا ہے۔ عید کے دن ضد کرکے جناب سیدہ سے نیا لباس مانگا اور بروز عاشورہ مظلومؑ کربلا اپنی بہن سے لباس کہنہ طلب فرما رہے ہیں جسکی طرف کسی کو اعتنا نہو۔ ثانی زہرا عرض کرتی ہیں لباس کہنہ کیا کیجیے گا فرماتے ہیں سب لباس کے نیچے اسکو پہنونگا تاکہ اجرد بعد قتل تابعد شہادت لاش میری عریان نہ ہولے۔

عید کے دن رسول خدا مرکب آپکا بنے اور بجائے مہار گیسوئے اطہر اپنے دے دیے۔ روز عاشورہ جب خیمے سے نکلکر سوار ہونے کو چلے دیکھا جلو خانہ سونا پڑا ہی ذوالجناح در خیمہ پر کھڑا رو رہا ہے کوئی رکاب تھام کر سوار کرنیوالا نہ تھا۔

آہ آہ راوی کہتا ہے کہ ایک بی بی سیاہ برقع پہنے روتی ہوئی خیمے سے نکلیں اور اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے رکاب پکڑکر سوار کیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

الهدیة الثانیة

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ کما ھو اھلہ۔ نحمدہ علی ما کان ونستعینہ من امرنا علی ما یکون ھو اللہ الرحمٰن الاحد الصمد المعبود المحمود واجب الوجود الحی القیوم القادر المختار العلیم الحکیم الملک المنان۔ ونشکرہ علی ما خلقنا من فاضل طینة خلفائہ الحسان وانطق السنتھا بآیات الصدق والیقین والایمان۔ ونصلی علی حبیبہ ورسولہ سید الانس والجان محمد وعترتہ امناء الرحمٰن شرکاء القرآن۔ ونبرئ عن اھل الشرک والظلم والکفران اللھم العن علی اعداءک واعداء محمد و آلہ بالدیان وانتقم عن غاصبی حق آل نبیک وعذب الظلمة بالنیران۔

وبعد فقال سبحانہ عزشانہ فی کتابہ الفرقان۔ ان فی اختلاف اللیل والنهار وما خلق اللہ فی السموات والارض لآیات لقوم یتقون ۵

بارک اللہ امام المتقین کے شیعہ جلوہ فرما ہیں چشم تدبر سے دیکھیے اس کلام معجز نظام میں تیقون کی قید صاف کہہ رہی ہے کہ رات دن کی آمد و شد اور ان چیز دنمین جو اللہ تعالےٰ نے آسمان و زمین میں خلق فرمائی ہیں البتہ نشانیاں ہیں پرہیزگاروں کے لیے۔

پرہیزگار وہی فرقہ حقہ عدلیہ ہے جو خدا کو عادل نبی و امام کو معصوم اور معجز نما جانتا ہے حسن و قبح اشیاء کو عقلی مانتا ہے۔ وہی فرقہ ناجیہ مصداق ہے اس آیت کا اور معاذ اللہ جنہے امام المتقین اہلبیت طاہرین کا دامن محبت ہاتھ سے چھوڑا التقویٰ و طہارت اس سے دونوں سلب ہو گئے

بالیقین درسگاہ ہے دنیا / امتحان ہے ہر اک مکلف کا
اور لا دے گئی ہے عقل سلیم / کہ ہوا نام سہل اور تفہیم
بحث توحید و عدل سیجیے یاد / اور نبوت امامت اور معاد
امتحان معارف خمسہ / پاس کرتے ہیں متقی بخدا
پا کے انعام حشر و نشر کے دن / داخل خلد ہونگے وہ مومن
شرک سے ہے دماغ جنکا پاک / شیعۂ آل سید لولاک

کفش بردار احمد و حیدر را | است صہباے ساقی کوثر

بعبارۂ اُخرے اسکی دوسری تقریر نئی روشنی دکھلاری ہے۔

ہے یہ دنیا طلسم حیرت خیز | جسکا نظم و نسق ہے دل آویز
علم و حکمت کے دیکھ کر منظر | محو حیرت ہے فلسفہ کی نظر

دو امر اجلاے بدیہیات و مسلمات سے ہین۔ اول یہ کہ ہر ممکن اپنے وجود مین علت کا محتاج ہی۔ دوسرے دنیا عالم اسباب ہے اُسکے جزئیات سب متغیر ہین اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے۔ آج پیدا ہوے کل جوان پرسون بوڑھے ہوکر مرگئے۔ ؎

دیکھیے اب وہ منظر اعلے | جو نہ دیکھا ہو اور کبھی نہ سُنا

چمن دہر مین پھولون کی قدرتی گھڑی لگی ہوئی نبض کیطرح ہر دم چل رہی ہے ؎

نہ کبھی کوک اُس کو ملتی ہے | نہ سوئی اُس کی بند ہوتی ہے

اُسکی خوشبو فلسفی دماغونکو معطر کر رہی ہی۔ مرتبۂ نصف سے ربع منٹ سکنڈ دکھلا رہی ہے صبح کا گجر بجتے ہی نسیم سحری اٹکھیلیان کرتی ہوئی چلی جسکی خرام نازکی آہٹ پاکر نسترن کی کلیان کھلنے لگین۔ ؎

گدگداتی ہے نسیم سحری آ آکر | لب ہر غنچے سے ظاہر ہی تبسم کا اثر
طرب افزا ہی عنادل کے ترانونکی بہار | دلکو کھینچے ہی لیے جاتے ہین نغمات ہزار
مسمریزم کا ہی دز دیدہ نگاہی مین اثر | لیگئی دل کو اُڑا نرگس شہلا کی نظر
سامری فن ہین فسون ریز حسینان چمن | دلربایانہ ہی جادو نظری کا فیشن
جلوہ افروز ہے ایجاد حکیم برحق | حکمتی نگاہی مرقع چمنستان کا ورق
حیرت اندوز ہے از بسکہ حکیمانہ نظر | عقل کہتی ہے یہ انگشت بدندان ہوکر

ربنا ما خلقت ھذا باطلا ہ

سُنیے اور اگر کچھ تازگی ہو تو درود پڑھیے بلبلون کے مشروع زمزمہ مین حی علی الصلوۃ کا شور مچتے ہی ہر روش سجادے فرش گل کے بچھ گئے اقامت صلوۃ کی صورت کھنچ گئی۔ اشجار قیام مین ہین ڈالیون کا ہوا سے بار بار جھکنا اور اُٹھنا۔ اللہ اکبر۔ ؎

عارفانہ نظر سے دیکھیے گر | ہے قیام و قعود کا منظر

سبحان ربی الاعلے کی آواز فضاے ہوا مین آجتک گونج رہی ہے کہ ٹھنڈی ہوا کھا کر

سونے والو اُٹھو فریضۂ سحر ادا کرو۔ سفیر حضرات صادقین صبح صادق مہ جبین زبان فصاحت سے کہہ رہی ہے اے بنی آدم حکم شریعت سہلایہ ہے کہ طلوع آفتاب سے پہلے اُس معبود برحق کا سجدہ کرو جس نے جناب ابو البشر کی پیشانی میں خمسۂ نجبا کے نور کو مسجود ملائک بنایا۔ ؎

سجدہ شیطان نے مگر نہ کیا | راندۂ بارگاہِ قدس ہوا
جب کرن پھوٹتی ہے سورج کی | رد کرتا ہے اُس کو سجدہ شقی

اسلیے اس ناری کے جلانے کیلیے لازم ہے کہ سورج کے نکلنے سے پہلے اہل اسلام اپنے معبود برحق کو سجدہ کریں مصلائے عبادت پر بیٹھے ہوے جبتک آفتاب نکلے قرآن و دعا پڑھتے رہیں۔ تعقیبات ترک نہ کریں۔ سورج نکلا سورج مکھی کا چہرہ شگفتہ ہوا۔ جمال آفتاب کی شمع سے لو لگا کر ہوے حیرت کی نظر سے اُسکا منھ تک رہا ہے۔ گویا اسکے تار نظر خطوط شعاعی میں اُلجھے ہوے ہیں آب سلیے بگولے دلا بخرش دالا۔ آپ حضرات مومنین بھی چمکنے ہوے ذرّے ہیں شموس شعشانیہ ربانیہ کے فضائے محبت میں اُڑ رہے ہیں بالاے ہوا ایک زرین و رنگین خوشنما لین ذرد کی بنی ہوئی ہے۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ نجف اشرف۔ کربلاے معلی۔ کاظمین شریفین۔ سُرّ من رای۔ مشہد مقدس کی طرف۔

ہولے شوق لیے جاتی ہے اُڑاے ہوے | صدا یہ آتی ہے گویا زبان قدرت سے
بشرٰی لکم طوبیٰ لکم بارک اللہ فیکم

گلاب کیوڑہ چنبیلی جوہی بیلا مدن بان موتیا انواع و اقسام کے پھول اپنے اپنے وقت پر کھل رہے ہیں گلوں کی خوشبو کی تازہ لپٹیں چمن کے تختوں سے آرہی ہیں نمازیوں کے مشام جان کو مہکا مہکا کے بسا رہی ہیں شمشاد کی شاخیں دھوپ کا اندازہ کرنے لگی خط نصف النہار پر پہونچکر فروغ شمس کا زوال آیا آہستہ سے ظہر کا وقت آگیا طیور بکمال سرور ذکر اخفاتی میں محو ہوے گلہاے عصر کھلنے لگے شام ہوئی چھوئی موئی سوگئی۔ اللہ اکبر مغربین کی شان عبادت کا رنگ جما ٹھنڈی روشنی کا جھاڑ بام فلک پر روشن ہوا۔ چاندنی چھٹکی نیع بنگلی نہر چمن منظر دشت میں۔ نور کے فواروں کی نیرنگی نیاز کا برسا رہی ہے۔ آب شبنم سے گلوں نے وضو کیا غنچوں کی چٹک گویا ذکر بالجہر کا جلوہ دکھلانے لگی۔ گل شب بو نا ربور راتکو کھلتے ہیں اور اُن کے اوقات محدود منضبط ہیں کوئی اول شب کوئی نصف

آئیے دیکھیے منظر عرفان کی بہار | آمد فصل بہاری کی چمن میں ہے پکار
گویا ہر شاخ شجر آتی ہے اسطرح نظر | جیسے ہو سبز پری پھولوں کا پہنے زیور

باغ مین سبزۂ نوخیز کی ہی طرفہ لہک | گل خندان کی مہک بلبل نالان کی چہک
سائبان نور مسرت کا ہی ابر نوروز | اور محب ساقی کوثر کے ہین جلوہ فرما
ساغر بادۂ اطہر ہین چھلکتے ہر جا | آ رہی ہی قلقل مینا سے صدا صل علے

فلسفیانہ عادلانہ گہری نظر اُس پر ڈالکر آخری فیصلہ فرمایئے کہ یہ واقعی اصلی مرقع کسی حکیم قدیم کے قلم قدرت کا جلوہ ہی یا بقول دہریون کے مادہ کا خیالی کرشمہ ہی۔ واے بر العجب مادہ تو محض قابل ہے فاعلیت و ایجاد کا مادہ ہی اُسمین کب ہے کہ طرح طرح کے نقش و نگار کھینچکر دکھلائے ہان البتہ صورت نوعیہ فاعل کی پیشکار رہی ہے۔ مادہ منفعل معلول ہے صورت کلیہ کا۔ مادہ اور صورت جزئیہ اور غایتہ یہ تینون ممکن اور حادث ہین۔ صانع مطلق حکیم برحق واجب الوجود فاعل مختار سب کی علت ہے جسنے مادہ کو اول پیدا کیا پھر خاص خاص صورتین اُسکو پہنائین غایت کا ظہور ہوا جیسے کوزہ گر نے اول مٹی تیار کی پھر سبو صراحی گلاس اُس سے بنائے جنمین سب نے پانی پیا۔ مٹی علت مادیہ مختلف صورتین علت صوریہ۔ استعمال علت غائی۔ کوزہ گر علت فاعلی ہے۔ ع

یہ تصاویر اور یہ نقش و نگار | رنگ امکان سے ہین مرصع کار

مومنین اخیار پرہیزگار کے دلہائے صافیہ پر یقین کا پرتو ڈال رہے ہین کہ لاریب کوئی واجب الوجود مصور ان ممکنات کا ہی جسکے ارادہ و قدرت نے قطرۂ آب کے صفحہ پر حور و پری کی تصویر کھینچی ممکنات حادثہ کے قالب مین روح تازہ پھونکی فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

جوارح اور اعضائے رئیسہ ناشی ہوئے رفتہ رفتہ نشو و نما پاکر پتلا تیار ہوا جان ڈالدی گئی یہ امکانی پیکر عجائب حکمیہ کا مظہر محل حوادث ہے جسکا ہر جزء حادث ہے طفلی و جوانی و پیری و فنا آیندہ جو طواری اسپر طاری ہونگے وہ بھی حادث اور نطفہ علقہ مضغہ جو رنگ اُسکے پیچھے بعد دیگرے بدلتے رہے ہین وہ بھی سب حادث تھے پھر فرمایئے مادہ کسطرح قدیم ہو سکتا ہی۔ ع

کدھر ہین آنکھ ملائین تو دہریہ آکر | مجال دم کا نہین ہے کوئی جواب مگر

امیر المؤمنین علیہ السلام کا ارشاد سنیے اور معرفت الٰہیہ کا سبق لیجیے۔ ع

اتزعم انک جرم صغیر | وفیک انطوی العالم الاکبر

کیا تو گمان کرتا ہے کہ تو جسم صغیر ہے۔ حالانکہ عالم اکبر تجھ مین پنہان ہے۔

جسطرح عالم اکبر یعنے دنیا کی بڑی سلطنت ایک قلعہ ہے جسمین بادشاہ وزیر امیر مشیر افسر لشکر ملکی حکومت جمہوری سلطنت کا عظیم الشان سامان ہی ایسے ہی ہر فرد بشر گویا ایک شخصی

آزاد ریاست شاہی بارگاہ ہی دل پادشاہ ہی دار الامارت ہے ماغ عقل وزیر نفس مشیر قوٰے لشکر جوارح جسم حصار جواسیس عشرہ دم دم کی خبر پہونچانے پر تیار ۔

ہشام علیہ الرحمہ رفیق ہین جناب صادق علیہ السلام کے یہی مسئلہ آپنے نعمان سے پوچھا تھا کہ آنکھ ناک کان زبان رکھتا ہے ۔ ہنسکر کہنے لگا ہان یہ سب رکھتا ہون ۔ فرمایا اُنسے کیا کام لیتا ہے ۔ کہا آنکھ سے دیکھتا ہون کان سے سنتا ہون منھ سے بات کرتا ہون ۔ فرمایا دل بھی رکھتا ہے ۔ بہت ہنسا مسجد کوفہ مین درس دے رہا تھا حضار ع سنتے ہی قہقہے اُڑانے لگے ۔ فرمایا دل سے کیا کام لیتا ہے ۔ اُسنے کہا دل حاکم ہے بدن کا تمام جسمانی قضایا کا فیصلہ کرتا ہے ۔ فرمایا خدا تے ایک متنفس کو بھی بغیر حاکم کے سرخود نہین چھوڑا پھر کیا قیاس ہے تیرا کہ جناب حبیب کبریا اپنی تمام امت کو بغیر امام عادل کے مقرر کیے ہوے سراسیمہ چھوڑکر دنیا سے چلے گئے ۔ یہ سنتے ہی حیرت کا مہتاب اُسکے منھ پر چھوٹ گیا ۔ گھبرا کر کہنے لگا کیا تم ہشام ہو ۔ آپ نے کچھ حیلہ کرکے ٹالدیا وہان سے اُٹھ کھڑے ہوے اور وہ جلسہ منتشر ہو گیا ۔

اب تلک تھے بہار یہ منظر | اہل عرفان کے زیر چشم نظر

اب کوہ وصحرا پر نظر ڈالیے قدرت آلٰہیہ کو دیکھیے کہین چٹیل میدان ریگستان سنسان بیابان نہ شجر نہ حجر نہ حیوان نہ کہین پانی کا نشان ۔

غول کی شکل میں اُٹھتے ہین بگولے ہر سُو | آدمی زاد کی کوسون تلک آتی نہین بُو

کہین آتش فشان پہاڑون کا طولانی سلسلہ لیلاے بلاکی پر آشوب زلفون کا پیچ وخم دکھلا رہا ہی جسکے حلقون کے آئینہ مین تسلسل محال کا چہرہ نظر آرہا ہی آگ کے شعلے بھڑک رہے ہین غضب کی لُو چل رہی ہی گویا دنیا کا جہنم یہی ہی عجب نہین ہی کہ بعد موت جسکا نام ہو جہ عالم برزخ مین ظالمان کفار واشرار فجار دشمنان دین کا مسکن ارواح العیاذ باللہ من ذٰلک بلا ترین عذاب وعقاب لی وقہر خدا سے مملو ہی ۔ عرب کے پہاڑ خاکی ہین آبی نہین طائف کا خطہ سبزہ زار ہی جہان سے ترکاریان اور انار وغیرہ مکہ معظمہ مین آتا ہے ۔ سہ

آہ موسے بن حضرت جعفرؑ	قید ہارون مین تھے جب مضطر
سخت سفاک تھا وہ عباسی	اور زوجہ زبیدہ تھی اُس کی
خواب دیکھا یہ زبیدہ نے	متمتع ہے اک جہان اُس سے
کھلگئی آنکھ بیقرار اُٹھی	اور لونڈی سے اپنی کہنے لگی

جو نبی زادے قید ہین اس جا | اُن سے تعبیر جلد پوچھ کر آ
مگر اُن سے نہ لینا نام مرا | وہ گئی اور اپنا خواب کہا
جھوٹ مت بول اُس سے فرمایا | تیری بی بی نے خواب ہے دیکھا
اُس سے کہہ ایک نہر کھدوا دے | کہ ترا فیض یادگار رہے

نہ جانے کیا سمجھ کیگئی پہاڑون کا جگر کھود کر کس حکمت سے حکومت نے پُر فضا نہر نکالی ہے دامن عرفات مین سرکشادہ ہوکر جہان ایک قطرہ پانی کا کبھی میسر نہ تھا لاکھون حجاج و زوار کو سیراب کرتی ہے وہان سے میدان صفا و مروہ مین سعی کرتی ہوئی بازار مکہ مین ظاہر ہوکر ~

جلوۂ قدرت خدا بنکر | نہین معلوم پھر گئی وہ کدھر

ایران کے پہاڑ آبی ہین ذیقعدہ سنہ تیرہ سو تینتالیس ۱۳۴۳ ہجری مین کاظمین شریفین سے چلکر معصومۂ قم علیہا الرحمۃ اور طہران کے متصل شہزادگان حسنی و حسینی و موسوی کی زیارت کرتے ہوئے مشہد مقدس آکر زیارت غریب الغربا بادشاہ خراسان علی بن موسے الرضا علیہما التحیۃ و الثنا سے جب ہم مشرف ہوئے ہین ماشاء اللہ بہار کا موسم تھا جابجا راہ مین پہاڑ سے پانی نکل رہا تھا ہر طرف سبزہ چھایا

ملک شاداب آدمی خوش گل | حسن ایمان زیب ہر منزل
پر فضا اعتدال لیل و نہار | طرب افزا ہوائے باغ و بہار
نہ کہین دزد و راہزن کا خطر | شب کو جنگل مین سو رہو جا کر

سُنا گیا ہے کہ جہان آبشار ہین وہان کے قدرتی دلکشا مناظر یادگار عجائب روزگار ہین۔ گرد حلقہ پہاڑون کا بیچ مین وسیع میدان کھلا ہوا ہے ~

سیل بالائے کوہ سے آکر | گرتی ہے ایک پانی کی چادر

صبح کے وقت اُس پر سورج کی کرنون کا گرنا عجیب نیرنگ دکھلاتا ہے قوس قزح کا منظر نظر آتا ہے نئی روشنی حیرت کی زبان سے کہتی ہے واعجباہ سائنس بدل گیا صبح کے آئینہ مین عصر کا چہرہ صاف نظر آرہا ہے۔ ایک حدیث نبوی مین آیا ہے اول ما خلق اللہ نوری دوسری حدیث مین ہے اول ما خلق اللہ العقل جمع بین الحدیثین کہتا ہے کہ دونون حجت خدا راہ نما ہین۔ عقل سلیم نے ہر چند سمجھایا کہ فقط ذات کبریا واجب الوجود اور قدیم بالذات علت فاعلی ہے بت پرستی نہ کرو مادہ کو قدیم نہ کہو شرک نہ ہو۔

شرک سے ہوگیا جہان مملو | کفر و الحاد بڑھ گیا ہر سو

نبی کریم نے توحید حق کا موعظہ فرمایا اِنذار کیا قریش پرطیش جانی دشمن بنگئے ہجرت کرنا پڑا۔

سخت مشکل تھی غار کی منزل — تھے محاصر لعین سنگین دل
سانپ کا یار غار کو ڈسنا — زر ایمان محک پہ تھا کسنا
حجت حق کا دیکھیے اعجاز — جسم اسلام کو ہے فخر و ناز
کہ لعاب دہان شاہ حجاز — بنگیا گویا مرہم آوراز
جا کے شیطان نے ناریون سے کہا — کہ اسی غار مین ہین نور خدا
دیکھتے کیا ہین آنکر کفار — خانۂ عنکبوت ہے در غار
اور کبوتر بھی جھاڑیون سے اُڑے — تخم تھے اُنکے آشیان مین دھرے
رجعت قہقری کی یہ کہکر — سے خرف ہے خیال تیرا بجر
ہاتھ مل مل کے اُس لعین نے کہا — ہاے یہ وسوسہ بھی چل نہ سکا
اب یہ علی کی دیکھیے تحریر — کہ جناب امیرؑ خیبر گیر
کرتے تھے روز فکر آب و غذا — تین اشتر اور ایک راہ نما
لا کے حاضر کیے بفضل خدا — سوے یثرب گئے شہ بطحا
نصرت کبریا جلو مین لیے — سالماً داخل مدینہ ہوے

اعداے دین جو منکر ہین وجود خدا کے اُنسے کوئی پوچھے کہ مدد کس نے کی غار مین کس نے بچایا مدینۂ منورہ کس نے پہونچایا حق یہی ہے کہ یہ سب قدرت الٰہیہ نصرت کبریا کا جلوہ تھا جناب امیر علیہ السلام بھی دیون نبویہ ادا کرنیکے بعد عورتون و ضعیفون کو ہمراہ لیکر مدینۂ طیبہ پہونچے۔ سہ

یہ نبی و علی کا تھا اقبال — اور خداداد اُن کا جاہ و جلال
روز افزون ترقیان پا کر — بڑھ گیا دین حق کا کر و فر
شکر خالق ہو کس زبان سے ادا — جسکی قدرت سے دین حق چمکا
میرے معبود قادر و قیوم — بہر اعزاز چار دہ معصوم
جیسے اپنے حبیب کی مشکل — تو نے حل کر دی اے شہ عادل
یونہین آنکھونکو میری دے تو شفا — عفو فرما ہر ایک میری خطا
آستان نبی و زہرا کی — چار امام اور امیر حمزہ کی
ہر زیارت سے اب مشرف کر — دل مین ارمان ہے اے مرے داور

تم سے حبات ہوتی ہین روز نشور | اور میدان حشر مین ہو مردور
سب تمھین خلق اول و آخر | چہرۂ معصوم کا ہے یہ نور کر

ہجرت کر جانے پر بھی طیش قریش فرو نہوا تھا تب کیا مگر دیکھیے نصرت الٰہیہ کی تلوار بدر مین کیسی چمکی آسمانی مدد پہونچی ابو جہل شقی داصل جہنم ہوا الکفار اکثر نے النار بالی الغرہ دبان فرار ہوے - پھر کینۂ مشرکین جوش مین آیا معرکۂ احد گرم ہوا مسلمان کچھ شہید ہوگئے کچھ اپنے نبی کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے اسد اللہ الغالب نے کلاب عرب کو نبی پر حملہ کرنے سے روکا بار بار مار کر ہٹایا دوے محمدی کو استوار کیا سپر مین پانی لا کر منھ ہاتھ دُھلایا تلوار آپ کی ٹوٹ گئی تھی ذوالفقار چرخ سے اُتری - مدح کی سہانی آواز باعجاز قدرت کی زبان سے آرہی تھی حسان نے جسکی تصویر کھینچی ہے

جبرئیل نادی معلنا والنقع لیس بمنجلی | لا سیف الا ذوالفقار لا فتیٰ الا علی

پھر خندق کے مورچے پر فضل خدا کا نی ہوا مسلمان کم تھے سلمان کی راے سے خندق کھودا گیا عمر بن عبدود جب مبارز طلب ہوا ہر دل تھرانے لگے رسول خدا نے کئی بار من لھذا الکلب فرمایا مگر جناب امیر کے سوا یارون کو یارا لے جواب تھا کرار غیر فرار نے مکرر یہی عرض کیا انا انا بارزہ یا رسول اللہ - آخر اس ہیبت سے جوش وغا مین چلے - ع

کہ عمامہ نبی کا زینت سر | قبضۂ ذوالفقار زیب کمر
اب حدیث صحیح کیجیے یاد | ہے رسول خدا کا یہ ارشاد

برز الایمان کلہ الی الشرک کلہ

کل ایمان مقابلہ کو چلا | طرف کل شرک وا عجبا
اہل ایمان کے دل کو ہے حیرت | کل ایمان کی ہو جو قوت
اسکے ایمان مین کرتے ہین کلام | دشمن حق عوام کالانعام
ہے دعاے نبی یمین و شمال | آگے آگے جلو مین ہے اقبال
سر پہ سایہ کیے ہماے ظفر | پشت پر نصرت خدا کی سپر
پیادہ بارزمگاہ مین پہونچے | بفصاحت رجز یہ پڑھنے لگے
مین نبی کا ہون ایک عبد عبید | اور حبیب خدا کا کلب رصید
ہے علی میرا نام نام خدا | ابن عم نے ہے بوتراب کہا
پسر حضرت ابو طالب | افتخار قبیلۂ غالب

سُنکے یہ وہ لعین سے کہنے لگا | کہ مرے دوست کا ہے تو لڑکا
شرم آتی ہے قتل کرتے ہوئے | پیدل آیا ہے لڑنے کو مجھ سے
تجھے مسکت جواب قابل ناز | گہر افشان ہوئے لب اعجاز
چڑھ کے گھوڑے پہ بزدل آتے ہین | جو کہ ٹکڑی کھا کے بھاگ جاتے ہین
شرم آتی ہی مجھ کو تجھ سا جوان | ذلت کفر مین ہو قتل یہان
ہین فقط تین کو جیا نے کو یہ | ورنہ ہے ذوالفقار میری تیز
تھام کر اُس نے پردۂ کعبہ | تھا دلیرانہ دل سے عہد کیا
گر کریگا حریف تین سوال | ایک کو مان لونگا مین فی الحال
حجت کبریا نے اُس سے کہا | توڑ تو نار شرک ایمان لا
چاب کر ہونٹ بولا وہ جاہل | وضعداری کا ترک ہے مشکل
عمر بھر تو بتون کو سجدہ کرون | آج انھین چھوڑ کر مسلمان ہون

فرمایا کوئی عداوت سابقہ مسلمانون سے تجھ کو نہین ہی ابوسفیان بہکا کے آیا ہے۔ ص

مفت مین اپنی جان کھوتا ہے | یان سے جا کیون ذلیل ہوتا ہے

اُس نے کہا یا علی یہ کبھی نہوگا اسلیے کہ ہمیشہ زنان عرب محفل عروسی مین رجز خوانیان کرینگی۔

کہ علی کے مقابلہ کو گیا | بزدلہ عمر ڈر کے بھاگ آیا

فرمایا تو پھر گھوڑے سے اُتر تلوار کھینچ مجھ سے لڑ اُسنے اول گھوڑے کو پے کیا پھر ص

مثل سیماب بے قرار بنا | جنگ کے پیترے بدلنے لگا

بلا کا پھکیت تھا اپنا وار کر کے فورًا پچھلے پاؤن اُڑ جاتا تھا شیر کی زد پر نہ آتا تھا آپ نے اُسکے وار کو روکا سپر مین اُلجھ کر اُسکی تلوار سر اطہر تک پہونچی دیر لگی۔

رجعت قہقری وہ کر نہ سکا | ہاتھ پا لٹ کا آپ نے مارا
کٹ گئی اُسکی ران جیکر اکر | گر پڑا دھڑ سے خاک پر خود سر
پیچ اپنے عمامہ کا کسکر | اُسکا سر کاٹ چڑھ کے سینہ پر
نعرۂ حیدری بلند کیا | ہلگیا دشت شیر نر کو نحب
نجس العین کا لعین کا سر | لا کے ڈالا نبی کے قدمون پر

اُسکی زرہ اور لباس و اسلحہ کیطرف اعتنا نہ کیا ہین اُسکی حسب اپنے بھائی کی لاش پر آئی تو

اُس نے شکر کا نوحہ پڑھا کہ اُسکا قاتل کفو کریم اور غیور تھا جسنے اسکو نامور جانکر بہنہ اور ذلیل نہیں کیا لباس نہیں لوٹا آہ آہ اب مین فریاد کرتا ہون کہ اے غیرت مند آقا آپنے کربلا مین اور اپنے مظلوم بیکس شہید کی حالت دیکھیے ہائے کسی ظالم نے زرہ کسی نے عبا اُتار لی کسی نے تیغ دیر بھائی کسی نے نگڑھی کے لیے انگشت اطہر شہید کر ڈالی۔ سہ

ملبوس کہن لے گئے سب لوٹنے والے
پر تیر بدن سے تو کسی نے نہ نکالے

اُحد مین بن امیر حمزہ کی جب اپنے بھائی کی لاش پر رونے کو آئی ہین رسول خدا نے چادر لاش پر اُڑھا دی باوُن کھلے رہ گئے تھے گیا صحرا اسپر ڈالدی کہ بھائی کے جگر کو پارہ پارہ دیکھکر وہ معظمہ بیقرار ہون اور تسلی و تشفی دے کر اُنکو رزمگاہ سے رخصت فرمایا۔

یا رسول اللہ آپ کربلا مین در اپنے پارہ جگر حسین مظلوم کی لاش بے سر کو خاک خون مین غلطان دیکھکر جناب زینب کی دلدہی فرمایئے۔ وہ مظلومہ اپنے ماں جائے کی لاش پر پچھاڑین کھا رہی ہین اور اشقیا بہ ظلم و ستم رونے سے اُنکو منع کرتے ہین۔ سکینہ لاش پدر سے لپٹی ہوئی رو کر فریاد کرتی ہین کہ ظالمون نے طمانچے ہم کو مارے گوشوارے بظلم چھین لیے پیاس کی شدت سے دل کباب ہو گیا۔ اُسوقت گلوے بریدہ سے باعجاز یہ آواز آرہی تھی۔

شیعتی ان شربتم ماء عذب فاذکرونی
وان سمعتم بغریب او شہید فاندبونی

اے شیعو میرے اگر آب خوشگوار پینا تو ہماری پیاس کو بھی یاد کرنا۔ ہائے وہ کیسی پیاس تھی جسکو یاد کرکے رونے مین ایک لاکھ حسنات کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

لیتکم فی یوم عاشورا جمیعا تنظرونی
کیف استسقی لطفلی فابوا ان یرحمونی

کاش تم سب کے سب حاضر ہوتے اور دیکھتے کہ مین نے اپنے بچہ کیلیے پانی مانگا اور ظالمون نے رحم نہ کیا واقعہ ناصرہ یہ کلام معصوم عجب حسرت سے مملو ہے چھ مہینہ کے شیر خوار تشنہ جگر بچہ کا تیر ظلم سے نحر کیا جانا شیعون کے مجروح قلب و جگر سے پوچھیے آہ آہ۔ سہ

حلق اصغر بازوے شہ سینۂ زہرا چھدا
رن کجا جنت کجا اللہ رے تیر کا

انا السبط الذی من غیر جرم قتلونی
و بجرح الخیل بعد القتل عمدا سحقونی

مین وہ فرزند رسول ہون جسکو بے خطا ظالمون نے ذبح کر ڈالا اور پامال سم اسپان کیا۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

الھدیۃ الثالثۃ

اعوذ باللہ السمیع العلی العلیم من الشیطان اللعین الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدک یا من ھو الھنا و الہ العالمین بارئ الخلائق اجمعین لیّنا و ولی الکونین ربّنا و ربّ المشرقین لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین ایاک نعبد و ایاک نستعین رب ارحم علیّ و علیٰ والدیّ و اخوان المؤمنات و اخوانی المؤمنین ۔ سہ

اشف عینیّ عن نزول الماء ۔۔ و ادفع عنی بلاء کل داء

و نصلی علیٰ حبیبک و رسولک سید الانبیاء و المرسلین محمد و عترتہ المیامین الطاہرین المعصومین ۔ قادۃ الغرّ المحجّلین الی علیین ۔ و نبرأ عن اعدائک و اعدائھم و غاصبی حقھم اجمعین ۔ و بعد فقال سبحانہ عز شانہ فی کتابہ المتین و ھو اصدق الصادقین و کل شئ احصیناہ فی امام مبین ۔ یعنے ہم نے ہر چیز کا احاطہ کر دیا ہے امام مبین میں ۔ سہ

متفکر تھے چشم و ابرو ۔۔ متحیر تھے ملتفت ہر سو

ایک نے گھبرا کر پوچھا توریت مراد ہے ۔ دوسرے نے انجیل کا گمان کیا ۔ سرور عالم نے سب کے جواب میں کلمہ لا ارشاد فرمایا ۔ سہ

اتنے میں حسن اتفاق سے وہاں ۔۔ جلوہ فرما ہوئے شہ مردان

حبیب کبریا نے بہ تبسم فرمایا ھذا امام مبین ۔ سہ

یہ امام مبین ہے اس کو ۔۔ دیکھ لو اور خوب یاد رکھو

یہ کلام معجز نظام خبر دے رہا ہے کہ نزع میں بھی اسی امام مبین کو دیکھو گے مظہر العجائب خود فرماتے ہیں

یا حار ہمدان کمن یمت یرنی ۔۔ من مومن او منافق قبلا

دیکھیے غور سے حکیمانہ ۔۔ کہہ رہی ہے یہ عقل فرزانہ

ہے کوئی واجب الوجود ضرور ۔۔ جس سے ہے ممکنات کا یہ ظہور

علت ممکنات ممکن ہو ۔۔ ممتنع جانتی ہے عقل اسکو

ورنہ ترجیح بے مرجح کے ۔۔ لازم آتی ہے فکر کیجیے

سنیے برہان اسکی ہے شاہد ۔۔ علت نا علیہ ہے واحد

کم سے کم ورنہ دو اگر ہم لین | مل کے ایجاد خلق دونون کرین
ہو کے محتاج ایک دوسرے کا | کوئی واجب ہی دونون نہ رہا
ایک ایجاد کا ہو گر بانی | اور معطل بغرض ہو ثانی
ہے یہی اپنا مدعا ثابت | وحدہ لاشریک ہے واجب
اور ہے واجب الوجود قدیم | یہ بھی ہے مقتضائے عقل سلیم
ورنہ حادث کہین ہم اسکو اگر | داخل ممکنات وہ ہو کر
ہوگا محتاج پھر سوے علت | لازم آئے گا قلب ماہیت
اُسکی ہے ذات پاک عادل بھی | کیونکہ ہے حسن و قبح شئے عقلی
قبح سے ظلم و شر کے ہے وہ جدا | عدل ہے عین ذات پاک اُسکا

وفعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہین۔ اللہ کے معنے معبود کے ہین اُسنے اپنے عباد کو اسلیے بنایا کہ دنیا مین اُسکی عبادت کرین آخرت مین بے بہا صلہ پائین۔ اور باقتضائے عدل شرط تکلیف یہی تھی کہ اُسنے اپنے خلفا انبیا اور ائمہ ہدے پیدا کیے کہ آداب بندگی بندون کو سکھا کر صلہ کا مستحق بنا کر عابدین صالحین کو اپنے ہمراہ بہشت مین لیجائین۔ س٥

خلفائے خدا ہین سب ممتاز | اسپہ شاہد ہے عصمت و اعجاز
ان کے نواب عام ہین علما | مفتیان شریعت غرا
دیکھئی تھی فرشتون کو یہ خبر | کہ خلیفہ زمین کے اوپر
ہم بنائین گے اور وہ ہوگا | مظہر خاص حق کی قدرت کا

خلافت کے مفسدون کی گتھیان جو ظہور زمان رجعت تک کبھی نہ سلجھینگی کیا لوح محفوظ کے آئینہ مین جلوہ گر نہ تھین؟ یا قوم نسناس نے جو فتنہ و فساد روے زمین پر کیا اُسکو بھول گئے تھے خلیفہ کا نام سنتے ہی فرشتون نے گھبرا کر عرض کیا پروردگارا کیا اُسکو پیدا کریگا جو زمین پر فساد و خونریزیان کرے حالانکہ ہم تحمید و تقدیس کرتے ہین۔ حکم ہوا کہ جو ہم جانتے ہین وہ تم نہین جانتے

دیکھیے مجمل کلام خدا | کہہ رہا ہے یہ اور ہین خلق
مظہر شان عصمت و اعجاز | قدرت عالیہ کے مایۂ ناز
آیت اللہ و حجت حق | صحف علم کبریا کے ورق
ان کے اعدا رجم ہین بانی شر | صنف آخر ہین اور فتنہ گر

المختصر زمین سے مٹی لیگئی اور خمیر کی گئی ۔ ؎

| رنج و راحت کا اُس پہ مینہ برسا | اُس سے قالب ابوالبشرؑ کا بنا |

بقدرت الٰہی روح ہوتے ہی اُٹھ بیٹھے چھینک آئی الحمد للہ کہا زبان قدرت سے جواب آیا یرحمک اللہ۔

| ہے اُدھر رحمت خدا کا راز | کلمۂ شکر کا اِدھر ہے نیاز |
| کیا ہی پُر لطف ہے یہ راز و نیاز | دین اسلام کو ہے جس پہ ناز |

حکم ہے شرع پاک کا جسکو چھینک آئے وہ کہے الحمد للہ سننے والا کہے یرحمک اللہ تشمیت اسکا نام ہے

معتبر میرے اک کرم فرما	زائر حضرت غریب رضا
دے رہے ہیں وہ اس عمل کی خبر	مشہد پاک وہ رہے جا کر
اک مقدس زبان یہ کہتے تھے	چھینک آئے تو اس عمل کو کرے
پھیر کر ہاتھ چہرے پر اپنے	سورہ حمد ایک بار پڑھے
ہے مجرب کہ کہتا ہے گلو	خاص کوئی مرض نہو اُس کو

ملائکہ پہلے سے مامور تھے سجدۂ تعظیمی فوراً بجا لائے۔ ابلیس نشۂ حسد و غرور میں مخمور تھا اسنے سجدہ نہ کیا

| پڑگئے گردن میں طوق لعنت کا | باغ جنت سے وہ نکالا گیا |

جناب آدم و حوا کو حکم تھا لا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین۔ اس شجرۂ منہیہ کے قریب جانا بلکہ بحکم آدکو تیرہ نہ اسکا میوہ کھانا تاکہ تم دونوں ظالم نہو جاؤ۔

دیکھیے تفسیر صافی۔ ابلیس اپنے دوست سانپ کے پھن میں بیٹھکر چھپکر بہشت میں گیا۔ جناب آدمؑ جانتے تھے کہ شیطان علیہ اللعن بہشت سے نکالدیا گیا غالی الذہن اور اُسکے مکر سے ناواقف ہوکر دھوکے میں آگئے یہی سمجھے کہ سانپ کلام کر رہا ہے حالانکہ اُسکے پیٹ میں دشمن چھپا ہوا تھا قسم کھا کر اسنے کہا میں تمکو دوستانہ نصیحت کرتا ہوں کہ اس درخت کا میوہ کھا کر دائمی اعزاز پاکر ہمیشہ جنت میں رہوگے۔

فازلھما الشیطان عنھا دوسری قرارت میں ازال آیا ہے اُس لعین نے بہشت سے نکالنے کی تدبیر کی شجرۂ منہیہ کا میوہ کھا کر دونکا جو آل کار ہوا۔ ؎

| یادگار جہان ہے افسانہ | معترض گر کہے سنو یگانہ |

کہ بیشبہ ظالم ہوگئے جسکا خود اقرار بھی کیا ربّ انی ظلمت نفسی اور جو شخص ظلم کرے وہ امامت عامہ کا مستحق کب ہے حق تعالٰے نے لا ینال عھدی الظالمین قرآن میں فرمایا ہے۔ فاغفرلی خطیئتی

بھی کہا ضرور خطا ہوئی اور خطا منافی ہے عصمت کی روح القدس نے خطا کیون ہونے دی

جواب اسکا یہی کہ لا ینال جہان فرمایا ہے وہان مراد ظلم سے شرک ہے حق تعالیٰ حکایت لقمان مین ارشاد فرماتا ہے ان الشرک لظلم عظیم ۔ شرک یقیناً نبوت کا منافی ہے اور کوئی فرقہ جناب آدم کو مشرک نہین بتلاتا جس سے اُنکی نبوت پر دھبہ لگے اور ظلمت نفسی جو اُنھون نے کہا یہ معنے اسکے ہرگز نہین ہوسکتے کہ اُن جناب نے شرک باللہ کیا ۔ اور فتکونا من الظالمین شرطیہ ضرور یہی کہ اگر شجر کے قریب گئے میوہ کھایا تو ظالم ہوجاؤ گے ۔ یہان ظلم کے معنے عام ہین وضع الشئے فی غیر محلہ یعنے بے موقع بے محل کام کرنا ترک اولےٰ پر بھی یہ معنے صادق آتے ہین کہ خلاف شان امر اولےٰ کو ترک کیا مخصوص خطا کا رہونے کے معنے نہین ہین روح القدس کو جسکو منع کرنیکی ضرورت تھی سہو ونسیان بھی یہان نہ تھا بلکہ غفلت جو سہو ونسیان سے عام اور بالاتر ہے وہ یقیناً ترک اولےٰ کا باعث ہوئی یقین تھا کہ دشمن ہمارا یہان سے نکالدیا گیا غافل ہوکر دھوکا کھا گئے یہی خیال تھا کہ سانپ باتین کررہا ہے غفلت مین ترک اولےٰ ان سے واقع ہوا فرقۂ عامہ بطور ظاہر آیت کے جسکو خطا سے تعبیر کرتا ہے فاین ھذا من ذالک ۔ خوب یاد رکھیے صفحۂ دل پر اسکو کندہ کیجیے حسنات الابرار سیات المقربین ۔ نبی کی شان یہی تھی ترک اولےٰ پر رو رو کر معافی مانگی انکسار ارضی خدا کو پسند آیا عفو کے رومال سے اشک ندامت پاک کیے گئے شیطان مردود سے سجدہ نہ کرنے کا مواخذہ کیا گیا ۔ ؎

رب اغوتینی شقی نے کہا — دیکھیے یہان قیاس اُس نے کیا
کلک قدرت کے دونون نقش ونگار — یہ اگر خاک ہین تو مین ہون نار
خاک ادنےٰ ہے نار ہے اعلےٰ — سجدہ کسطرح مین انھین کرتا

حسن وقبح اشیا کے مسئلہ پر حکیمانہ نظر ڈالکر عادلانہ تدبر فرمایئے خلفائے خدا اُٹھائے ضرور یقیناً معصوم عن الخطا ہین[1] ۔ معاذ اللہ صدور کبائر اگر انسے ہو تو انکی ہدایت کیلیے اتالیق الخلفا مامور کیا جائے اُسمین بھی یہی کلام ہو تسلسل محال لازم آئے ۔ العیاذ باللہ من ذالک قبیح تر محال عقلی یہ ہے کہ ریاست عامہ کی عنان غیر معصوم کے ہاتھ مین دیکر حقتعالےٰ حکیم وعلیم عادل نہین ہوسکتا برہان عقلی زنجیر پا ہے اسلیے کہ اگر

[1] صدور کبائر من الانبیا والائمہ عقلاً محال ہے اسلیے کہ امر بالمعروف کام ہی نبی کا آمریہ کو عصمت لازم ہے ورنہ امر کا فرد دوسرے پر نہ پڑیگا پس اگر نبی آمر خطا کار ہو تو ضرور کوئی دوسرا شخص اس نبی کا آمر اور یہ نبی مامور ہوگا پس یہی نبی جمع آمریہ اور مامور یہ کا بنگیا ۔ اور مامور یہ کا لازم عدم عصمت ہے عصمت اور عدم عصمت اجتماع نقیضین کا ہوگیا ۱۲

وہ جانتا ہی کہ صدور خطاان سے ہوگا تو اُسنے انکو رئیس بنا کر اپنے بندونکو گمراہی مین ڈالا یہ ظلم حکیم کی شان کے خلاف ہے حکیم عادل نہ رہا۔ اور اگر نہین جانتا تھا کہ آیندہ قصوران سے ہوگا تو علیم نہ رہا۔

اور اگر یہ وثوق رکھتا تھا | کہ نہ ہوگا کبھی صدور خطا

اور سوء اتفاق سے صدور کبائر ہوگیا تو علم اُسکا جہل سے بدلا یہ محال ہے۔ بہرحال یہ تینون صور قبیحہ ممتنع بالذات ہین حتما و جزما ساحۃ جلال کبریا قبیح ظلم و جہل سے پاک ہے غیر معصوم کو وہ کبھی اپنا خلیفہ نہین کرسکتا خوب جانتا ہی کہ لوح محفوظ کا ناظر مصداق ما ینطق عن الھوی کبھی ہماری مشیت کے خلاف نہ کریگا تب عصمت و اعجاز کا خلعت جیدہ پارچہ کا کرامت فرما کر اُسکو خلیفۃ اللہ فی الارض بناتا ہی۔ اور وہ مستجاب الدعا معجز نما حاکم شش جہت ناظم ریاست من جانب اللہ مالک و مختار ہے ہر شے پر اُسکا اختیار ہے ہوا اسکی ہوا دار ہے۔ تخت حکومت زیب دوش صبا۔ اُس پر پرندون کے پرون کا شامیانہ کھنچا ہوا۔

اگر اعجاز اپنا دکھلائے | بحر مواج پر عصا مارے
ابھی ہو جائے خشک بحر تر | اُسکی امت کرے عبور اُس پر
حکم ہوتے ہی پھر بہے دریا | اُسکا دشمن ہو غرق موج فنا
علم تاریخ سے اگر پوچھو | ان کے افسانے سُن کے حیرت ہو
ہین یہ لطف خدا کے منظہر | بھیجتا ہے خدا سلام ان پر

خلیفۃ اللہ نے ایک اشارہ انگشت شہادت سے کیا چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے ایک نے پہاڑ کا دوسرا زینت عبر الکفار نے نظارہ نے عرض کیا دونون پھر ملجائین دعا فرمائی دونون ملگئے۔ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی | پھر دونون ہم تم ملگئے من تن شدم تو جان شدی

آفتاب چھپنے کو جا رہا ہی حکم دیا پلٹ آیا نماز عصر پڑھی غروب ہوگیا۔

مہ و خورشید دو تا شاہد عدل آمدہ اند | رجعتش بہر علی شق شدنش بہر نبی

خلیفۃ اللہ شیر خوار ہی گہوارہ رحمت مین انگوٹھا چوس رہا ہے اژدہا آگیا کچھ خوف نہ کیا ید اللہ نے دونون ہاتھ سے پکڑ کر کلہ اژدرچاک کر ڈالا۔ خلیفۃ اللہ کا انتخاب اللہ کے قبضۂ قدرت مین ہی اسلیے کہ خلافت کا دارومدار ہی عصمت و اعجاز پر اور وہ ایک ملکۂ راسخہ فی النفس ہے جسکو علام الغیوب کے سوا کوئی نہین جان سکتا وہی اس عہدۂ جلیلہ کا سزاوار جسکو پاتا ہی نبی و امام مقرر فرماتا ہی کسی بندہ کا اختیار نہین

کہ نبی ذاامام بن بیٹھے	یا کسی کا وہ انتخاب کرے

یہ مغالطہ غلط ہے کہ اقامت حدود واجب ہے اور وہ موقوف ہے وجود امام پر پس واجب ہے مکلفین پر کہ امام کا انتخاب کرلین یہ خیال دو وجہ سے غلط ہے۔

اوّل یہ کہ واجب کا مقدمہ واجب ہو یہ لازم نہین ہے بلکہ حرام مقدمہ واجب کا ہوسکتا ہے جیسے رہزنی کی نیت سے جانا اور وہان جاکر حج کرنا۔ دوسرے حقتعالےٰ حکیم مطلق صانع برحق ہے اُسنے اپنی حکمت کاملہ سے کل مخلوقات و موجودات ممکنات کا قدرتی طور پر بطرز کلی ایجاد عالم کا ایسا اندازہ کرلیا ہے جسمین کبھی کسی نہج کا تغیر نہین ہوسکتا نظام عالم کا سلسلہ برابر ایک روش پر ہمیشہ چلا آتا ہے اُسمین فرق نہین پڑتا۔ یہی دلیل ہے واجب الوجود کے وجود پر جناب خلیل نے نمرود سے فرمایا میرا خدا مشرق سے ہر روز آفتاب کو نکالتا ہے تو مغرب سے نکال دے فبہت الذی کفر سلف سے یہی معمول رہا ہے جہان ارتحال نبیا قریب آیا اپنا ولی عہد بحکم خدا مقرر کر دیا ہمارے نبی کریم نے بھی یہی کیا معمول انبیا کے برخلاف سلف کے بزعم کسطرح کرتے۔

ہے سزاوار شکر وہ معبود	جس نے ہم کو عطا کیا ہے وجود
کہ رہین مشتغل عبادت مین	بندے ہین بندگی بجا لائین
اور ہماری ہدایتون کے لیے	خلفا اپنے اُس نے خلق کیے
ہو درود و سلام اُن سب پہ	دین کے پیشوا ہین اور رہبر
ہین رسول خدا خدا کے وزیر	اور علی فخر انبیا کے وزیر
دیکھین اب مؤمنین پاک گہر	ماجرائے غدیر کا منظر
ابن حنبل نے بھی ہے اسکو لکھا	ہین مناقب مین وہ قلم فرسا
ہم کو اصل خبر ہے تو منظر	جسکی قرآن دے رہا ہے خبر
آخری حج سے سید والا	جب ہوئے ہین مراجعت فرما
قافلہ جب غدیر مین پہونچا	آیہ یا ایہا الرسول آیا
حکم فوری تھا واجب الاذعان	صاف یہ کہہ رہی تھی جسکی شان
تم پہ نازل کیا گیا ہے جو	جانب حق سے اُسکو پہونچا دو
اور اگر حکم یہ نہ پہونچایا	نہ کیا کام کچھ رسالت کا
ہے تردد منافقون سے اگر	تو نگہبان ہے خالق اکبر

قلب اطہر مین تھا خیال اس کا
حکم فوری مگر جو ہین دیکھا
بن گئے پاک وصاف دشت و در
زیب منبر ہوے شہ والا
کیا مین اولیٰ نہین ہون تم سب سے
آپ اولیٰ ہین اے شہ عالی
اپنے بازو کے تھام کر بازو
کہ ولیعہد میرے ہین یہ علیؑ
مین ہون جسطرح والی و والے
ان سے بیعت خلوص دل سے کرو
سب سے اول جناب دوئم نے
کہ مبارک ہو یا علیؑ ولی :
میرے بھی اور ہر اک مومن کے
لائے روح الامین یہ تہنیت
تھا یہ انعام شکر کے قابل
مگر افسوس کافر نعمت
غور سے سورۂ معارج کا
آکے نعمان فہری نے یہ کہا
وحدہٗ لاشریک حق کو کہو
ہم نے ہر امر کو قبول کیا
اپنے بھائی کو اب کیا ہے وزیر
ہے یہ حکم آپ کا شہ والا
یہ جواب آپ نے دیا سن کے
کبھی کوئی نہین ہے حکم دیا
سنتے ہی یہ بھڑک اٹھا ناری

ہو مدینہ مین امتثال اس کا
طاعۃً لکھ کے امتثال کیا
اور کجاوون کا بچھ گیا منبر
خطبہ پڑھکر خطاب سب سے کیا
دست بستہ وہ عرض کرنے لگے
ہم غلامون کے مالک و والی
سب سے بالا کیا کہا ہر سو
مثل میرے تمھارے ہین والی
یوہین اولیٰ علی ہین اور مولا
انکو اپنا امیر سب جانو
بڑھ کے بیعت کی اور کہنے لگے
یہ خلافت کا عہدۂ عالی
بارک اللہ تم امیر ہوے
دین کامل اتم ہوئی نعمت
حق نے بخشا امام حق عادل
کیا ہی ناقدردان ہے یہ امت
دیکھیے صدر آیۂ آوسلے
آپ نے پہلے تو یہ حکم دیا
اور رسول خدا ہمیں جانو
سب اصول و فروع کو مانا
کہ ہو مالک ہمارے اور امیر
یا خدا نے ہے اس کا حکم دیا
آجتک اپنی راے سے مین نے
وہ ہی کہتا ہون جو ہے حکم خدا
اور کہا اس نے ایزد باری

تو نے ان کو اگر امیر کہا — ابھی نازل ہو ہم پہ قہر ترا
کہہ سکے یہ طیش میں پھر وہ شقی — ابھی تھوڑی سی راہ طے کی تھی
کہ گرا برق قہر کا پتھر — ہو گیا چور چور کاسۂ سر
صاف شاہد ہے فہری کی تقریر — کہ علی کو کیا نبی نے وزیر
ورنہ نار حسد میں ہو کے کباب — کس لیے ہوتا مبتلائے عذاب
قہر حق اسپہ ہوتا کیوں نازل — جان شیریں کو کھوتا کب جاہل
اسپہ شاہد ہے آیۂ قرآن — کہ مخالف تھا حق کا جو نعمان
اسلیے قہر کی گری بجلی — حقیقت کھل گئی خلافت کی
جو ہو منکر غدیر کا عند اللہ — یوں ہیں مقہور ہوگا اور فی النار

اللہ اکبر ہمارے حضور حبیب کبریا رسول خدا اور اہلبیت علیہم التحیۃ والثنا کس درجہ عابر و شاکر تھے کہ ہمیشہ اس امت جفاکار نے بیحد ظلم اُنپر کیے اور آپ نے کبھی بد دعا نہیں کی۔ امیر المومنین علیہ السلام کو دفن کرنیکے بعد مدینہ کو چلے گرمی کی فصل تھی رات کو سفر کرتے تھے راہ میں شب عقبہ جو ظلم اہل جفا نے کیا میں اُسکے بیان کی جسارت نہیں کر سکتا روحانی صدمہ تھا دل پر ایسا ہوا کہ سخت علیل ہو گئے اہلبیت تیماردار میں حاضر تھے۔ ایک دن اپنے اپنے خواب سب نے عرض کیے جنکی تعبیر سنکر مومنین بہت روئیں تھے۔

امیر المومنینؑ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ میں نے دیکھا کہ مستحکم ذرہ جو میں پہنے ہوے تھا وہ میرے جسم سے گر گئی۔ فرمایا یا علی وہ ذرہ میں ہوں ہمیشہ تمھاری حفاظت کرتا رہا اور اب دنیا سے میرا سفر ہے بعد میرے منافقین تم پہ بیحد کرینگے ظلم و جفا اگر تم صبر کرنا ذو الفقار میان سے نہ کھینچنا ورنہ یہ منافق نو مسلم کفر کیطرف اُلٹے پاؤں پھر جائینگے۔ اسلام محو ہو جائیگا۔

سیدہؑ نے اپنا خواب عرض کیا کہ اے بابا جان قرآن کا ورق میرے ہاتھ میں تھا میں اُسکی تلاوت کر رہی تھی یکایک وہ غائب ہو گیا۔ فرمایا اے پارۂ جگر وہ مصحف ناطق میں ہوں جسکی تلاوت کرتی تھیں عنقریب دنیا سے جاتا ہوں بعد میرے بڑے مصائب تم پر پڑینگے بے صبر ہو جانا جلد مجھ سے ملو گی۔

دونوں شاہزادوں نے کہا ہم نے یہ خواب دیکھا کہ ایک تخت بلند ہو کر جا رہا ہے اور ہم دونوں سر برہنہ اُسکے نیچے روتے ہوے چلے جاتے ہیں۔ فرمایا وہ تخت میرا تابوت ہے جو اس کرے سے اُٹھیگا اور تم ننگے سر روتے ہوے اُسکے ہمراہ جاؤ گے۔ یہ فرما کر بہت روئے سب کو پیار کیا چھاتی سے لگایا دلدہی فرمائی معصومہ بہت بیقرار تھیں اُنکو اپنے سینے سے لگا کر امر صبر فرمایا اور ہاتھ اُنکا دست علی کے ہاتھ میں دیکر فرمایا یا علی میں

میری نور نظر ہیں ان کے دونوں فرزند میرے پارۂ جگر ان سب کو خدا کی سپردگی کو تمہارے تفویض کرتا ہوں اور تم سب کو حفظ خدا میں دیتا ہوں۔

آہ آہ مومنین اب یاد کیجیے رخصت مظلوم کربلا روز عاشورا اہل حرم سے بعد شہادت علی اکبر جب آخری رخصت کے لیے خیمہ میں آئے ہیں جناب ام کلثوم سے فرمایا اے بنت علی مرتضیٰ بہنا جان تم سے وصیت میری یہ ہے کہ صبر و شکر فرمانا اور کہ نہ چھوڑنا یہ سنکر سب عورتوں کا حال اہل حرم کا متغیر ہو گیا پھر آپ نے زرہ اور عبائے رسول خدا کی پہنی عمامہ رسول خدا کا زیب سر فرمایا اور ذوالفقار کمر میں لگائی نیزہ امیر المومنین کا ہاتھ میں لیا اور فرمایا یا اھل البیت خلیفتی علیکم اللہ تم سب کو خدا کے حوالے کیا۔ ع

فخرت الیه زینب مغشیة	و محجرها من دمعها یتبلل

ثانی زہرا جناب زینب بیہوش ہوکر گر پڑیں پھر ہوش آیا تو اس قدر روئیں کہ دامن آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

تقول اخی من للارامل بعدنا	و من حی لنا من بعد فقد الکافل

فرماتی تھیں بھائی جان کہاں یہ صورت دیکھوں گی ہائے اب کوئی والی وارث ہم بیکسوں کا بعد آپ کے نہ رہا۔ اتنے میں فاطمہ صغرا سکینہ کے پاس روتی ہوئی آئیں اور کہنے لگیں بابا جان کوئی دم میں ہم یتیم ہوتے ہیں بابا آخری رخصت کو آئے ہیں یہ سنکر سکینہ روتی ہوئی دوڑیں اور عرض کرنے لگیں یا ابتاہ ھل استسلمت للموت فمن لنا بعدک یا بابا آپ بھی مرنے چلے اور ہم یتیم ہو گئے بعد آپ کے اب کون ہمارا وارث ہے جس کی امید کریں۔ یہ سنکر حضرت بہت روئے اور فرمایا کیف لا یستسلم للموت من لا ناصر له و لا معین سکینہ بابا مجبور ہے پر تلوار جو باقی ہے ہوا سکینہ نے سن کر کہا یا ابتاہ ردنا الی حرم جدنا بابا پھر ہم کو ہمارے نانا کے روضہ پر پہنچا دیجیے۔ آہ آہ مجبور کے جس کے باپ نے ارشاد فرمایا لو ترک القطا لنام۔ عرب میں مجبوری کے قول ہونے پر یہ ضرب المثل ہے قطا ایک پرندہ ہے جو رات ساری ہر وقت بیدار رہتا ہے۔ بیٹی اب بابا مجبور ہے تمہارا مجبور اور بے اختیار ہے۔ یہ سنکر سکینہ بشدت رونے لگیں حضرت نے شہزادی کو سینہ سے لپٹا لیا اور بوسہ دیا اور حالت یہ تھی جوش رقت میں سکینہ کے آنسو تھے کہ پونچھتے جاتے تھے اور روتے تھے۔

سیطول بعدی یا سکینة فاعلمی	منک البکاء اذا الحمام دهانی

اے سکینہ ہماری شہادت کے بعد تمہاری گریہ بہت ہوگی کلام امام آئندہ کی خبر دے رہا ہے کہ یہ منظر حضرت کے پیش نظر ہے کہ آگ خیمہ گاہ میں لگی ہوئی ہے ہماری اہل حرم کو لوٹ رہے ہیں آخر شمر ملعون ہی ہیں ایک لعین سکینہ کو طمانچے مار رہا ہے وہ بیچاری فریاد کرتی ہے العطش کوئی اس کی

فریاد نہیں سنتا۔ ع

لا تحرق قلبی بدمعک حسرۃ   مادام منی الروح فی جثمانی

اے سکینہ جبتک ہم زندہ ہیں رو کر ہمارے دل کو نہ جلاؤ۔ تصور فرمائیے مظلوم کربلا کی آخری رخصت ہے خیمہ میں کہرام مچا ہوا ہے بچے دامن سے لپٹے فریاد کر رہے ہیں بیبیاں حضرت کو حلقہ میں لیے ہوئے ہیں قیامت برپا ہے۔ ہر ایک کو الوداع فرما کر خیمہ سے باہر آئے دیکھا ذوالجناح در خیمہ پر [illegible] ہے جلوہ خانہ سونا پڑا ہے۔ سوار ہو کر میدان کی طرف چلے ناگاہ عقب سے آواز گداز رونے کی آئی۔ فالتفت الی عقبہ مڑ کر پس پشت دیکھا نازپرور سکینہ پارۂ جگر خاک پر تڑپ کر کہتی ہے یا ابتاہ توقف ضُنیۃ فان لی الیک حاجۃ۔ اے بابا ذرا ٹھہر جائیے میری ایک حاجت ہے آپ سے۔ عنان فرس روک لی اور فرمایا بیان کرو کیا حاجت ہے۔ عرض کیا گھوڑے سے اتر کر پھر ایک مرتبہ مجھ کو پیار کر لیجیے۔ گھوڑے سے اتر کر خاک پر بیٹھ گئے اور سکینہ کو اپنے سینہ سے لگا لیا۔

اے شیعو دو چیزیں اس سینہ اطہر سے زندگی میں ملی ہیں ایک وہ تیر سہ پہلو جو دل کو توڑ کر نکل گیا دوسرا اس معصوم بچی کو سینے

آہ زان سینہ کہ آغوش نبی جایش بود   زان شود شمر شقی مرکب بے ادبی

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

الہدیۃ الرابعۃ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدک یا واھب المواھب علی جزیل نعمائک ونشکرک یا منعم الرغائب علی جمیل آلائک ونصلی علی سید انبیائک محمد واھل بیتہ خیرۃ خلفائک بررۃ امنائک اللھم صل علیھم دائما والعن علی جمیع اعدائھم واعدائک۔ وبعد فقال سبحانہ فی کتابہ عز شانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا۔

یہ تین آیتوں کا سورہ مدنیہ مکیہ آخر تنزیل ہے کافی میں صادق آل محمد کا ارشاد دیکھیے ظاہر ترجمہ سورہ مفسر کا یہ ہے کہ اے حبیب کبریا جبکہ آئے نصرت الٰہیہ اور دیکھو کہ آدمی فوج فوج داخل ہوتے

دین خدا مین بس تسبیح حمد پروردگار اور استغفار کرو یقیناً وہ بہت قبول کرنیوالا ہے آیہ کا سہ

اے محبان غم مجتبیٰ	خوان لطف خدا کے ذاکرو یا
اس نصیحت کو گوش دل سے سنو	پانچ امرون کا التزام کرو

اول نصرت دین کردگار۔ دوسرے حمد پروردگار۔ تیسرے استغفار۔ چوتھے صلوٰۃ علی النبی وآلہ الاطہار۔ پانچوین ولایت اخیار برائت عن الاشرار۔ مجمع البیان مین جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم جب سے نازل ہوا ہی سورہ نصر اٹھتے بیٹھتے اکثر یہ پڑھتے تھے سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ ہم نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ مامور ہوا ہمین ان کلمات کے پڑھنے پر۔

دیکھیے قرآن مجید مین حکم محکم پارۂ نہم وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔ اے حبیب کبریا جبتک تم انمین موجود ہو جناب کبریا انکو معذب کریگا۔ وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون۔ اور نہین ہی خدا عذاب کرنیوالا انکا درانحالیکہ یہ استغفار کرتے ہین۔

جناب ختمی منزلت اور انکی عترت آیۂ رحمت ہین محبت حق جبتک زمین پر باقی ہی حسب وعدۂ الٰہیہ قہر خدا نازل نہوگا۔ یہی دلیل ہے دنیا مین قائم آل محمد کے وجود پر انکے یمن قدم سے نظام عالم وابستہ ہی قہر نازل نہین ہوتا۔ خدا کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے وعدہ ہولیا کہ استغفار کرنے والا معذب نہ ہوگا دیکھیے استغفار کی بدولت آیا ہوا عذاب امت یونسیہ سے پھیر دیا گیا۔ حق تعالیٰ ناصر و مددگار ہے دین حق اور اہل ایمان کا مقتضائے عدل یہی ہے کہ مومن شاکر و مظلوم کی نصرت فرمائے کافر ظالم سے انتقام لے

ہر طرف اس کے عدل کی تصویر	صفحۂ دہر پر ہے نقش پذیر

فراعنہ اور نماردہ سے کیسا انتقام لیا ہمارے نبی و علی پر قریش پر لعین و ابولہب وغیرہ بت پرست کس درجہ ظلم کر رہے تھے وہ ملاعنہ مردود اور کفر انکا نابود ہوا لا الٰہ الا اللہ کا شور مچ گیا آب ذوالفقار سے گلشن اسلام ہرا بھرا نظر آنے لگا۔ خاصان خدا ہمیشہ مصیبت ہی مین مبتلا رہے شیطان اور اخوان شیطان نے کیا کیا ظلم و ستم خدا پرستون پر کیے۔ کتب سیر جنسے مملو ہین نہ کوئی مفصل بیان کرسکتا ہی نہ سن سکتا ہی۔ اہل اللہ کی عمرین سدا رنج والم مین گذرین ابالسہ کے دفاع مین انھون نے اپنی جانین دین حق پر نثار کر دین۔ رنج و مصیبت سہنے والی سب سے پہلی نظیر جناب ابوالبشر اور آخری نظیر حسین تشنہ جگر ہین۔ تفسیر صافی مین حدیث رضوی عیون سے نقل کی ہی کہ بہشت کا عیش و عشرت اور اپنی وجاہت دیکھکر خاطر مین گذرا کہ آیا ہم سے بہتر خدا نے کسی کو خلق فرمایا ہی۔ ع قدرت کی زبان ہولی یہ گویا کہ اے ابوالبشر سر اٹھا کر عرش کیطرف نظر کرو دیکھا ساق عرش پر لکھا ہوا ہے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی بن ابی طالب امیر المؤمنین و زوجته فاطمة سیدة نساء العالمین والحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنة۔ نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ کے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ رسول خدا ہیں علی بن ابی طالب علیہ السلام امیر المؤمنین ہیں انکی زوجہ فاطمہ علیہا السلام سردار نساء عالمین ہیں شہزادے حسن و حسین دونوں سردار ہیں جوانانِ بہشت کے۔

عرض کیا یا رب من ھؤلاء یہ کون بزرگ ہیں خدایا۔ ارشاد ہوا کہ یہ تمھاری ذریت اطہر ہیں تم سے اور سارے جہان سے بہتر ہیں اگر یہ نہوتے تو میں تمکو اور بہشت و دوزخ اور زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا بچائیو آپ کو اس خطرے سے کہ حسد کی نظر سے انکو دیکھو اور انکے مرتبہ کی آرزو کرو۔

اس سے پہلی روایت میں یہ بھی ارشاد ہے کہ جب کبھی کوئی مصیبت تم پر پڑے توسل ان سب کے خصوصاً بذریعہ حسین کے ہم سے دعا کرنا۔

آوازۂ ابتلائے آدم — آویزہ ہے ہر گوشِ عالم
ہر وقت تھا سامنا بلا کا — شیطان کے وساوس و جفا کا
منہیّہ شجر کا میوہ کھا کر — آخر جنت سے آئے باہر
تھا کاہشِ جان فراقِ جنت — حوّا سے بھی ہو گئی تھی فرقت
سونے جنگل کی آہ وحشت — دل کو دیتی تھی سخت زحمت
وہ عالمِ ہُو اُجاڑ منزل — لگتا نہ تھا ایک جا کہیں دل
اُدھر اُدھر کے زمین سے بگولے — تنہائی میں تھے انیس ان کے
جب سیرِ بہشت یاد آئی — برچھی قلب و جگر پہ کھائی
حوّا کا خیال دل میں لا کر — دھاڑیں ماریں پچھاڑیں کھا کر
وہ نالۂ شب اور اس جنگل — دل کو کرتا تھا اور بے کل
آنکھوں کی جھڑی جو متصل تھی — برسات کی فصل بھی خجل تھی
اشکوں سے رواں ہوئے تھے چشمے — اُنھیں لونگ اور الائچی سے
پھوٹے تھے درخت لہلہا کر — طائر پیتے تھے پانی آ کر
کہتے تھے سبھی خوشگوار پانی — دنیا میں نہیں ہے اس کا ثانی
آدم روئے بہت یہ سن کے — سمجھے طائر ہیں مجھ یہ ملتے
رو کر حق سے یہ کی شکایت — آدم کی ترے یہ اب تھی نوبت

پانی پینے کو جبکہ آئین
طائر اُس کا مذاق اُڑائین

ارشاد ہوا۔ حبیب آدم
سچ کہتے ہین یہ طیور باہم

ان اشکون مین ایسا ہی مزہ ہے
یہ گریۂ خوف کبریا ہے

واللہ باللہ رحمت حق
ہے قہر و غضب سے اُس کے اسبق

مواج ہے اُس کا بحر رحمت
کام آئی ابو البشر کی رقت

دیکھو کہ فروتنی کے جوہر
ہر ذرۂ خاک مین ہین مضمر

ہر شے ہے بسوے اصل پھرتی
ظاہر ہوا انکسار ارضی

تاکید خدا جب آ گئی یاد
عصمت کی زبان پہ تھی یہ فریاد

رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی
کر عفو تو لغزشون کو میری

یا رب اپنے نبی کا صدقہ
اور اُن کے وصی علیؑ کا صدقہ

زہرا سے بطین کا تصدق
اور خاص حسینؑ کا تصدق

جو کچھ لغزش ہوئی ہے مجھ سے
عفو اسکو کرم سے اپنے کر دے

جو سلب ہوے مرے مراتب
سب مجھ کو عطا ہون وہ مناصب

رتبہ ہر اک عطا ہوا پھر
پژمردہ چمن ہرا ہوا پھر

شیطان علیہ اللعن کا قصہ اسنے اپنی نار کی سرکشی دیکھیے جب اُس ملعون سے مواخذہ کیا گیا ما منعک ان لا تسجد

او شقی او لعین سچ بتلا
کس نے سجدہ سے تجھ کو منع کیا

رب اغویتنی شقی نے کہا
بے خطر یہ قیاس کرنے لگا

خلقتنی من نار و خلقتہ من طین

آگ سے تو نے مجھ کو خلق کیا
اور کیا خاک سے انھین پیدا

خاک سے پست آگ بالاتر
سجدہ کرتا پھر اُنکو مین کیونکر

آخر کار راندۂ درگاہ
بنگیا یہ جہنمی گمراہ

تا ابد آگ مین جلے گا لعین
آگ ہی مین سدا رہے گا لعین

کبھی ہوگا عذاب سے نہ مفر
قعر دوزخ ہی مین رہیگا مقر

صاف حاکی ہے جامع الاخبار
ہونگے فی النار سات اسکے یار

ایک قابیل ظالم اول
دو عرب ہونگے خبیث و اجہل

اجہ تھے فرعون یا نجوین نمرود	اک نصاریٰ اور ایک ہوگا یہود

دنیا مین سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا جسکا نتیجہ آپنے سُنا دین مین جس نے سب سے پہلے قیاس کیا اُسکا تذکرہ سُنیے مگر تعرف الاشیاء باضدادھا اول ایک تمہید مختصر عرض کرلون تب آپ کو لطف آئیگا جناب بہلول دانا عزیزین حالم وقت کے صاحب ہین صادق آل محمدؐ کے۔ حکومت نے بزور نائب اپنا انکو بنانا چاہا آخر امام عصرؑ کے حضور مین مخفی ایک عریضہ لکھا آپنے اُسکے جواب مین ایک م ن ج لکھ کر بھیجدیا جس سے بڑے بڑے نکتے جلی ہوگئے۔ یعنے ترک مین جنت اور اختیار مین سکے جہنم ہے سبیل مفر یہ ہے کہ جنون کا اظہار کرو اور مواخذہ سے بچو۔ دیکھتے ہی گریبان چاک کر ڈالا جنون نکلے اپنے عصا کا گھوڑا بنا کر اسپے پہ سوار بازیچۂ طفلان بنے ہوے ہو حق کرتے کوچہ و بازار مین دوڑتے پھرتے ہین بچون کا غول تالیان بجاتا ہوا عقب مین ہے امیر و وزیر اور اہل شہر انکا حال دیکھکر افسوس کرتے ہین۔

ایک دن کسی نے دیکھا آپ ایک ٹوٹی ہوئی قبر مین دونون پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین۔ پوچھا یہان کیا کرتے ہو۔ کہا سیر کر رہا ہون شہر خموشان کی دیار غریبان کی۔ ع

عجیب سیر ہے زمین نہان چمن کا تختہ کھلا ہوا ہے	لطیف صحبت ہے لطف افزا کہ جسمین معانی کا مزہ ہے
ہے وضعدار ونکی بزم جنکا لقب اسیران خاک کا ہے	زبان غیبت سے آشنا ہے نہ جھگڑی کسی سے کبھی گلہ ہے

گشت کرتے پھر رہے ہین دیکھا کوئی واعظ موعظہ کہہ رہا ہے۔ ایک ڈھیلا مٹی کا ہاتھ مین لیے ادھر کو چلے واعظ کہہ رہا تھا بندہ مجبور ہے ہر خیر و شر جو کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے یہ سُنکر اور آگے بڑھے اُسنے کہا خدا کا دیدار ضرور ہوگا کیونکہ جو چیز موجود ہے وہ دکھلائی بھی دیتی ہے اور آگے بڑھکے اُسنے کہا جعفر بن محمد سلام اللہ علیہما فرماتے ہین کہ شیطان آتش جہنم سے معذب ہوگا۔ بھلا وہ تو آگ سے بنا ہے آگ کو آگ کیا جلائے گی۔ یہ سُنکر وہی ڈھیلا کھینچکر اُسکے منہ پر مارا ہان ہان کا شور مچگیا اُسکے حالی موالی انکو دار الحکومت مین لیگئے۔ قاضی نے پوچھا کیا آپنے اسکو مارا کہا نہین بلکہ خدا نے مارا یہ مقر اسکا ہے کہ ہر خیر و شر خدا ہی کرتا ہے۔ اور یہ کہہ رہا تھا کہ جو موجود ہے مرئی بھی ضرور ہے درد موجود ہے ہمکو دکھلائے کہ کس صورت کا ہے۔ تیسرے یہ مدعی تھا کہ شیطان آگ سے بنا ہے اسکو آتش جہنم کیا جلائے گی آخر یہ خاکی ہے مٹی کا ڈھیلا کیا خاک گزند پہنچائیگا۔ فقط۔

جامع الاخبار کو دیکھیے۔ ترک اولی کی لغزش سے سیاہ دھبے حضرت ابوالبشر کے جسم اطہر پر پڑگئے تھے امین خدا نے آکر وضو کرایا نماز پنجگانہ پڑھوائی تب وہ سیاہی زائل ہوئی۔ ع

متوسل بخمسۂ نجبا	ہوے آدم صفی بہ حکم خدا

بنی امیہ کے طرفدار مثنوی کے اشعار پڑھکر استہزا کرتے ہین کہ شہید کربلا کیون اپنے قدم سے موت کے منہ مین گئے ابتدا سے ابتلا ہوئے۔ حقیقت اسلام رکھنے والے جغرافیہ شناس انصاف فرمائین جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا یقیناً مجبور تھے کربلا جانے پر۔ اسلیے کہ مدینہ مین اگر رہتے تو ضرور بغیر بیعت ذبح کیے جاتے تاکیدی حکم یزید کا ولید کے نام آگیا تھا کہ بجز حسین سے میری بیعت لے اگر وہ بیعت نہ کرین تو انکو قتل کرے۔ مدینہ مین بڑا کشت وخون ہوتا۔ روضۂ نبی کا احترام باقی نہ رہتا۔

خانۂ کعبہ مین آکر پناہ لی وہان بھی وہی رنگ دیکھا ہزارون قاتل دشمن جان آپکے تھے خدا کے گھر مین ذبح ہوجانے سے خانۃ الکعبہ کی حرمت برباد ہوجاتی ہمیشہ موسائی عیسائی مجوسی دامن اسلام پر دھبے لگاتے کہ مسلمانون نے اپنے نبی کے نواسہ کو بحیط کعبہ مین ذبح کر ڈالا۔ حسرت کی نظر سے کعبہ کو دیکھتے ہوے آبدیدہ وہان سے چلے دیکھا سامنے ایک طرف سمندر ہے اور کوئی سامان عبور کا جہاز وغیرہ آپکے پاس نہ تھا دوسری جانب سر بفلک پہاڑون کا دشوار گذار سلسلہ کوسون تک مرور کا سخت مانع تھا۔ ناظرین انصاف کی نظر سے اسکو دیکھین۔ ؎

نہ کونسی تھی راہ جدھر کو جاتے ‏ ‏ ‏ ‏ کوفہ کو نہ جاتے تو کدھر کو جاتے

خصوص جبکہ اہل کوفہ کے خط برابر آرہے تھے کہ یہان دعوت کا سامان تیار ہے فصل بہاری اور ہم سب مشتاقون کو حضور کا ہردم انتظار ہے ہم بغیر امام کے ہین اے امام زمان ہماری ہدایت کو آئیے دین کی نصرت فرمائیے ورنہ پیش خدا روز جزا آپکا کیا عذر ہوگا۔

اے مسلمانون انصاف کرو۔ امام کا فرض کیا ہی دین خدا کی نصرت مخلوق کی ہدایت واجب ہے یا نہین پھر بھی احتیاط کا مقتضا یہ ہی تھا کہ اول اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو اپنا سفیر بنا کر روانہ کیا اسکے بعد کوفہ کیطرف خود چلے راہ مین تھے کہ بلا مین گھر گئے۔ جسطرح ہند مین دلی اور لکھنؤ دو شہر فصیح ہین عرب مین کوفہ اور بصرہ فصیح تر ہین۔ کوفہ بہت بڑا شہر کئی منزل تک آباد تھا شیعیان علی بکثرت تھے حکومت کا انتظام خراب ہونیسے بڑی ابتری شہر مین بہت تھی یزید نے ابن زیاد کو یہان کا حاکم مقرر کیا یہ جفاکار خونخوار پہلے بصرہ مین مامور تھا وہان اس ظالم نے صدہا بیگناہ ایکدم مین قتل کرڈالے رعب بندھ گیا۔

امام حسین علیہ السلام کی خبر آمد آمد مشتہر ہوکر بدامنی جب زیادہ پھیلی اور اسکی ظلمیت کا شہرہ تھا یزید نے کوفہ کے انتظام پر اسکو مامور کیا اسنے آتے ہی اول ناکہ بندی کرکے شہر بھر کے کئی ہزار ابرار گھر گھر سے چن چن کر نظر بند کردیے اور محبس شیعیان علی نام اس زندان کا رکھا۔

عمر بن سعد کو امیر لشکر بنا کر کئی ہزار پیدل اور سوار کربلا کیطرف بھیجدیے کوفہ سے

کربلا تک ایک دریا فوج کا لہریں لے رہا تھا آخر میں رسالہ بندی موقوف کردی اور عام حکم دیدیا کہ جو شخص مقابلہ کو نہ جائے گا وہ قتل کردیا جائے گا۔

خاص دشت کربلا کے مورچوں پر بیس ہزار تیس ہزار بلکہ ایک لاکھ فوج کا شمار تھا۔

اللہ اکبر۔ کہتے ہیں کہ لشکر عمر میں بھگدڑ روز عاشورا مچی بھاگ کر کوفہ کے چوک میں فوج پہونچی ہی ابن زیاد نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے کہا گیا کہ ذوالفقار اب میان سے نکلی فرزند ید اللہ نے قلب لشکر پر حملہ کیا ہے یہ تو معمولی قلم بند فوج کا شمار تھا عراق عجم اور ایران وغیرہ سے فوجیں بلوائیں ہیں وہ الگ ہیں۔

کیا آپ کے رد نے کیلیے سمنان کی وجہ تسمیہ عرض کی جائے۔ سمنان مخفف ہے سہ من نان کا۔ یہاں کی سپاہ جو فرزند رسولؐ کے قتل کیلیے بلوائی گئی تھی تین من روٹی ان لعینوں کے زہر ما رکرنیکو دستیوں نے دی تھی استغفر اللہ لعنت ہے اس کمینی دنیا پر۔ جب ابن زیاد نے آکر کوفہ کے دار الامارۃ میں اجلاس کیا بڑے اہتمام کے ساتھ قاضی شریح کو بلوا کر اپنی مسند کے برابر بٹھایا۔

اول مختصر حال سکا سنیے۔ یہ شخص عہد حکومت ثانی سے کوفہ کا قاضی تھا امیر المومنین علیہ السلام کا زمانہ جب آیا تعجب کی نظر سے اسکو دیکھکر آپنے فرمایا اے شریح میں تجھکو ایسے مقام پر دیکھتا ہوں کہ یہاں نہیں بیٹھتا مگر نبی و وصی یا شقی۔

غرض ابن زیاد نے اسکو حکم دیا کہ لکھ فتوائے قتل حسینؑ کا اسنے حیلے حوالے کرکے گریز کیا پھر کیا تھا اس دنیا پرست کے وقت سات بدلے ابن زیاد نے اس بندۂ زر کے گھر چھپا کر بھجوا دیے۔ صبح کو جب دربار میں آیا اور ہی رنگ تھا ابن زیاد نے استقبال کیا مسند پر بٹھایا مزاج پوچھا۔ کہنے لگا میں نے اس مسئلہ پر خوب غور کیا کوئی شک نہیں یزید خلیفہ برحق ہے حسین ابن علیؑ نے اسپر خروج کیا ہے اور جو خروج کرے خلیفہ وقت پر شرع کی تلوار سے قتل اسکا واجب ہے۔

اس ملعون نے فتوائے وجوب قتل حسین کا لکھکر اپنی مہر اسپر کی اور ابن زیاد کو دیدیا یہ ہی فتوے ابن زیاد نے عمر سعد ملعون کے حوالے کیا اور اسنے بحفاظت تمام اپنی دستار میں اسکو رکھ لیا۔

روز عاشورا فرزند رسول نے جب اپنے نام و نسب کا اظہار فرماکر اتمام حجت کیا ہی لشکر ابن زیاد میں برہمی پڑ گئی کہ افسوس اپنے نبی کے فرزند سے ہم لوگ کیوں لڑنے کو آئے۔ جسطرح ابن زیاد نے حکومت ملک رے کا لالچ دیکر عمر سعد کو قتل حسین پر آمادہ کیا تھا پسر سعد نے لشکر کو یزید کے انعام اور غنیمت کا لالچ دلایا ابن زیاد کے ظلم سے ڈرایا قاضی شریح کا فتوے پڑھکر سنایا اور کہا ابو سفیان وغیرہ کون تھے جو پیغمبر سے لڑے اور یہ بیٹے ہیں علی مرتضے کے جنھوں نے

تمھارے آبا و اجداد کو قتل کیا آج ان سے خون بہا اپنے مقتولوں کا لیو انکو قتل کرو اور ان کا مال و زر بے خطر لوٹو۔ یہ سُنکر عرب کے لالچی جوش میں آ گئے اور سب یکدل ہو کر ٹوٹ پڑے

آہ آہ کچھ خوف جدا کسی کے دلمین نہ تھا کوئی نشتر یہ تیر و شمشیر لگا رہا تھا کوئی ظالم نیزہ زنی کرتا تھا جنکے پاس اسلحہ نہ تھے وہ ملاعنہ لاٹھیاں باندھے ہوئے تھے۔ کچھ سنگدل نیزے سے ہم پہ برس رہے تھے ایک فرقہ ناریون کا آتش افگنی پر مامور تھا ظلم کی آندھیاں ایسی اُٹھین کہ عصر کے وقت شمع امامت خاموش ہو گئی۔ ناریون نے آگ خیمہ مین لگا دی وہ بیچیاں درانہ در آتے اہل حرم لوٹنے لگے بیبیاں گھبرا کر بچونکو گود مین لیے ہوئے باہر نکل پڑین۔

راوی کہتا ہے کہ دیکھا مین نے خیمہ جل رہا ہے اور ایک معظمہ بار بار اُس خیمہ مین جاتی ہین اور پھر گھبرا کر باہر نکل آتی ہین اور گوشۂ پیراہن انکا آگ سے جل رہا ہے مجھکو رحم آیا مین نے کہا آپکا پیراہن مین آگ لگی ہوئی ہے۔

فرمایا اے بھائی میرے دل مین آگ لگی ہوئی ہے۔

مین نے پوچھا کیا کوئی قیمتی چیز آپکی اس خیمہ کے اندر ہے جسکے لینے کو بار بار آپ جاتی ہین۔

فرمایا آہ میرا بھتیجا بیمار اس خیمہ کے اندر غش مین پڑا ہوا ہے اور کوئی غمخوار اُس کا نہین ہے کہ اس آفت سے بچائے اُس بیکس کی خبر لے۔ ؎

آن قصہ کہ کس نشنوا اند شنیدیش
یارب بہر اہلبیت چہ آمد ز دیدش

اے اہل عزا آپ نے قاضی شریح کا حال سُنا جناب مسلم اپنے دونون بچون کو کسی کے سپرد کر گئے تھے جب حضرت مسلم اور ہانی بظلم شہید کر دیے گئے اس بے رحم نے اپنے بیٹے سے کہا مدینہ کو ایک قافلہ جا رہا ہے ان دونون کو وہان چھوڑ آ وہ بے گیا قافلہ حرکت کر گیا تھا گرد اُسکی نظر آ رہی تھی اُسنے کہا پیچھے اسکے چلے جاؤ آگے جا کر ملجاؤ گے یہ شقی دونونکو چھوڑ کر چلا آیا۔

معلوم ہوتا ہے وہ کمسن بچے بھٹک کر اور اسیر بلا ہوئے پھر قید سے چھوٹ کر حارث ملعون کے ظلم سے شہید کیے گئے۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

بارک اللہ ہے کیا جشن ولادت کا سماں
دلفریبانہ ہی آرائش جنت کی پھبن
عالم فکر و تصور میں جو کی میں نے نظر
کر نہ دیکھا نہ سنا تھا کبھی چشم بد دور
تہنیت خیز وہ حوران جنان کے نغمے
راحت افزا وہ فردوس کے پھولوں کی مہک
شوخئ نیر ہے چمن میں گل رعنا کی بہار
نغمہ سنجان چمن وجد میں جب آتے ہیں
اٹھ گئی کیا کسی مہ پارہ کے چہرہ سے نقاب
صرف نظارہ کوئی حور ہوئی تھم کے اگر
گدگدائی ہے جو اٹکھیلیاں دکھلا کے صبا
مسکراہٹ میں ہے غنچوں کے ملاحت کا اثر
ہے گل تر رد پہ بکھری ہوئی زلف سنبل
دل وارفتہ ابھی کرتا تھا سیر منظر
پھر تصور کے مصور نے یہ کھینچی تصویر
ہر روش چھڑ ستی پھرتی ہے نسیم سحری
اللہ اللہ یہ نزاکت کا ہے اس کے عالم
محو حیرت تھا کہ یہ جشن طرب ہے کیسا
ہنس کے کہنے لگی فردوس کا یہ ہے منظر
اسی تاریخ میں پیدا ہوئی ہیں بنت نبی
باغ عالم میں بھی ہے جشن مسرت کی بہار
لکھنؤ جا کے جو دیکھو تو ملے تم کو خبر
شاعر گوندھ کے لاتے ہیں گل مدح کے ہار
عرش تک نام خدا انکی مہک جاتی ہے
ناصر و زین مہلی فنا و گلعذر کلو

کہ سجایا گیا ہے خلد کا ہر ایک مکان
جیسے ہر حسن سے آراستہ کی جائے دلہن
نظر آیا یہ خدا ساز خوشی کا منظر
نہ ہوا تھا کسی دن میں بھی کبھی جس کا خطور
چٹکیاں لیں دل ترسیدہ میں ترانے جیسے
وہ دلآویز طرب خیز عنادل کی چہک
رنگ لایا ہے عجب حسن حسیناں کا نکھار
زمزمے نور کے دل چھینے لئے جاتے ہیں
بن گیا صحن چمن صاف بہ رنگ مہتاب
طرز تشریح سے دل لے گئی دزدیدہ نظر
قہقہہ مار کے ہنس پڑتے ہیں گل عش ملے
منبسط ہو گئے دل کھل گئے سب زخم جگر
کہ پھنسے آن کے اس جال میں تب بلبل
آنکھوں آنکھوں میں اڑا لے گئی نرگس کی نظر
نقش تازہ نظر آیا کہ نہیں جس کی نظیر
بدھیاں پھول کی ہیں گل کے گلے میں جو پڑیں
لچکی جاتی ہے کمر ناز سے ایک ایک سم
آج ہیں باغ ارم میں جو نشیمن آنکلا
اے عجب شور ہوا اور کچھ بھی نہیں تم کو خبر
انکے میلاد کی ہے باغ جناں میں یہ خوشی
جوش پر حسن حسیناں چمن کا ہے نکھار
صحبتیں نور کی ہیں جمع ہیں اہل جوہر
جنکی خوشبو سے مہکتے ہیں مشام عطار
کلمہ لا الٰہ کی ہر بار صدا آتی ہے
پیشکش کرتے ہیں یہ دستہ مضامین کے گہر

عزت افزائی ان مداحوں کی فرماتے ہیں | لب جنت سے تحسین کے صلے پاتے ہیں
تم بھی شاعر ہو کوئی نظم پڑھو ہاں جا کر | کہ صلہ دیں تمھیں اللہ و نبی و حیدر
انکی مداحی میں مومن جو بسر کرتا ہے | لطف و انعام کی حق اسپہ نظر کرتا ہے
کھل گیا غنچۂ دل مژدۂ تازہ سنکر | میں نے گلدستہ بنایا گل رنگین چنکر
ہے سفیر اسپہ ہی اللہ سے کر رو کے دعا | شہ لولاک کا اور آل کا انکی صدقہ
یا الٰہی کرم و لطف کی کر مجھ پہ نظر | مرض نحس عشا سے ہو عطا جلد مفر
جیسے سلمان نے پھولوں کا بنا کر دستہ | دشت ارجن میں پیمبر کے وصی کو تھا دیا
لیکے میں یہ ہار جواہر کا کیا میں نے بھی | نذر سرکار خدا و نبی و نفس نبی ؑ
اسی فردوس کی یارب ہے تمنائے دلی | جسکی تصویر تصور نے ہے میرے کھینچی
اب درگاہ الٰہی میں دعا میری ہے | لائیں تشریف یداللہ مدد کو میری
قید امراض و جرائم سے کریں مجھ کو رہا | اور ہو مقبول الٰہی یہ ہدیہ میرا

ریاض الشہادت میں امالی سے نقل کیا ہے کہ جناب صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے جب عقد کیا ہے جناب خدیجہ رضوان اللہ علیہا سے زنان شہر مکہ نے وصل و اتحاد قطع کر دیا وہ معظمہ تنہائی کی وحشت سے نہایت دل تنگ تھیں یہاں تک کہ حمل کے آثار ظاہر ہوئے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا شکم مادر میں تکلم فرماتی تھیں لیکن اُن معظمہ نے اس امر کو مخفی رکھا کسی پر ظاہر نہ کیا ایک دن جناب سرور عالم دولت سرا میں تشریف لائے دیکھا کہ وہ معظمہ کسی سے باتیں کر رہی ہیں اور کوئی حاضر نہیں ہے پوچھا تم کس سے ہمکلام تھیں عرض کیا اس فرزند سے جو میرے شکم میں ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جبرئیل مجھ کو خبر دے رہے ہیں یہ لڑکی طاہرہ معصومہ جو تمھارے شکم میں ہے خالق عالم میری نسل کو اس سے قرار دیگا ائمۂ دین خدا اس سے پیدا ہوں گے۔

حضرات کئی بچے شکم مادر میں گویا ہوئے ہیں۔ اوّل جناب امیر المومنین علیہ السّلام جب شکم مادر میں تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ دولت سرا میں جب تشریف لائے آپ کی حرکت اضطراری سے مادر گرامی فوراً تعظیم کیلیے کھڑی ہو گئیں در شکم اطہر سے آواز آئی السلام علیک یا رسول اللہ آپ خوش ہو کر فرماتے تھے علیک السّلام یا وصی۔

اب سنیں ربط اسکا اہل ولا | ہے جگر دوز خاتمہ جس کا
اتفاقاً جناب عمران نے | دیکھکر پوچھا اپنی زوجہ سے

تم تو ماں کی جگہ ہو یہ تو کہو
سُن کے کہنے لگیں وہ شوہر سے
مجھ کو بیٹا خستہ اُٹھاتا ہے
متحیر سے تھے حضرت حمران
دل میں سوچے کہ امتحان کرو
حضرت حمزہ اور ابوطالب
امتحاناً نبی کو بلوایا
چل سکا زور اور نہ کچھ قابو
بہر تعظیم سیّدہ اٹھیں
شکم پاک سے یہ آئی صدا
وعلیک السلام کہہ کے نبیؐ
تھا یہ اعجاز خاص شبیر احد
اور اک فاطمہ کے بازو کا
ہیں وہ معصومہ فاطمہ زہرا
جنکی پیشِ خدا ہے یہ توقیر
جنکے شوہر تو ہیں جناب امیر
شکم پاک میں تھے جب ان کے
تین دفعوں میں پھر ہوئے گویا
پھر یہ اعجاز کی زبان سے آہ
وقت سوم بہ گریہ و زاری
متحیر تھیں فاطمہ زہرا
تینوں کلموں کی پوچھی جب تفسیر
سیّدہ نے کیا بہت اصرار
انکی تفسیر سے یہ ڈر ہے مجھے
پہلے کلمہ کی پھر یہ دی تعبیر

بہر تعظیم کیوں تم اُٹھتی ہو
یہ جو فرزند ہے شکم میں مرے
اُسکی تعظیم یہ کراتا ہے
اُنکو باور ہوا نہ اُنکا بیان
اور بلایا امیر حمزہ کو
بازو پکڑے ہوئے تھے دو جانب
جیسے ہی صحن میں قدم رکھا
چھٹ گئے اُنکے ہاتھ سے بازو
ہو گئیں دفعتہ وہ استادہ
کہ سلام علیک سیّدنا
بولے انت الوصی وانت اخی
جنکی ماں فاطمہ ہیں بنت اسد
اس جگہ حال مجھ کو یاد آیا
بنت خیر الورٰی حبیب خدا
شان میں آیا آیۂ تطہیر
اور بیٹے ہیں شبر و شبیر
ذکر خالق حسینؑ کرتے تھے
انا عطشان ایک بار کہا
انا عریان کہتے تھے ذی جاہ
انا سحقان لب پہ تھا جاری
ہو کے حاضر نبی سے عرض کیا
مضطرب ہو گئے شہ دلگیر
رو کے فرمایا اے مرے دلدار
تم سماعت نہ کر سکو گی اسے
کہ ہے عطشان کی یہی تفسیر

دار دکربلا یہ جب ہوگا
اس کے خیمے سے آہ و وا ویلا
آہ الکما و العطش کہہ کے
ہو طپان جیسے ماہی بے آب
دینگے پانی لعین نہ قطرہ بھر
سیدؑ سنکے جان گزا یہ خبر
دوسرے کلمہ کی یہ تھی تعبیر
لاش ہوئیگی خاک پر عریان
ہوکے خاموش سید ابرار
پھر باصرار سیدہ نے کہا
تیسرے کلمہ کی بھی اب تعبیر
شہ لولاک رو کے کہنے لگے
یا علی ولی قریب آ کے
پھر کہا ہین یہ معنے سحقان کے
خاک پر ہوگا لاشہ بے سر
سنتے ہی دردناک یہ تفسیر
دل ہوا بیخودی سے بے قابو
نہ رہی دل کو تاب گھبرا کر
رہ گئے تھے رسول جنکی خبر
کربلا مین بروز عاشورا
ناریون نے جلا دیے خیمے
شہدا کے سرون کو کرکے قلم
تن بے سر تھے خاک خون مین طپان
خاک سر پر اڑا رہی تھی ہوا
ہائے افسوس صد ہزار افسوس

بند پانی کرینگے اہل جفا
ہوئے گا شور العطش برپا
لوٹتے ہون گے خاک پر بچے
پھر ہین تڑپین گے ہوکے سب بیتاب
ہوگا پیاسا ہی ذبح تشنہ جگر
رو دئین بیتاب ہوکے پیٹکے سر
لوٹ لین گے لباس اس کا شریر
آگئے مست پوچھتے ہے خضر کا بیان
رو دئے بیحد ہر نگا ا بر بہار
ہاتھ مین جوڑتی ہون اے بابا
لب معجز بیان سے ہو تفسیر
کہین غش کھا کے آہ کر نہ پڑے
تھام لو بازوؤن کو زہرا کے
کہ جیسے کوئی ریزہ ریزہ کرے
گھوڑے دوڑائینگے لعین اس پر
مضطرب ہو گئے جناب امیرؑ
چھٹ گئے دونون ہاتھ سے بازو
گر پڑین سیدہ بھی غش کھا کر
ہین وہ سب اتفاقات پیش نظر
ہوگئے ذبح سید الشہدا
حرم محترم اسیر ہوئے
گئے کوفہ کو وہ لعین اظلم
معجزات اُنسے ہورہے تھے عیان
دامن گرد تھا کفن اُن کا
دن کو تھی دھوپ اور رات کو اوس

وحش و طیر آکے جمع ہوتے تھے | طوف لاشوں کا کرکے روتے تھے
بیکسی تھی انیس تنہائی | یا چرند و پرند صحرائی
یا بگولے اُجاڑ صحرا کے | گرد پھرتے تھے سُنکے آ آکے
کاشتکاروں سے مشتہر ہے خبر | شب کو روتا تھا ایک شیر آکر

دوسرے جناب صدیقہ فاطمہ زہرا۔ تیسرے حسینؑ مظلوم سید الشہدا ان کا حال بھی آپنے سُنا کہ شکم مادر میں کلام کیا۔ کچھ مولد حین الولادۃ گویا ہوے ہین۔ امیر المومنین۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا۔ بعضے بعد الولادۃ گویا ہوے ہین۔ ایک جناب روح اللہ گہوارے مین جنھون نے اپنی مان کی عفت پر گواہی دی۔ دوسرے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا اے مادر گرامی بہترین زنان عالم جناب مریمؑ آپ سے ملنے کو آئی ہین اور آپ اُن کی تعظیم کو نہین اُٹھتین۔ تیسرے وہ شیر خوار جس نے عصمت جناب یوسف علیہ السلام پر شہادت دی اور کہا اے عزیز مصر اگر پیراہن جناب یوسفؑ کا عقب سے چاک ہوا ہے تو وہ سچے ہین اور اگر سامنے سے چاک ہوا ہے تو زلیخا سچی ہے دیکھا گیا تو عقب سے چاک نکلا۔ چوتھے وہ شیر خوار گویا ہوا ہے جسکا حال اُخدود بنانے کے بیان مین تفسیر قرآن مین مذکور ہے اُسنے اپنی مان کو صبر دلایا ہے۔ پانچوین حضرت صاحب العصر والزمان قائم آل محمدؐ صلوات اللہ وسلامہ علیہ ہین۔ عجل اللہ ظہورہ جنھون نے پیدا ہوتے ہی تلاوت قرآن فرمائی۔ قصر امامت آپکے نور سے منور ہوگیا۔ پھپی آپ کی جناب حکیمہ خاتون آپ کی ولادت سے متحیر تھین کیونکہ بظاہر آپ کی مادر اطہر مین کوئی آثار حمل ظاہر نہ تھے

ہوئی تمہید ختم اہل ولا | سنئیے حال ولادت زہرا

ہنگام وضع حمل جب قریب آیا جناب خدیجہ نے اپنی تنہائی سے گھبرا کر زنان قریش کو بلوایا سب نے انکار کیا وہ معظمہ سخت متفکر تھین اتنے مین چار معظمہ بلند بالا گندم رنگ ظاہر ہوئین انھون نے کہا خوف نہ کرو تمھاری مونست کے لیے خدا نے ہم کو بھیجا ہے۔ ایک ہم مین سے سارا زوجہ ابراہیم خلیل اللہ۔ دوسری آسیہ دختر مزاحم۔ تیسری مریم بنت عمران۔ چوتھی کلثوم خواہر موسیٰ ہین طاہرہ تمام نجاستون سے پاک پیدا ہوئین شرق و غرب عالم آپکے نور سے مطلع الانوار بنگیا دس حورین طشت و ابریق وغیرہ لیے حاضر تھین ایک معظمہ نے آب کوثر سے غسل دیکر سر اطہر پر عصابہ باندھا معصومہ نے تکلم فرمایا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان ابی رسول اللہ وان بعلی سید الاوصیاء وولدی سادۃ الاسباط۔

آپ نے اُن پہ پھر سلام کیا — بہ تبسّم ہر اک کا نام لیا

آسمانوں پر شورِ تہنیت اور ایسا نور ظاہر ہوا کہ فرشتوں نے کبھی نہ دیکھا تھا جناب خدیجہ رضوان اللہ علیہا نے خوش ہو کر دودھ پلایا پیار کیا۔ فضل خدا سے ایک دن میں اسقدر نشو و نما ہوتا تھا کہ اور بچے ایک مہینہ میں نمو کرتے ہیں۔

بروایت حضرت جابرؓ سرورِ عالم ایک دن جناب سیّدہ کو گود میں لیے پیار کر رہے تھے حمیراؔ نے کہا آپ اس لڑکی کو بہت چاہتے ہیں فرمایا اگر تم جانو کہ میں کسدرجہ محبت رکھتا ہوں تو محبت تمہاری زیادہ ہو جائے۔ شب معراج جب آسمانوں پر انبیا سے ملاقات کی اور ملائکہ استقبال و تعظیم کے اہتمام میں تھے ایک منادی ندا کر رہا تھا کہ خوب ہیں پدر تمہارے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ اور خوب ہیں بھائی تمہارے علیؑ ابن ابیطالب جب حجابوں میں ہو چکا جبریلؑ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے بہشت میں لے گئے وہاں شجر نور دیکھا پوچھا یہ شجر کس کا ہے کہا آپ کے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کا آگے بڑھے تو رُطب ملے ایک نے اُنمیں سے کھایا جس سے انعقاد طاہرہ کا ہوا۔ فاطمہ انسیہ حوراء ہے نہ انسیہ محض۔ اسی کے ہم معنے ارشاد ہوتا ہے کہ جناب قدس الٰہی سے ایک سیب ہدیۂ بہشت سے بھیجا جبریلؑ اپنے سینہ سے لگا کر اُسکو لائے اُسکی رطوبت نے سینۂ جبریلؑ میں اثر کیا عرق جبریلؑ نے اُسمیں سرایت کی۔ اُسکو توڑ کر کھایا نور اُس سے ساطع ہوا۔ جبریلؑ نے کہا یہ نور ہے منصورہ فاطمہؑ زہرا کا۔ میں نے پوچھا منصورہ کون ہے۔ کہا یہ دختر ہے آپ کی اہل آسمان منصورہ اور اہل زمین اُسکو فاطمہ زہراؑ کہیں گے۔ فاطم کے معنے چھڑانے کے ہیں وہ اپنے شیعوں کو آتش جہنم سے چھوڑا دیں گی۔ زہرا کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حقتعالے نے اپنے نور عظمت سے معصومہ کو جب خلق فرمایا نور اُنکا ارض و سما میں طالع ہوا ملائکہ سجدہ میں جھک گئے اور عرض کیا الٰہی یہ نور کیسا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ہمارا نور ہے آسمان میں اسکو قرار دیا ہے صلب سیّد المرسلین سے اسکو ظاہر کرینگے اس نور سے اپنے خلفا اور ہادیان دین کو پیدا کرینگے۔

صادق آل محمدؐ فرماتے ہیں کہ وہ معصومہؑ نماز کو جب کھڑی ہوتی تھیں آسمان پر روشن ہوتے تھے جسطرح اہل زمین ستاروں سے ضیا پاتے ہیں۔ مروی ہے کہ جناب مریمؑ کو بتول کہتے تھے جناب سیّدہ کا نام بھی بتول ہے اسلیے کہ طاہرہ طاہر ہیں دماے ثلاثہ وغیرہ کی تمام کثافتوں سے۔

سال پنجم بعثت میں پیدا ہوئیں۔ نو برس کے سن میں عقد ہوا۔ اٹھارہ برس کی عمر میں ظالموں کے ظلم سے شہادت پائی۔ عدالت کا حال سنیے۔ دست مبارک تعب سے مجروح ہے

حسنینؑ گریان ہیں سلمانؓ نے عرض کیا فضہؑ سے خدمت لیجیے۔ فرمایا بابا جان کا حکم ہے کہ ایک دن کام گھر کا تم کرو ایک دن فضہ سے خدمت لو۔ عرض کیا میں آپ کا بردہ آزاد کردہ ہوں شاہزادی آپ بچوں کو بہلائیں میں خدمت بجالاؤں۔ جب اذان ہوئی سلمانؓ مسجد کو گئے امیرالمومنینؑ سے حال عرض کیا رونے لگے اور مسجد سے باہر چلے گئے پھر مسکراتے ہوئے آئے سرورِ عالم نے باعث تبسم دریافت فرمایا۔ عرض کیا دیکھا میں نے ضعف کی شدت و کثرتِ تعب سے سیدہ سو گئی ہیں حسینؑ سینۂ اطہر پر ہیں آسیا خود بخود چل رہی ہے۔ حبیبِ کبریا متبسم ہوئے اور فرمایا کیا نہیں جانتے ہو یا علیؑ کہ ملائکہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے خادم ہیں ؎

کیا بیان ہو سخائے آلِ عبا
خاتمہ ہو گیا سخاوت کا

اللہ اکبر تین روز برابر نذر کے روزے رکھکر ہر روز وقت افطار کھانا اپنا سائل کو دیدیں اور خود پانی سے افطار صوم فرمائیں ؎

حق تعالٰے سے پھر ملے یہ صلہ
خلعت ہل اتیٰ ہوا اُن کو عطا

بیٹیاں باپ سے قدرتی محبت رکھتی ہیں ایک مرتبہ سیدہ نے انگشتری طلب کی۔ فرمایا جناب رسولِ خدا نے جب تم نماز شب پڑھنا خدا سے طلب کرنا۔ معصومہؑ نے دعا کی آواز غیب آئی کہ جو شئے تم نے طلب کی زیر مصلّا موجود ہے جسکی قیمت سوائے ربّ العزت کون جان سکتا ہے سیدہ یاقوت کی انگوٹھی پہنکر بہت مسرور ہوئیں خواب میں دیکھا کہ معصومہ قصر بہشت میں ہیں پوچھا یہ مکان کس کا ہے خادمات نے عرض کیا یہ قصر فاطمہؑ بنت محمدؐ کا ہے ایک تخت خوشنما نظر آیا مگر ایک قائمہ اسکا ناقص تھا سبب دریافت کیا۔ کہا اسمیں سے ترشکر ایک انگشتری دیگئی ہے صبح کو خواب اپنا جناب رسولِ خدا سے عرض کیا۔ فرمایا اے اولادِ عبدالمطلب زینت دنیا تم کو سزاوار نہیں آخرت تمہارے لیے ہے وعدہ تمہارا بہشت ہے دنیا سے تمھیں کیا کام کہ وہ فانی اور فریبندہ ہے۔ انگوٹھی اُتار کر اُسی مصلّے کے نیچے آپ نے ڈالدی پھر خواب دیکھا اُسی قصر میں نذر ہوا وہی تخت نظر آیا سب پائے اُسکے قائم تھے۔

اب حال سنیے اُس انگشتری کا جسکی قیمت خراج ملک یمن کے برابر اور یداللہ کے ہاتھ میں تھی مسجد نبیؐ میں نماز پڑھ رہے ہیں سائل نے آکر سوال کیا کسی نے کچھ نہ دیا خدا کے گھر سے محروم پھر کر چلا۔ امیرالمومنینؑ نے انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا سائل نے انگوٹھی اُتار لی غائب ہو گیا۔ غزالی نے لکھا ہے کہ وہ انگوٹھی انگشتری سلیمانؑ اور سائل جبرئیلؑ تھے۔

اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ سید الشہداء نے بھی انگوٹھی راہ خدا میں دی ہے مگر فرق اتنا ہے کہ عطائے علوی بحالت زندگی رکوع کی ہیئت میں تھی اور عطائے حسینی بعد شہادت سجدہ میں واقع ہوئی مستزاد یہ ہے کہ سخی ابن سخی نے ہمراہ انگشتر انگشت مبارک بھی دیدی۔ یاد کیجیے ظلم بجدل ملعون کا آہ آہ اس لعین نے انگشت مبارک کو جدا کیا اور جمال ملعون نے دونوں ہاتھ ابن ید اللہ کے کاٹ ڈالے۔ دلائل طبری میں جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب وہ معصومہ بستر علالت پر تڑپتی تھیں خواب میں دیکھا جناب رسول خدا تشریف لائے ملائکہ جلو میں ہیں۔ اتنے میں دو فرشتے جانب آسمان لیگئے قصر زرنگار اور بساتین وانہار نظر آئے۔ ایک قصر دیکھا فرش حریر و دیبا اور جواہر زیبا سے آراستہ ہے۔ پوچھا یہ مکان کس کا ہے۔ کہا یہ فردوس اعلیٰ مسکن ہے آپ کے باباجان کا اور یہ نہر کوثر ہے پھر قصر دیبا نظر آیا ایک تخت پر جناب رسول خدا جلوہ فرما ہیں پیار کیا اور فرمایا تم اپنے مکان میں کیوں نہیں چلی آتیں پھر اور قصر دکھلا کر فرمایا یہ مکان تمہارے اور علیؑ و حسنینؑ اور انکے شیعوں کے ہیں عنقریب تم یہاں آنے والی ہو۔ خواب سے بیدار ہو کر فرمایا کہ اب وقت رحلت قریب ہے یا اباالحسنؑ اجازت ہو تو چند وصایا عرض کروں۔ یا ابن عم میں نے کبھی آپ کی مخالفت نہیں کی لیکن اگر قصور ہوا ہو تو عفو فرمائیے۔

امیر المومنینؑ رونے لگے اور فرمایا تم نے ہمیشہ میرے گھر میں تکلیف اٹھائی ظالموں کے ظلم سے راحت نہیں پائی مفارقت تمہاری شاق ہے گویا رسول خدا کا سانحہ آج تازہ ہو گیا۔

عرض کی پہلی وصیت یہ ہے کہ بعد میرے امامہ سے عقد کر لینا وہ میرے بچوں کو بہت چاہتی ہے اُن سے محبت رکھے گی۔

دوسری وصیت یہ ہے کہ جس صورت پر ملائکہ نے نشان دیا ہے ایک گہوارہ میری نعش پر بنانا

تیسری وصیت یہ ہے کہ رات ہی میں مجکو دفن کر دینا اعدائے دین کو میرے دفن میں شریک نہ کرنا۔

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ بعد وفات اُسی پیراہن میں طاہرہ کو غسل دیا کافور بہشت سے جو رسولؐ کیلئے جبرئیلؑ لائے تھے حنوط کیا جب بند کفن باندھ چکے آواز دی کہ اے ام کلثوم و زینب و فضہ اے حسنینؑ آؤ سیدہ کی آخری زیارت کر لو بیقرار ہو کر سب دوڑے نعش پر گر گر کر کہتے تھے کہ اے مادر گرامی آپ ہم کو چھوڑ کر چلی گئیں۔ فرماتے ہیں کہ قسم بخدا دیکھا میں نے کہ ایک شعلہ نعش مطہر سے بلند ہوا دونوں ہاتھ پھیلا کر بچوں کو اپنے سینے سے لگا لیا صوامع ملکوت میں زلزلہ پڑ گیا ہاتف نے ندا کی یا علیؑ حسنینؑ کو سینہ سیدہ سے جدا کرو ملائکہ منتظر و مضطر ہیں۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

الهدیة السادسة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لک الحمد والثنایا واهب العطاء۔ صل علی حبیبک محمد وعترته الامناء رب لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک انت الذی خلقتنا من فاضل طینته سادتنا النجباء سید الرسل والانبیاء وسید الاوصیاء وآلهما الاتقیاء ونورت قلوبنا بنور محبتهم علیهم الاف التحیة والثناء اللهم العن علی اعدائک واعدائهم دائما ابدا۔

اما بعد فقال اللہ سبحانه فی کتابه الا سنے تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض۔ ارشاد ہے جناب رب العزت کا کہ ہم نے ان رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

دیکھیے کتاب عیون الرضا سے

فرمایا حبیب کبریا نے — افضل نہیں کوئی خلق مجھ سے۔

امیرالمومنین نے ایک دن عرض کیا کہ حضور افضل ہیں یا روح امین۔ فرمایا اللہ نے فضیلت دی ہے انبیائے مرسلین کو ملائکہ مقربین پر اور یا علیؑ میرے بعد فضیلت میں تمہارا درجہ ہے پھر اُن ائمہ کا جو تمہارے بعد ہونگے۔ اور ملائکہ تو خادم ہیں ہمارے اور ہمارے دوستوں کے۔ اللہ اکبر سے

سب سے افضل ہیں صاحب لولاک — اور بعد انکے اُن کی عترۃ پاک
بارک اللہ مرتبہ اُن کا — ہے رسل اور ملائکہ سے سوا
ماسوے اللہ کے ہیں یہ افسر — سب ہیں واللہ انکے دست نگر
گوہر تاج انما ہیں یہ — باعث خلق ماسوے ہیں یہ
یہ نہ ہوتے اگر تو کچھ بھی نہ تھا — سب ہوے انکی وجہ سے پیدا
جتنے دنیا میں انبیا گذرے — معجزے انکے حق نے انکو دیے

معجزہ وہ خرق عادت ہے کہ بغیر سیکھے بدون مشق کیے حقتعالے بندگان اخیار انبیاء و ائمہ اطہار کے دست حق پرست پر جاری فرمائے جس سے تصدیق نبوت اور امامت کی ہو اور عصمت وطہارت شرط اعجاز ہے۔ اہل ایمان جنھوں نے اپنی آنکھوں سے معجزے حضرات طاہرین کے

دیکھیے کس درجہ علم و یقین پر فائز ہو کر کیا محبت رکھتے ہونگے ان حضرات سے ہم لوگ اپنے علماے اعلام کی زیارت سے مسرور ہو کر باغ باغ اور شگفتہ خاطر ہو جاتے ہین اظہار محبت کرتے ہین جو مومنین اخیار ائمۂ اطہار کی زیارت اور صحبت سے مشرف ہوے کیا مسرت اور فرحت ہوگی اُن کے دل کو۔ کافی مین دیکھیے امام و دسر اعلٰی بن موسٰے الرضا علیہ التحیۃ والثنا کسی مقام پر جلوہ فرما ہین ایک شیعہ وضو کے لیے پانی لایا۔ آپ وضو فرما رہے ہین اور وہ خوشی کی نگاہون سے محو جمال ہو کر چہرۂ انور کو دیکھ رہا ہے۔ فرمایا کیا چاہتا ہے۔ اُس نے عرض کیا اے مولا یہ چاہتا ہون کہ حضور کو اپنے مشتاق دلمین جگہ دون۔ فرمایا مرحبا خوشا حال تیری مان کا تو ولد الطیب مولود الطہارت ہے محبت ہم اہلبیت عصمت وطہارت کی دشمن خبیث الولاد کو نہین ہوتی۔ امام مظلوم مسموم غریب الغربا حضرت رضا علیہ التحیۃ والثناکے شرف زیارت اور ثواب کے بیان مین بیشمار احادیث وارد ہین۔ باختصار کچھ عرض کرنا چاہتا ہون متوجہ ہو کر سنیے

لمعۃ الضیا مین تحفۂ رضویہ سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے ایک پارۂ تن میرا دفن ہوگا ایک شہر مین جسکو بندۂ صالح سکندر ذو القرنین نے زمین طوس مین بسایا ہے جسکا نام سناباد ہے۔ پس جو کوئی اُسکی زیارت کرے باوجود دوری وطن و پراگندگی مزار کے مین اُسکے لیے ضامن ہون بہشت کا و الضامن غارم اور ضامن مدیون ہوتا ہے۔ وہ زوار بروز قیامت میرے درجہ مین ہوگا اور لکھے گا جناب اقدس و اعلے اُسکے لیے ثواب ایک ہزار حجۂ مبرورہ اور ایک ہزار عمرۂ مقبولہ کا۔ اس مقام پر راوی مرد ذکر تا ہے کہ یا یہ فرمایا حضرت نے کہ ہر قدم پر دو ہزار حج مبرور اور دو ہزار عمرۂ مقبولہ کا ثواب ہوگا۔ والعلم عند اللہ۔

صدوق علیہ الرحمۃ لکھتے ہین کہ خود فرمایا غریب الغربا نے اپنے زائر کی تین مقام پر دستگیری کرونگا۔ اول وقت تقسیم نامۂ اعمال۔ دوسرے پل صراط پر تیسرے نصب میزان عدل جب ہوگی۔ ؎

آہ یہ منزلین ہین سخت کٹھن	حقتعالے بحق چاردہ تن
اہل ایمان پہ رحم فرماے	لطف سے اپنے اور تفضل سے

ابن بابویہ علیہ الرحمہ اور دیگر علمانے ابو صلت ہروی سے روایت کی ہے کہ حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا قسم ہے خداے عز و جل کی کہ ہم جملہ ائمہ ہدی شہید ہون گے کوئی زہر دغا سے کوئی شمشیر جفا سے۔ راوی کہتا ہے مین نے عرض کیا قربان ہون آپ کو

حضرت کو کون شہید کریگا۔ فرمایا بدترین خلق خدا زہر سے مجھ کو قتل کریگا اور دیار غربت مین دفن ہونگا۔ آگاہ ہو کہ جو اُس غریب الوطنی مین میری زیارت کریگا حقتعالےٰ اُسکے نامۂ اعمال مین ایک لاکھ شہید ایک لاکھ صدیق کا ثواب لکھے گا اور لاکھ حج لاکھ عمرے لاکھ مجاہد راہ خدا کا ثواب اُسکو مرحمت فرمائیگا اور وہ زائر روز قیامت ہمارے زمرہ مین محشور ہوگا اور درجات بہشت مین ہمارا رفیق ہوگا۔ اللہ اکبر۔ جب حضرت غریب الغربا زہر سے شہید کیے گئے مامون نے اپنے باپ ہارون کی قبر کے سامنے آپ کو دفن کیا شہر کے اُجڑ جانے پر صدہا برس قبر اطہر دمن و بیابان جنگل کی جھاڑیون مین نہان رہی۔

صاحب لمعۃ البیضا وسیلۃ الرضوان کے حوالے سے لکھتے ہین کہ سنجر بادشاہ کا بیٹا یا وزیرزادہ مدقوق تھا اطبا نے سیر و شکار اُسکا علاج تجویز کیا شکار کھیل رہا تھا کہ ایک ہرن اُسکی کمند کو چھوڑکر بھاگا اُس نے تعاقب کیا مامن رضا مین آکر ہرن پناہ گزین ہوا ہرچند خیز کیا گھوڑا آگے نہ بڑھا یہ اور ہمراہی اسکے پیدل ہوکر متجسس پھر رہے تھے شہزادے نے مرقد اطہر سے لپٹ کر رو کر دعا کی شفا حاصل ہوئی۔ اپنے باپ کو عریضہ لکھا کہ مزار اقدس علی بن موسیٰ الرضا ظاہر ہوا ہے اسکی برکت سے شفایاب ہوکر یہین مقیم ہون بہت جلد اسکی تعمیر کرا دیجیے۔ بادشاہ خط پڑھکر بہت مسرور ہوا روضۂ اطہر اور گنبد انور اُسکے حکم سے تعمیر ہوا شہر آباد ہوگیا۔

مشہد مقدس سے پچیس تیس کوس کے فاصلہ پر قدم گاہ شریف ایک خوشنما منظر ہے ہم لوگ عراق مین عتبات عالیات کی زیارت سے فیضیاب ہوکر براہ کرمان شاہ معصومۂ قم اور سید عبدالعظیم حسنی کی زیارت سے مشرف ہوکر خراسان جب گئے ہین راہ مین قدم گاہ کی بھی زیارت کی سو دیر تک اُس جگہ مقیم رہے۔ معلوم ہوا کہ ہمارے سید و آقا غریب الغربا مرو جاتے ہوئے جب یہان گذرے ہین کچھ لوگ معجزے کے طالب ہوئے آپنے زمین پر ٹھوکر ماری بحکم خدا چشمہ جاری ہوگیا آپنے وضو کیا اور ایک پتھر پر کھڑے ہوکر نماز پڑھی باعجاز مولا دونون قدم اطہر کا اُسپر نشان بنگیا۔ شاہ عباس علیہ الرحمہ۔ راسخ الاعتقاد شیعہ تھا جسنے اصفہان سے تا خراسان جابجا متعدد کاروانسرائین اور کنوین بنوائے ہین یہان اُسنے باغ لگایا حوض بنوایا جو اُس چشمہ کے پانی سے مملو ہے ہمنے بھی اُس حوض کے پانی سے منھ ہاتھ دھو کر استشفا کیا۔ وہان اُس شہنشاہ نے خوشنما گنبد بنوایا ہے اُس پتھر کو منگوا کر زیر گنبد ایک دیوار مین نصب کرا دیا ہے۔ مجاور زیارت پڑھواتے ہین روشنی کرتے ہین۔ مختصر آبادی اور دکانین چار

وغیرہ کی بھی ہین۔ عہد سلف کے سر بفلک دو ایک درخت قائم اور ایک زمین پر سربسجدہ ہے۔

حمد محمود داور دادار / مدح احمد و آلہ الاطہار
ہے گل سرسبد بیان کا مرے / تازہ ایمان ہو جسکی خوشبو سے
آستان بوسی نبیؐ و علیؑ / دین و ایمان ہے مرا اولی
ہون مین دلبند ثالث حسنینؑ / خادم آل سید کونین
کفش بردار خمسۂ نجبا / چاردہ خوان کا ہون نمک ربا
معجزات ائمۂ اطہار / نظم اکثر کیے دُر شہوار
رضویہ معجزہ سنیے / روح تازہ ہو جسکے سننے سے
جان ملکم کی دیکھیے تحریر / ملک ایران مین رہا ہے سفیر
کیا سفرنامہ مین ہے اُس نے لکھا / اُس سے ہے لمعۃ الضیا نے لیا
کہ خراسان ہے صوبۂ زرخیز / ہین مضافات اُسکے دل آویز
کسی قریہ مین خستہ حال تباہ / مرد مومن تھا ایک عبداللہ
عقل دنیا نہ رکھتا تھا کچھ بھی / ہے عجیب و غریب نقل اُسکی
اُسکی زوجہ کا نام تھا زیبا / جب خدا نے اُسے دیا بیٹا
رکھا یوسف تب اُسنے نام پسر / یہ تفاؤل تھا اُسکے پیش نظر
جیسے وہ شاہ مصر کے تھے وزیر / ایسے ہی ہوگا یہ امیر کبیر
ہوئی دختر جب اسکے گھر پیدا / فاطمہ اُسکا نام اُس نے رکھا
جیسے یہ ہے کنیز بنت نبیؐ ؛ / اسکا شوہر بھی ہو غلام علیؑ ؛
تھا تہیدست گرچہ یہ دیندار / دل تھا قانع زبان شکر گذار
کچھ نہ رکھتا تھا دولت دنیا / نے غم دزد نے غم کالا
اک زمیندار کا تھا خدمتگار / متکفل وہ ہی تھا آخر کار
جان و دل سے کیا جب اُسکا کام / دس قروش اُسنے تب دیا انعام
کبھی دیکھا نہ تھا جمال زر / اپنے جامے سے ہو گیا باہر
کھل گئین باچھین مسکراتا ہوا / اپنے گھر آیا اہلیہ سے کہا
پیاری دیا خدا کا شکر کرو / جاگ اُٹھے بخت زر ملا ہمکو

زعفران زار بن گیا وہ زار
حُسنِ نیت سے پھر یہ کہنے لگا
جو بچے اُسمین تحفے سب کے لیے
بہ تبسم کہا یہ زیبا نے
تھی یہ فرمائش اُسکی دختر کی
بیٹا بولا کہ لائیو تلوار :
صبحدم بجتے ہی گجر یہ چلا
مرقدِ پاک کے نثار ہوا
پہلے ظہرین کی نماز پڑھی
نیچلا شوق پھر سوے بازار
جنس تھی خوش قماش زیب دکان
اُسنے دو سو روپے جب مانگے
اُس سے ہونے لگی عبث تکرار
جاکے نخاس گھوڑے وہان دیکھے
چپقلش وہان بھی اُن سے ہونے لگی
اسلحہ کی خرید مین تھا گمان
متحیر تھے اب کہان جائین
تھا بہت ہی قلیل سرمایہ
ایک سائل لگا رہا تھا صدا
ایک دے اور دس گنا پاسئے
یہ تجارت جو بھا گئی دل کو
وہان سے یہ خالی ہاتھ گھر آئے
تھے یہ خاموش صورتِ تصویر
وہ زمیندار بھی ہوا ناراض
بضرورت بُلایا پھر ان کو :

ہنس پڑے کھلکھلا کے سب یکسر
ہے خمس تو بدیۂ ہر رمضان
لاؤن گا مشہدِ مقدس سے
ریشمی تھان لانا میرے لیے
ہدیۂ لاؤ مالِ نقش زردوزی
اور گھوڑا بھی ایک خوش رفتار
روضۂ اقدس رضا پہ گیا
صدقِ دل سے دیے فروش چڑھا
پھر زیارت پڑھی دعا مانگی
ایک بزاز سے کپڑا چاہا
زعفرانی کیا پسند اک تھان
سُن کے قیمت کو انکے ہوش اُڑے
ہوکے بدخط اُٹھ آئے یہ ناچار
قیمتین اُنکی سُن کے تنگ ہوئے
نہ ہوئی ہمت سستے خیر ہوئی
کہین تلوار چل نہ جائے وہان
کیا کرین یہ غریب کیا نہ کرین
سب کے تحفون کا لانا بن نہ پڑا
صدقہ دے کوئی بنامِ خدا
کون بڑھکر ہے اس تجارت سے
دیدیے سب روپے سائل کو
بولے انکے تیان کیا لائے
مُہرِ خاموشی بنگئی تقدیر
دی سزا اُسنے اور کیا اعراض
اور دیا حکم تم کنوان کھودو

آلہ حفر ہاتھ میں سب لے کے
وہ کڑی دھوپ اجاڑ وہ صحرا
جبکہ دو گز زمین کھود چکے
بھر کے زنبیل لائے گھر میں تھیں
دل میں سوچے کہ چلکے مشہد میں
ماحصل جو ہو انکی قیمت کا
جو بس انداز اس سے ہو آخر
یہ جواہر کو جانتے بھی نہ تھے
کہ ہے الماس کیا زمرد کیا
سنگ ہے نگ ہے کہ ڈھنگ ہے کیا چیز
دیکھ آئے تھے ایک دکان پر
یہ اسی دھن میں اپنے گھر سے چلے
دمن زنبیل کی بزیر شجر
پہونچے یہ جوہری کی دوکان پر
دیکھ کر اس نے یہ کہا ان سے
میں ابھی الٹے پاؤں آتا ہوں
کی رپٹ کوتوال سے جا کر
پولیس آ پہونچا اور انھیں پکڑا
اب قضا کھیلنے لگی سر پر
کر کے چالان جب بشد و مد
اس نے اول سے لے کے تا آخر
سادگی اُس کی اور سچائی کی
اُس نے مومن سمجھ کے خاطر کی
جبکہ دائر یہ سانحہ تھا بنا
اصفہان دار سلطنت اس کا

کہہ کے بسم اللہ کھودنے پہ لگے
کہ پرندہ بھی پر نہ مارتا تھا
ظرف مملو تھے جواہر سے
انکو پنہان کیا بزیر زمین
سنگریزوں کو ہم فروخت کریں
سہے ہر یہ خمس بنام رضا
لیں ہر ایک عیال کی خاطر
نہ کبھی انکے نام بھی تھے سنے
کس کو یاقوت کہتے ہیں عقلا
انکو اصلا کسی کی تھی نہ تمیز
کہ رکھے ہیں کچھ ایسے ہی پتھر
بھر کے زنبیل لے چلے گھر سے
اور انمیں سے لیکے مٹھی بھر
اور کہا مول لیجئے یہ پتھر
آپ بیٹھے کہ ہم سمجھ لیں
ان کی قیمت ابھی سناتا ہوں
گنج کسریٰ کی لیجے چل کے خبر
سب جواہر پہ قبضہ اپنا کیا
کچھ سراپا کی بھی رہی نہ خبر
لے گئے پیش حاکم شہر
سرگذشت اپنی کی وہاں ظاہر
سب گورنر کے دلمیں نقش ہوئی
رحم اس پر کیا تسلی دی
شاہ عباس کا زمانہ تھا
مرکز امن اسکے عہد میں تھا

بس کہ تھا یہ مقدمہ سنگین
خود گورنر نے کچھ نہ دخل دیا
اس قضیہ کو اصفہان بھیجو
شاہ عباس اعظم صفوی
راسخ الاعتقاد شیعہ تھا
پیادہ پا اصفہان سے مشہد کو
جا بجا کاروان سرائین جدید
کنوین کھدواے ہین وہان دیکھو
ایسا پاک اعتقاد شاہنشاہ
ایک شب اس نے خواب مین دیکھا
سبز پہنے ہوے ہین آپ لباس
دوست کی میرے تم حمایت کر
متحیر تھا دلمین حد سے سوا
حکم اُس نے معبّرون کو دیا
اسکی تعبیر کر نہ تم دوسکے
استے مین حاکم خراسان کا
کہ ہوا گنج کسروی ظاہر
عرض کرتا ہے خاکسار کا وزیر
مومن خوش نہاد اک شیعہ
آ رہا ہے ادھر خراسان سے
جس کی حضرت نے ہے سفارش کی
دہ شہنشاہ سعید صفوی
خوش ہوا سن کے شاہ با اقبال
پیشوائی کو خود مع لشکر
ایک صحرا مین جا کے سب اُترے

اور عقلا تھا مصلحت کے قرین
بلکہ اُس نے یہی پسند کیا
خود شہنشاہ ملے کرے اسکو
دوستدار نبیؐ و آلِ نبیؐ
زلہ بردار خوان لطف عطا
یہ گیا اعتقاد تو دیکھو
اسکا ہین یادگار قابل دید
کہ نہ تکلیف زائرون کو ہو
کوئی ابتک نہین ہوا ۔ نا اللہ
جلوہ فرما ہوے امام رضا
اس سے فرماتے ہین کہ اے عباس
نہو تکلیف بذل راحت کر
دوسری شب کو پھر وہی دیکھا
شام تک سے زیادہ نہ مہلت کا
تیغ کے گھاٹ پر سب اُترو گے
دفعۃً اک مراسلہ ہوگیا
مع مخرج بین کرتا ہون حاضر
کہ مبارک ہو خواب کی تعبیر
نا صیہ سائے آستانِ رضا
گنج کسرے نکالا ہے جس نے
اور بشارت جہان پناہ کو دی
خادم خاص روضۂ رضوی
اور کیا اُس نے عزم استقبال
اصفہان سے چلا بکروفر
نصب خیمے تھے جس جگہ اُن کے

پھر ہوا شور آمد آمد کا
کہ خداوند آ پہنچے گئے وہ اسیر
سن گئے یہ شاہِ کجکلاہ چلا
پیشوائی کی بڑھ کے چند قدم
ایک ناقہ پہ دیکھا عبداللہ
ایک ناقہ پہ اُسکی ہے زوجہ
مستحق رحم کا تھا وہ مسکین
اپنے خیمہ مین ساتھ اُسے لایا
وُزرانے عیال کی اُس کے
اور اُتارا باحترام اُنھین
فاخرہ پھر لباس اور زیور
خلعتِ خاص پہنے عبداللہ
دیر تک سر جھکائے روتا رہا
قتل کیجے مجھے تو بعد مرے
اُسکے رونے پہ شاہ بھی رو دیا
بعد چندے یہ مرتبہ بخشا
پیاری زیبا کا یہ بڑھا رتبہ
دل مین شوہر کے ہر ادا اُسکی
اُسکا بیٹا ہوا امیرِ کبیر
شاہزادون مین پرورش وہ ہوا
ایک لائق امیرزادہ تھا
ہے امامِ غریب کا صدقہ
نظر مہر کی امام نے جب
اے شہنشاہ اے امام رضا ع
از برائے نبیؐ و آلِ کرام ع

آن کر چوبدار نے یہ کہا
منتظر جن کے تھے امیر و وزیر
اپنے خیمہ سے پیادہ پا نکلا
خیر مقدم کا غل ہوا اُس دم
ہے زن بستہ پُر ملال و تباہ
ایک پر دونون بیٹی اور بیٹا
شاہ نے اُسکی مشکلین خود کھولین
خلعتِ زرنگار پہنایا
رسّیان کھولین دستِ آفت سے
دی جگہ سب کو ایک خیمہ مین
اُنکو پہنائے لطف فرما کر
کہہ چکا جب سب اپنا حال تباہ
پھر یہ کی عرض اُس نے سر ڈالا
رحم میرے عیال پر کیجے
اور دلاسا بہت کچھ اُسکو دیا
کہ گورنر کیا خراسان کا
کہ ہوا شوہر اُسکا دلدادہ
کھب گئی جب تلک وہ زندہ رہی
اسپِ خاصہ ملا ملی شمشیر
جانے کیا کچھ عروج اُسکو ملا
اُسکی بیٹی کا عقد جس سے ہوا
نظرِ لطف کا ہے اک جلوہ
ذرّے تھے آفتاب بنگئے سب
مین بھی زائر ہون آپ کا مولا
آنکھین مجکو عطا ہون میرے امام

اور جناب امیرؑ کا صدقہ — بہر زہرا و عترت اطہار
دین و دنیا کی بخشیے عزت — ہو عطا علم دین کی دولت
سہل غریب الدیار سے سنیو — معجزے کے تتمہ کو دیکھو
سن چکے داستان مرتباہ — دل سے آہیں نکلتی ہیں و تند
پھر رہی ہے نظر میں وا فریاد — صورت حال سید سجاد
مشہدی شیعہ تھا اور اہل ولا — مل گئے منصف اور نہ تب
جان ملکم کی یہ نہیں تحریر — تپ محرق بھی اُسکی دامنگیر
بیڑیاں پہنے بیقرار نہ تھا — طوق اُس کے گلے کا ہار نہ تھا
اُس کی زوجہ نہ تھی برہنہ سر — بالیاں چھن کے پہنے تھی دختر
اُس کے رخسار نیلگوں بھی نہ تھے — کہ نشان اُن پہ ہوں طمانچوں کے
کیا تقابل بھی اس کا دکھلاؤں — کون زبان کس سے کسکا دل دکھن
اہل غیرت ہیں جمع اور سادات — سن سکینگے مصائب جدات
بازوؤں اور گردنوں میں بندھی — ہائے کیا چیز اور کیا شے تھی
میں ادب کی زبان سے ہوں کہتا — کہ وہ زیور تھا سب شفاعت کا
امت جدؐ کی مغفرت کے لیے — گہنے سیدانیاں تھیں پہنے ہوئے
آہ بلوے میں نور کے بُرقعے — اُن نبیؐ زادیوں کے سر پہ تھے

سہل ساعدی کہتا ہے کہ واقعۂ کربلا جس زمانہ میں ہوا ہے میں بیت المقدس کی زیارت کو گیا ہوا تھا دیکھا میں نے کہ دمشق کے بازار سجے ہوئے ہیں سڑکوں پر بالاخانوں پر مجمع خلائق کا ہے لباس فاخرہ پہنے ہوئے ہنس ہنسکر ملاعنت گلے مل رہے ہیں تہنیت کے نعرے بلند ہیں میں نے ایک شخص سے پوچھا کیا اس شہر میں آج کوئی عید ہے۔ اُس نے رو کر کہا کہ یہ مجمع کم یزیدیوں کا قتل حسینؑ کی عید منا رہے ہیں اتنے میں شور باجوں کا بلند ہوا آگے آگے نیزوں پر سر ہائے شہدا اُن سب سے آگے ایک بلند نیزے پر سر فرزند رسولؐ کا تلاوت قرآن کی کرتا ہوا جسکو دیکھکر میں نے پہچان لیا اور بے اختیار ہو کر بہت رویا عقب میں برہنہ سر لٹا ہوا قافلہ بیوؤں اور یتیموں اسیروں کا سب سے پیچھے ایک ناقۂ بے فرش پر ایک بیمار طوق و سلاسل میں گرفتار یہ نوحہ پڑھتا ہوا نوحہ گر آرہا ہے۔

اُقاد ذلیلا فی دمشق کانّنی　　　من الزنج عبد غاب عنہ نصیر

مین نے ادب سے بڑھکر سلام کیا۔ فرمایا سلامتی تو ہم سے کنارہ کر گئی کوئی ہمکو سلام کے لائق ہی نہین جانتا تو شاید کوئی دستدار ہمارا ہے مین نے عرض کیا مین اصحاب مین سے ہون آپکے جد کے۔ فرمایا اے سہل دیکھا تو نے کہ بنی امیّہ نے ہم اہلبیت رسولؐ سے کیا سلوک کیا۔ آہ آہ یہ مجمع دشمنون کا تھا اب مین مجمع دوستون کا دکھلاتا ہون۔ ہاے حبیب اسیران کربلا قید سے چھوٹکر مدینہ مین آئے ہین وہ منظر دیکھکر کلیجے شق ہوتے ہین۔

الا لعنۃ اللّٰہ علے القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا اےّ منقلب ینقلبون۔

الھدیّۃ السّابعۃ

اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمد للّٰہ علے نعمائہ الآئہ الغرّ اعلا الحقّ والمجد والشکر والفضل والعطا۔ والصلوٰۃ والسلام علےٰ خیر خلقہ وحبیبہ سیّد الوریٰ محمدؐ وعترتہٖ الامناء النجبا سیّما علے سیّد الاوصیا ونلعن علےٰ اعدائہ واعدائھم ابدا۔

حق سبحانہٗ عزّ شانہٗ قرآن مجید مین ارشاد فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون۔ تم میرا ذکر کرو مین تم کو یاد کرون شکر کرو میرا اور کفران نعمت نہ کرو۔

افضل ذکر بندگانِ خدا　　　جاننا ہے اصول شکر کا
شرط یہ ہے کہ اچھا ذکر کرے　　　اپنی عقلی دلیل سے سمجھے
پھر ہو عامل شرع عشرہ کا　　　جسطرح حکم ہے خدا نے دیا
بادۂ حبّ حق سے ہو سرشار　　　نعمتون کا ہو اسکی شکرگذار
چودہ معصوم کا ہو شیدا　　　پس قبالہ یہی ہے جنت کا
اللہ اللہ یہ بندے کے رتبے　　　ذکر انھین رب پاک یاد کرے
اے خوشا لطف حبذا اعزاز　　　اسکی نعمات سے ہین سرافراز
حق تعالے کے افضل نعما　　　انبیا اور ائمہ ہین بخدا

سب سے افضل ہین سید لولاک ۔ بعد انکے ہین انکی عترت پاک
جسکے دل مین ہے خاص انکی ولا ۔ وہ ہی خلد برین مین جائیگا
شکر منعم ہے واجب عقلی ۔ اُسکی نعمت نبیؐ ہین اور علی
منصفو ہے مقام عبرت کا ۔ کیا سلوک ان سے ظالمون نے کیا

بے سپاس ناحق شناس مردون سے وہ شکرگذار پاک اعتقاد عورتین بہتر ہین جنھون نے اہلبیت طاہرین کا حق ادا کر دیا سلاطین جور سے خوف نہ کیا ناطقے ظالمون کے بند کر دیے تیر و شمشیر کا جہاد ساقط ہے عورتون سے مگر دیکھیے انوار نعمانیہ ۔ خاندان نبوت کی دوستدار حرہ بنت حلیمہ نے کیا جہاد کیا ہے جسکا شہرہ رہیگا حشر تک ۔

حجاج ظالم کا دربار دشمنون سے مملو جلاد تیغ بکف روبرو تنہا عورت کو دھمکا کر پوچھا جاتا ہے کہ فلان فلان پر تو علی کو فضیلت دیتی ہے ۔

مومنہ کے دل پر کچھ ہراس نہین کہا یہ غلط ہے کہ مین فقط ان ہی پر فضیلت دیتی ہون بلکہ جناب آدمؑ و نوحؑ و لوطؑ و ابراہیمؑ و موسےؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ و عیسےؑ علے نبینا و آلہ و علیہم التحیۃ و الثنا سے بھی اپنے آقا امیر المومنینؑ علیہ السلام کو افضل جانتی ہون ۔

حجاج نے بگڑکر کہا تو نے انبیائے شان سے بھی بڑھا دیا اپنے دعوے کو دلیل ثابت کر ورنہ مین تجکو قتل کر دونگا ۔

الحق یعلو ولا یعلے حرہ نے کہا حق تعالے خود فضیلت دے رہا ہے فرماتا ہے فعصے آدم ربہ فغوی اور امیر المومنین کی شان مین آیا وکان سعیکم مشکورا ۔

حجاج نے کہا احسنت یا حرہ ۔ اب بیان کر کہ نوحؑ اور لوطؑ پر کیون فضیلت ہے ۔

حرہ نے کہا انکی بیبیون کی شان مین آیا ہے کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتاھما اور علی کو فاطمہؑ زہرا سی زوجہ عطا فرمائی جنکی رضا رضائے خدا اور غضب غضب خدا ہے ۔

حجاج نے کہا احسنت مگر بیان کر ابراہیمؑ پر کیون فضیلت ہے ۔

حرہ نے کہا حقتعالے حکایتاً فرماتا ہے قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تومن قال بلے ولکن لیطمئن قلبی ۔ یعنے کہا ابراہیمؑ نے پروردگار میرے دکھلا دے مجکو تو کسطرح مردونکو زندہ کرتا ہے ۔ فرمایا کیا اس پر

ایمان نہیں لایا۔ کہا ایمان لایا ہوں لیکن دیکھنا چاہتا ہوں کہ دل و مطمئن ہو جائے۔
اور حضرت امیرؑ فرماتے ہیں لوکشف الغطاء ما ازددت یقینا۔ نہ اسمیں کسی سے اختلاف کیا نہ آپ سے پہلے کسی نے یہ کلمہ کہا۔
حجاج نے تحسین کی اور کہا جناب موسٰیؑ پر کیوں فضیلت ہے۔
حرہ نے کہا حقتعالے فرماتا ہے فخرج منها خائفا یترقب قال رب نجنی من القوم الظالمین۔
اور علی مرتضےٰ شب ہجرت بخطر نبیؐ کے بستر پر سوئے حقتعالے جسکی مدح فرماتا ہے ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله۔
حجاج نے پوچھا جناب داؤدؑ پر کیا فضیلت ہے۔
حرہ نے کہا ایک شخص کے درخت انگور کسی کی بکری نے کھالیے تھے اسکا فیصلہ جناب داؤدؑ نے کیا کہ بکری کی قیمت سے تاوان دیا جائے۔ جناب سلیمانؑ نے کہا صوف اور شیر سے تاوان ملے۔
اور امیر المومنین نے بارہا فرمایا اسئلونی عما فوق السماء اسئلونی عما تحت الارض اسئلونی قبل ان تفقدونی۔

حال تحت الثرےٰ و فوق سما	پوچھ لو قبل رحلت از دنیا
فتح خیبر کے دن نبیؐ نے کہا	تم سے افضل علیؑ ہے بھائی مرا

افضلکم و اعلمکم علیؑ

حجاج نے کہا مرحبا لیکن سلیمانؑ پر کیوں فضیلت ہے۔
حرہ نے کہا حقتعالے حکایتاً فرماتا ہے رب هب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی یعنے جناب سلیمانؑ نے کہا میرے پروردگار ایسا ملک مجکو عطا فرما کہ نہ سزاوار ہو کسی کے لیے بعد میرے۔
اور امیر المومنین فرماتے ہیں یا دنیا قد طلقتک ثلاثا لا رجعة لی فیک اے دنیا تین طلاق میں نے تجکو دیے ہیں کہ پھر رجوع نہ ہو۔
حجاج نے کہا مرحبا لیکن جناب عیسٰیؑ پر کس لیے فضیلت ہے۔
حرہ نے کہا حقتعالے فرماتا ہے اذ قال الله یا عیسٰی بن مریم ا انت قلت

للناس اتخذونی وامی الٰہین۔ حاصل یہ ہے کہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰ کو خدا کہنے لگے اس کا مواخذہ کیا گیا اور نصیری جو علیؑ کو خدا کہتے ہیں امیر المومنین سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

حجاج نے تحسین کی اور انعام دیکر رخصت کیا۔ اس ظالم کے قہر سے خدا نے بچایا جس نے ایک لاکھ آدمیوں کو بظلم قتل کیا تھا۔ اس مومنہ پر خدا نے رحم فرمایا جسطرح سلمانؑ کو شیر سے حیات بچایا۔ ان کا قصہ اول نظم میں سنیے پھر مفصل واقعہ جسکو غفران مآب علیہ الرحمہ نے مکتوب میں لکھا ہے عرض کروں گا۔

ہے سزاوار حمد شان اسکی — خلفا جسکے ہیں امام و نبیؐ
آیت اللہ دین کے راہ نما — سب کے سردار ہیں حبیب خداؐ
صلوات و سلام آٹھ پہر — ہو نبیؐ پر اور انکی عترتؑ پر
محبت حق ائمۂ اطہار — نعمتہاے نبیؐ ہیں ہشت و چہار
وہی علم دین کے عالم — از جناب امیرؑ تا قائمؑ
ہیں یہ معصوم مثل شاہ حجاز — حجت اللہ صاحب اعجاز
علم حق جو ہوا نبی کو عطا — وہ نبیؐ نے کیا علیؑ کو عطا
بڑے اور چھوٹے اس گھرانے کے — سب ہیں خازن اسی خزانے کے
شہر علم خدا ہیں پیغمبرؐ — جسکے نام خدا ہیں بارہ در
ہے عجیب شان کی یہ بارہ دری — نور حق کی ہے جس میں جلوہ گری
تھا یہی نور احمدؐ و حیدرؑ — دل سلمانؓ کے شوق کا منظر
اہل ایمان فسانہ اس کا سنیں — دل میں غبطہ کریں درود پڑھیں
آتش افروز انکے تھے آبا — سن کے عیسائیوں سے مدح و ثنا
عشق نور خدا ہوا ان کو — لے چلی شوق کی ہوا ان کو
چھوڑ کر نار باپ سے چھپ کے — نور کے عشق میں چلے چھٹ کے
لے چلا شوق سوئے ملک عرب — بن گیا مطمح نظر یثرب
سنیے نور خدا کا اب اعجاز — تھا وطن ان کا خطۂ شیراز
پر فضا راہ میں ہے اک صحرا — قدرتی آبشار ہیں اس جا
رام پور میں ہیں ایک بوشہری — نام نامی ہے جنکا لطف علی

کہتے تھے دلکشا وہ ہے صحرا
سیل بالائے کوہ سے آکر
اُسپہ سورج کی پڑتی ہے جو کرن
جابجا وہان ہین شیر صحرائی
چلے جاتے تھے مضطر و بیکس
نہ کسی کاروان کا دان تھا غبار
کبھی گھبرا کے مڑکے گر دیکھا
دشت ارجن مین ناگہان پہونچے
صبح کو آفتاب جب چمکا
ابھی نکلے نہ تھے یہ چشمہ سے
رو کے خالق سے دلمین کی فریاد
اُسی نور رسول کا صدقہ
شیر کی زد سے تو بچا مجھ کو
تھا وہ پُرہول لق و دق صحرا
اُڑ رہی تھی ہوا مین شیر کی بو
کر رہے تھے نگاہ چار طرف
آن پہونچا مدد کو انکی وہان
آکے شیر ببر کو للکارا
ایک ہی ضرب مین ہوا بسمل
موسم گل تھا اور فصل بہار
مے شبنم تھی کیا سرور انگیز
جھومتی پھر رہی تھی باد صبا
کھل رہے تھے گل طرب افزا
پھول چنکر بنا کے گلدستہ
لے گئے اور زیب آستین کرکے

طرب انگیز ہے وہان کی ہوا
گرتی ہے بن کے پانی کی چادر
قابل دید ہے عجب فیشن
سیر کو جاتے ہین تماشائی
نہ کبھی سنتے تھے فغان جرس
دیکھکر جس کو دل کو آئے قرار
اپنا سایہ بھی دوران کو ملا
تھکے ماندے تھے سو رہے پڑکے
ایک چشمہ مین جا کے غسل کیا
کر لیا گھیر شیر نے آکے
میرے معبود کر مری امداد
جسکا مشتاق گھر سے ہون نکلا
اس بلا سے کر اب رہا مجھ کو
کہ نہ کوسون تھا آدمی کا پتا
ہو گیا خشک تن بدن کا لہو
ناگہان اک سوار نیزہ بکف
جسکا چہرہ نقاب مین تھا نہان
نیزہ سینہ پہ تان کر مارا
کسی عاشق کا جیسے تڑپے دل
بن گیا دشت غیرت گلزار
جام لالے کے جس سے تھے لبریز
جیسے متوالا یہ گرا وہ گرا
جنپہ بلبل ہزار جان سے فدا
جلد تر نذر شہسوار کیا
ہو گیا غائب ان کی نظرون سے

اور بُت پرستی سے منع فرمائینگے - اے روزبہ تو اُنپر ایمان لا اور دین مجوس کو چھوڑ دے - اُسکو پڑھتے ہی آتش محبت سینہ مین بھڑک اُٹھی مان باپنے خبر پاکر چاہ عمیق مین مجھکو قید کیا اور کہا اس عقیدہ سے باز نہ آئیگا تو قتل کیا جائیگا مین نے کہا جو چاہو کرو محبت نبوّیہ دل سے نہ نکلے گی - سلمان کہتے ہین کہ اس سے پہلے مین عربی نہ جانتا تھا اُس روز سے الہام ہوا عربی کے معنے خود بخود سمجھنے لگا مدتون کنوین مین رہا ایک گردہ نان روز پھینکدیتے تھے -

حضرات! یہ قید چاہ بقصد ہلاک نہ تھی بھائیون نے جناب یوسفؑ کو جو کنوین مین ڈالا وہ اس سے زیادہ مصیبت خیز ہے اور جناب دانیالؑ کا حال بھی ایسا ہی پُر درد ہے - حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ سلیمان علیہ السلام کا وقت رحلت جب قریب آیا آصف برخیا کو اپنا خلیفہ کیا وہ مسائل دلیہ کی تعلیم کرتے رہے یہانتک کہ اُنکی غیبت ہوئی پھر ظاہر ہوے اور وداع کیا اپنے اصحاب کو - پوچھا کہ اب آپ کو کہان پائینگے - فرمایا صراط کے قریب آپ کی غیبت کے بعد بنی اسرائیل پر بڑی سختیان ہوئین - بخت نصر نے مسلط ہوکر قتل عظیم کیا بچون کو قید کرلیا اُنہین سے ایک حضرت دانیال در فرزندان ہارون سے جناب عزیر تھے - بنی اسرائیل عذاب شدید مین مبتلا تھے - جناب دانیالؑ نوّے برس اس ظالم کی قید مین رہے جب اسکو فضیلت اُنکی معلوم ہوئی اور سُنا کہ بنی اسرائیل دانیالؑ کی رہائی پر اپنی کشائش کے منتظر ہین تب اُس شقی نے دانیالؑ کو ایک چاہ عمیق مین قید کیا اور ایک شیر درندہ کنوین مین چھوڑوادیا - اور منع کردیا کہ انکو کھانا کوئی نہ پہونچائے - اللہ اکبر - وہ شیر کچھ متعرض نہوا اور بحکم خدا ایک پیغمبر بنی اسرائیل مین سے آب و غذا انکو پہونچاتے رہے - وہ جناب دن کو روزہ رکھتے تھے شب کو افطار فرماتے تھے اور آپکے شیعون پر بڑی سختی کا زمانہ تھا -

شہاب الدین نے قلیوبی مین لکھا ہے کہ متوکل کے عہد مین ایک سال قحط پڑا مسلمانون نے صحرا مین جاکر نماز استسقا پڑھی کچھ نہ ہوا - یہود و نصاریٰ کو حکم ہوا کہ تم دعا کرو - راہب نے جو ہین دست دعا بلند کیے پانی برسنے لگا دوسرے دن بھی یہی ہوا ضعفائے اسلام بعض مرتد ہوگئے - متوکل نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ امت آپکے جد کی تباہ ہوئی خبر لیجیے - فرمایا کل صحرا مین سب حاضر ہون -

حضار سے ننت کہا ابتو انہین چھوڑدے - قید سے رہائی دیگئی - سب بیرون شہر نکلے - راہب نے ہاتھ اُٹھایا ابر گھر آیا فرمایا ہاتھ اسکا پکڑلو - دیکھا تو استخوان انسان ہاتھ مین تھی

وہ اُس کے ہاتھ سے نکال لیگئی۔ فرمایا اپنے ہاتھ کو بلند کر۔ پھر جو اُس نے ہاتھ اُٹھایا ابر اُڑ گیا آفتاب نکل آیا۔ خلیفہ نے پوچھا وَمَا ھٰذا یا آبا محمد اے مولا یہ کیا بات تھی۔

فرمایا کسی نبیؑ کی استخوان راہب کے ہاتھ آگئی ہے اُسکی تاثیر یہ ہے کہ جب آسمان کو دکھلائے ابر گھر آئیگا امتحان کیا گیا تو ارشاد کے مطابق پایا جاہلون کے دل کا شبہ جاتا رہا جو ضعیف الایمان مُرتد ہو گئے تھے وہ اسلام کی طرف پھر آئے۔

اسی خلیفہ کے عہد میں ایک عورت نے ادعاے سیادت کیا متوکل نے حضرت سے التجا کی۔ فرمایا حسنینؑ کی اولاد کا گوشت حرام ہے درندون پر شیر کے سامنے چھوڑ کر دیکھ لو یہ سُنکر وہ عورت کانپ گئی اور اپنے جھوٹ کا اقرار کیا۔

اس شرارت کو دیکھیے خود بالاخانہ پر بیٹھکر صحن میں شیر چھوڑوا دیے اور امام علیہ السلام کو بہانہ سے بلوایا۔ راوی کہتا ہے کہ سنہ شیرون کی آواز سے زہرے آب ہوے جاتے تھے جب ہی جنابؑ کو آتے ہوے دیکھا ادب سے خاموش ہو گئے اور گرد آپکے پھر کر دمت و آستین اطہر سے پشت اپنی مس کرنے لگے زینہ کا دروازہ کھولکر آپ کوٹھے پر تشریف لے گئے خلیفہ سے کچھ دیر باتین کین وہان سے اُترے شیر پھر ویسے ہی نثار ہوے آپکے جانے کے بعد خلیفہ نے اپنے ملازمون کو منع کر دیا کہ اسکا چرچا شہر میں نہو۔

آپنے سُنا خاصان خدا چاہ بلا میں قید رہے ظالمون کے ظلم سہے۔ لیکن نہ شدت سے بیمار تھے نہ طوق و زنجیر میں گرفتار نہ کسی قافلۂ اُسَرا اور سر ہاے شہدا کے ہمراہ برہنہ پا کانٹون پر دوڑائے گئے نہ کسی ظالم بیخوار کے دربار میں سر و پا برہنہ رسن بستہ حاضر کیے گئے۔

ہاے فدا ہو جان شیعون کی بیمار کربلا کے صبر پر افسوس بنی امیہ کے ہاتھ سے جو ظلم انپر ہوے اور جو مصائب انپر گذرے کوئی صابر تحمل اُسکا نہیں کر سکتا ع اے دلے بیکسی بیمار کربلا پھر مسکن القلوب کو دیکھیے۔ جب قید میں بہت دن گذر گئے سلمانؒ کہتے ہین کہ مین نے شب کو دعا کی الٰہی بحق نبیؐ و وصیؑ رہائی ہو اس قید سے اب میری۔ ایک شخص بلباس فاخر آیا اور کہا لے روزبہ اُٹھ۔ ہاتھ میرا پکڑ کر ایک عبادت خانہ کے قریب کھڑا کر دیا مین نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ ایک پیر دیرانی نے سر اپنا صومعہ سے نکال کر کہا نام تیرا روزبہ ہے۔ مین نے کہا ہان۔ وہ مجھکو ہمراہ لے گیا دو برس اُسکی خدمت مین رہا جب اُسکا وقت رحلت قریب پہونچا مجھ سے کہا انطاکیہ مین ایک راہب ہے اُس سے ملکر میرا سلام کہنا اور یہ لوح اُسکو دینا

یہ کہکر اسکا سانحہ ہوگیا دفن کے بعد انطاکیہ پہونچکر راہب سے ملا دو برس اُسکی خدمت مین رہا اُسنے وقت رحلت اسکندریہ جانے کی وصیت کی دو برس وہان رہا۔ راہب اسکندریہ کا زمان ارتحال جب قریب آیا اُسنے کہا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب عنقریب پیدا ہونیوالے ہین اُن سے مشرف ہو تو میرا سلام عرض کرنا اور یہ لوح اُنکی خدمت اطہر مین پہونچانا۔

وہان سے ایک قافلہ کے ہمراہ یثرب کو چلا وقت طعام ایک گوسفند کو لاٹھیون سے مار مار کر اُنھون نے کباب لگائے مجھسے بھی کھانے کو کہا مین نے جواب دیا ہم لوگ دیرانی مردار نہین کھاتے یہ سُنکر مجھکو مارنا شروع کیا قریب ہلاک پہونچا تو ایک نے اُنمین سے کہا چھوڑ دو اب وقت شراب آتا ہے نہ پیئے گا تو قتل کرینگے جب شراب کا وقت آیا شرب خمر سے مین نے انکار کیا چاہتے تھے کہ مجھکو قتل کرین مین نے کہا جان سے نہ مارو مجھکو اپنا غلام بنالو۔ ایک نے غلام بنالیا اور وہان سے لاکر ایک یہودی کے ہاتھ تین سو درہم کو بیچ ڈالا اُسنے میرا حال پوچھا مین نے کہا رسولؐ مختار اور حیدر کرار کا دوستدار ہون اُس دشمن رسولؐ نے ایک ریگستان بتلا کر کہا صبح تک اگر اسکو صاف نہ کیا تو قتل کردونگا تمام شب مین نے اُسکو صاف کیا عاجز ہوگیا تو دعا کی بار الٰہا بحق اُس نور کے جسکی محبت تو نے میرے دل مین ڈالدی ہے اس بلا سے مجھکو نجات دے۔ ایک ہوا چلی اور جہان وہ یہودی چاہتا تھا اُس ریت کو پہونچا دیا صبح کو اُس یہودی نے کہا تو ساحر ہے مین تجھکو رکھنا نہین چاہتا۔ پھر دلِن شہر لاکر سلیمہ نامے ایک عورت کے ہاتھ فروخت کیا اُسنے باغ کی خدمت پر مامور کیا مدت دراز تک وہان رہا۔ ایک دن اُس باغ مین بیٹھا کیا دیکھتا ہون کہ سات آدمی ہین اور ابر اُنپر سایہ فگن ہے مین نے اپنے دل مین کہا واللہ ضرور انمین کوئی پیغمبر ہے۔ یہ ساتون بزرگ باغ مین تشریف لائے دیکھا مین نے کہ ایک جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ ہین اور اُن کے ہمراہ امیر المومنین اور امیر حمزہؓ اور زید بن حارثہ اور عقیل اور ابو ذر اور مقداد ہین یہ لوگ نیچے سے پڑے ہوئے میوے کھانے لگے منع فرمایا جناب رسولؐ خدا نے باغ کا میوہ توڑنے سے مین اپنی خاتون کی خدمت مین آیا اور ایک طبق رطب کی اجازت لی۔ اب مین نے دل مین سوچا کہ نبی ہدیہ قبول فرماتے ہین صدقہ نہین لیتے۔ وہ طبق لیجا کر عرض کیا یہ صدقہ حاضر ہے۔

جناب رسولؐ خدا اور جناب امیرؑ اور جو بنی ہاشم سے تھے اُنھون نے نہ کھائے اور دونکو دیدیے مجھے یقین ہوگیا کہ یہ علامت نبی آخر الزمان کی ہے جو مین نے کتابون مین پڑھی ہے۔

باجازت دو مرا طبق لاکر عرض کیا کہ یہ ہدیہ ہے میری طرف سے حضرت نے بسم اللہ کہکر خود بھی نوش فرمایا اور صحب کو کھلایا۔

دل مین کہتا ہون کہ یہ دوسری علامت ہے حضرت کے گرد پھرنے لگا اور عقب سر اطہر جاکر کھڑا ہوا شفقت سے مجھ کو دیکھکر فرمایا کیا تو مہر نبوت ڈھونڈھتا ہے مین نے عرض کیا بلے قربانت شوم۔ دوش مبارک کو کھول دیا مین نے زیارت کی درمیان دونون شانون کے تھی اُسپر موے اطہر نمایان تھے زمین پر گر کر مین نے قدم مبارک پر بوسہ دیا۔

فرمایا اپنی خاتون سے جاکر کہہ مجھ کو ہمارے ہا تھ بیچ ڈالے سلیمہ نے چار سو درخت خرما کہ نصف زرد اور نصف سرخ ہون طلب کیے۔

فرمایا یہ مجھ پر بہت آسان ہے پھر حکم دیا کہ یا علیؑ گٹھلیان جمع کرو۔ رسولؐ خدا بوتے جاتے تھے اور ساقی کو فر پانی دیتے تھے جب آپ دوسرا دانہ بوتے تو پہلا درخت سبز ہوجاتا تھا اسیطرح کل باغ تیار ہوگیا اور اسمین میوہ آگیا۔

حضرتؐ نے پیغام بھیجا کہ آ درختون کو لے اور غلام مجھ کو دے۔ حلیمہ نے آکر دیکھا اور کہا کہ واللہ جبتک تمام درخت خرما کے زرد نہو جائینگے مین رخصت نہ دونگی فوراً جبرئیل نازل ہوے اپنے پرونکو مس کیا وہ سب نخل خرما کے زرد ہوگئے پس حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو خرید فرما کر سلمان میرا نام رکھا اور مجھ کو آزاد کر دیا۔

اللہ اکبر حبیب کبریا جسکو آزاد فرمائین پیش خدا کس درجہ اُسکا تقرب ہوگا۔ ہوا خواہی اور کفش برداری اہلبیت کے صلہ مین جو مرتبہ انکو ملا وہ کسی صحابی رسولؐ کو نہین ملا یہی مقبول ان کا معروض بھی قبول خدا اور رسولؐ یاد کیجیے معرکۂ احزاب انکی راے سے خندق کھودا گیا سرور عالم نے انکی شان مین سلمان منا اہل البیت فرمایا معتمد اور جان نثار ہین خاندان نبوت کے

سبحان اللہ جناب سلمان علیہ الرحمہ ایمان کے دسوین درجہ پر فائز ہین۔

سیدہ سلام اللہ علیہا کے در دولت پر جہان فرشتے بے اجازت نہ آ سکتے تھے جب ظالمون نے قہر و غضب کی آگ بھڑکائی ہے مظلومہ نے کشف راس و نفرین کرنا چاہا سلمان نے دست ادب باندھکر عرض کیا اے شہزادی اے شفیعۂ روز جزا سر اطہر کھولکر فریاد نہ کیجیے ورنہ قہر خدا نازل ہوگا۔ امت تباہ ہوجائیگی معصومہ نے صبر فرمایا شب کے وقت روضۂ رسول پر فریاد کرنے کو چلین راہ مین دو کا ندارون نے چراغ خاموش

کردیے کہ نظر نامحرمون کی سیدہ کے برقع پر نہ پڑے ۔ روضۂ رسول پر جاکر قبر اطہر سے لپٹ گئین اور بزبان فریاد رو کر اسطرح شکایت کرتی تھین ۔ انا فقدناک فقد الارض وابلها واختل قومك فاشهد فقد نکبوا ۔ جیسے باران زمین سے منقطع ہوجائے ایسے ہی ہم آپ کو کھو بیٹھے آپ کی قوم نے دین مین اختلال کیا آکر دیکھیے سب منحرف ہوگئے ۔ تجهمتنا رجال فاستخف بنا اذ غبت عنا فنحن الیوم نغتصب ۔ جب سے آپ اٹھ گئے ارذال نے ترشروئی کی استخفاف ہمارا کیا حق ہمارا چھین لیا گیا فقد رزینا بما لم یرزه احد من البریة لا عجم ولا عرب یقیناً ایسی مصیبت مین ہم مبتلا کیے گئے ہین کہ جس مین کوئی عجم و عرب نہ مبتلا کیا گیا ہوگا ۔

اب مین فریاد کرتا ہون اے شاہزادی آئیے کربلا مین روز عاشورا ناریون نے آگ خیمون مین لگا دی چادرین اہل حرم کے سر سے اتار لین سیدانیان اور بچے رو کر فریاد کر رہے ہین اور کوئی ان بیکسون پر رحم نہین کرتا ایک ظالم گوشوارے سکینہ کے بظلم چھین کر طمانچے اس مظلومہ کو مار رہا ہے اور وہ بچی بلک بلک کر رو رہی ہے عرش خدا کانپ رہا ہے اور کوئی فریاد رس اور مددگار ان بیکسون کا نہین ہے ؎

آن قصہ کہ کس نتواند شنیدنش ۔۔۔ یارب باہلبیت چہ آمد ز دیدنش

الا لعنة الله على القوم الظالمين وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون ۔

اَلْهَدِيَّةُ الثَّامِنَةُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للّٰه کما هو اهله لا اقدر علی ثنائه کما هو بحقه هو بارئنا و الهنا و الشکر علی ما انعمنا بافضل نعمائه سید انبیائه محمد و اهلبیته اوصیائه امنائه و نبرئ عن اعدائهم و اعدائه ۔

حق تعالے قرآن مبین میں فرقان متین میں ارشاد فرماتا ہے لا تحسبن اللّٰه غافلا عما یعمل الظالمون ۔ اللہ کو ہرگز غافل گمان نہ کر اُس ظلم سے جو ظالم کر رہے ہیں ۔

نقلا و عقلا ظلم قبیح ہے کسی طرح جائز نہیں حق سبحانہ تعالے عادل ہے لعنت کرتا ہے ظالمون پر شرک حرام ہے لیکن ظلم اُس سے بھی عام ہے اُسپر بھی صادق آتا ہے ۔ ان الشرک لظلم عظیم ۔ ہر شخص ظالم کو برا کہتا ہے ۔

داد ریزا و ظالمان لعین ہر طرف تھے سب ہیں دشمن دین
جب ہوا ظلم سے جہان مملو بت پرستی کا دور تھا ہر سو
کفر کے گرد باد سے ہر ملک شرق سے اٹھ رہے تھے غرب تلک
نوح کرتے تھے موعظہ دن بھر مارتے تھے وہ سنگدل پتھر
آپ کی بد دعا سے با لآخر غرق طوفان سب ہوئے کافر
تازہ مخلوق پھر ہوئی پیدا پھر تیار رنگ ظلم و کفر جہاں
پھر وہی سامنا بلاؤں کا اہل حق کے لیے تھا ملک سوا
ظلم و کفر نمرود کی صدا گوش عالم میں گونج اٹھی ہر جا
آگ میں جب خلیل کو ڈالا اک تلاطم ملائکہ میں اٹھا
عرض کرتے تھے با زبان ادب ارحم الراحمین رحم کر اب
کرنے والا تری عبادت کا تھا خدائی میں اک یہی بندہ
اسکو ناری جلائے دیتے ہیں ظالم دین کا مٹائے دیتے ہیں
آتش ظلم تھی وہ شعلہ فشان کرہ نار بن گیا تھا جہان

لائے حکم خدا سے تب جبریل
ایک انگشتری بصد تعجیل

کلکِ قدرت نے حکمِ صانع سے
جسپہ اسمائے پنجتنؑ تھے لکھے

زیبِ انگشت کرتے ہی اکبار
ہوگئی نار دفعتہً گلزار

نہوا ناریون کا دل ٹھنڈا
دی جلائے وطن کی انکو سزا

ہائے خاصانِ کبریا یہ سدا
مستمر ہی رہی جفا پہ جفا

مبتلائے بلا ہمارے نبیؐ
سب سے بڑھکر ہین اور انکے وصی

عہد مین اپنے اپنے ہر اک نے
وہ اُٹھائے ہین ظلم اعدا کے

جنکو سن سنکے صورتِ بسمل
آجتک لوٹتے ہین سینون مین دل

بیکسی اُنکی یاد کرتے ہوئے
حشر تک رو دینگے محب اُنکے

اموّیہ کا عہد کیجیے یاد
ہوگیا گھر رسولؐ کا برباد

ظلم عباسیون نے پھر وہ کیے
کبھی گوشِ فلک نے بھی نہ سُنے

حسنیہ حسینیہ سادات
ذبح ہوتے تھے بیٹھا دن رات

قصر بغداد مین جب اُنکے بنے
نیو مین سر ہین سیدونکے بھرے

سلسلہ جب رہا یہی جاری
جان لے لیکے تب بنا جاری

بھاگ کر آئے ہند مین سادات
اور بسے آکے سِندھ مین سادات

پہونچے کابل مین اور ایران مین
ملکِ توران اور خراسان مین

ہائے جنگل کی جھاڑیون مین بسے
آکے بیکس پہاڑیون مین بسے

عبرت انگیز ہے عجب یہ خبر
نقل کرتے ہین ایک پاک گہر

حاکمِ خطۂ مظفر پور
دور رہ مین تھا موافقِ دستور

متصل ہے وہان سے بجلی بن
ہے پہاڑونکی راہ سخت کٹھن

تھا مرور و عبور بس دشوار
حکم اُسنے دیا یہ آخر کار

یہان کے باشندون کو پکڑ بلا کر
کام بیگاریون کا اُن سے لو

سب نے کی آکے خدمتِ لشکر
شب کو جسوقت سو رہا افسر

نظر آیا یہ خواب مین عالم
کہ ہے دربارِ سیّدِ عالم

اسنے بڑھکر سلام جھک کے کیا
منھ کو حضرتؐ نے اپنے پھیر لیا

عرض کی اُس نے یا رسول اللہ ۔۔۔ مین مسلمان ہون کیا ہے میرا گناہ
ایک ادنےٰ حضور کا ہون غلام ۔۔۔ کیون نہین لیتے آپ میرا سلام
گُہر افشان ہوے لب اعجاز ۔۔۔ تجھکو اسلام پر ہے بیجا ناز
میری اولاد پر یہ ظلم کیا ۔۔۔ کہ ہرا دار اپنا لٹوایا
کھلگئی آنکھ اشکبار اُٹھا ۔۔۔ اپنے بستر سے بیقرار اُٹھے
خادمون سے کہا کہ اب ہی جاؤ ۔۔۔ اور بیگانیون کو یہان لاؤ
آئے جب وہ تو احترام کیا ۔۔۔ گر کے قدمون پہ بخشوائی خطا
اُن سے پوچھا کہ سچ بیان کرو ۔۔۔ کیا نسب ہے تمہارا صاف کہو
بولے وہ اور تو نہین کچھ یاد ۔۔۔ یہ سُنا ہے ہمارے سب اجداد
تھے کسی ملک سے یہان آئے ۔۔۔ اور ہمارا ڈرنکلی گھاٹیون مین لیے
ابھی کمسن تھے ہم کہ مرگئے وہ ۔۔۔ ہمکو تعلیم بھی نہ کر گئے وہ
اک نشانی مگر بزرگون کی ۔۔۔ پاس ہمارے کتاب ہے باقی
ہو کے مشتاق اُسکو منگوایا ۔۔۔ دیکھا قرآن ہے کتاب خدا

واسفاہ۔ قتل کیا جانا مقید رہنا مصیبتون مین مبتلا ہونا ورثہ ہے سادات کا عباسیہ اور امویہ کے عہد مین ملک عرب خالی ہوگیا سیدون سے بقیۃ السیف چھپے ہوے جو رہ گئے تھے اُنکی نسلین کہین اتفاقیہ نظر آتی ہین۔

جناب رب العزت نے اپنے حبیبؐ کے اعقاب اطیاب مین کثرت عطا فرمائی لیکن زمانہ غدار کی آسیائے ظلم نے اُنکو پیس ڈالا اور آجتک ان بیکسون پر ظالمون کے ظلم برابر مستمر رہے۔

جلاوطنی کی مصیبت آبائی میراث ہے سادات کی ہمارے حضور سید المرسلین کو اپنے جد نامور جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے میراث پہونچی ہے۔

جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین نے ایسے نازک وقت شب مین ہجرت کرنے پر مجبور کیا کہ کثیر التعداد ملاعنہ تلوارین کھینچے بیت الشرف کا محاصرہ کیے ہوے تھے تاریخ طبری کو دیکھیے۔ حبیب کبریا اپنے قوت بازو علی مرتضےٰ کو اپنی سبز چادر اوڑھا کر اپنے بستر پر لٹا کر یہ فرما کر کہ فلان مقام پر آب وغذا ہمکو بھیجتے رہنا مدینہ جانے کے لیے رہبر اور سواری کی فکر کرنا اور ہمارے ذمہ کے دیون اور امانات ادا کر کے بعد مع درماندگان

مدینہ آکر ہم سے ملنا۔ جبرئیل کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے دشمنون کی آنکھون مین خاک ڈالتے ہوئے دولت سرا سے نکلے مقتضائے حال کہہ رہا ہے کہ چلتے وقت خانہ کعبہ سے وداع ہوئے ؎

اے پیمبر کے کفش بردار و
کچھ خبر ہے کہ قلب اطہر پر
صدمۂ فرقت احبا بھی
خانۂ حق کو چشم حسرت سے
یا دیکھیے عیال سے چھٹکر

اے جناب امیر کے پیار و
کیا جلائے وطن کا ہوگا اثر
خانۂ کبریا سے چھٹنا بھی
دیکھتے ہونگے آہ مڑ مڑ کے
کیا تڑپتا ہے قلب اور جگر

خلافت حقہ اور ریاست عامہ کا وہی جان باز جان نثار سزاوار ہے جسکو قدرتی خلعت چادر سبز کا ملے دست شوق عروس شمشیر کی گردن مین حمائل کیے بے خطر نبیؐ کے بستر پر سوئے حق تعالے نے جبرئیلؑ و میکائیلؑ سے پوچھا کہ ہم نے اُخوّت قرار دی ہے تم دونون مین کون ایسا ہے کہ اپنی عمر اپنے بھائی پر ایثار کرے۔ عرض کیا کہ ہم عمر اپنی تیری عبادت مین صرف کرینگے۔ حکم ہوا کہ دیکھو ہمارے ولی علیؑ کو کس شوق سے اپنے بھائی پر جان اپنی نثار کر رہا ہے جاؤ شر اعدا سے اُس کی حفاظت کرو۔ جبرئیل سرہانے اور میکائیلؑ پائین آکر بیٹھے اور بزبان تہنیت کہتے تھے بخ بخ لك من مثلك یا ابن ابی طالب یباهی بك الله ملائكته۔

تہنیت خوان ہین اسطرح جبرئیل
فخر کرتا ہے خالق اکبر
یہ گل تہنیت ہے جب سے کھلا
ہے عدیم النظیر اپنا امیر
کہین دیکھا سُنا ہے یہ ایثار
اور ادب کی زبان سے ہو یہ کلام
اس غلامی کا یہ صلہ پایا

یا علیؑ کون آپ کا ہے عدیل
آپ کے ساتھ سب فرشتون پر
عندلیب سخن سے ہے نغمہ سرا
کہ برائے رضائے رب قدیر
بھائی پر بھائی جان کرے نثار
کہ محمدؐ کا ہون مین ایک غلام
حق نے نفس رسولؐ فرمایا

اور جناب حبیب کبریا ارشاد فرماتے ہین انا و علی من نور واحد۔ لے اہل فہم یہی نور رفاقت بنی ہاشم کی جبہۂ شجاعت مین تھا۔

جناب عباس حق شناس تصویر ہین حیدر کرار کی قدرت الٰہیہ نے وہی درج شجاعت

انکے قلب و جگر میں پھونکی ہے جو امیر المومنین کو عطا فرمائی۔ جسطرح امیر المومنین پروانہ تھے شمع نبوت کے ایسے ہی جناب ابوالفضل العباسؑ جان و دل سے پروانہ ہیں شمع امامت کے۔ یہ لطف پروردگار خاص ہے سید الشہدا علیہ السلام کے لیے کہ جیسے باوفا انصار آپ کو عطا فرمائے آجتک کسی کو مرحمت نہیں ہوے۔

ادائے شکر کے موقع پر قدردانی کی زبان سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے اعزا و رفقا سے نکوکار اور وفادار تر کسی کو نہیں جانتا۔ یہ شکریہ مقبول خدا ہے آپکے اعزا و اصحاب ایسے ہی تھے۔

شہزادے جناب علی اکبر عالم با عمل صورت و سیرت میں مرقع ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کا معاویہ نے اپنے جلسہ میں جنکی مدح کی ہے۔

والفضل ما شہدت بہ الاعداء

جناب ابوالفضل العباسؑ قوت و شجاعت و وفا اور جوش ولاے سید الشہدا میں مثنی ہیں جناب امیر کا۔ رفقا بھی ایسے ہی جری اور باوفا تھے جنکی نظیر دنیا میں نہیں۔ رشک تیل نے کئی دن کی بھوک اور پیاس اور شدائد بلا میں وہ جوہر وفا دکھلائے ہیں کہ خود وفا کو جنپر ناز ہے اور اہل ولا اُنکی وفاداریاں یاد کرکے روتے ہیں۔ مجالس عزا میں کارنامے اُنکی وفا کے سنکر درود کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔

شب عاشورا ان غازیوں نے کبھی عبادت میں بسر کی کبھی شوق شہادت اور ولولۂ شجاعت میں ایک دوسرے کو عروس اجل سے ہمکنار ہونے کا شوق دلاتے تھے۔ موت کی تصویر آنکھوں میں پھر رہی تھی مگر ابروے شجاعت پر بل نہ تھا بلکہ بہ تبسم مطایبہ فرماتے تھے۔

ایک مختصر حکایت رفقاے امیر المومنین کی پہلے سن لیجیے تب آپ کو انصار سید الشہدا کے مطایبات اور مکالمات کی قدر ہوگی۔

جان نثاران حیدر کرار جمع ہیں اور ہے کوفہ کا بازار

ایک نے کہا کیا میں آپ کو یاد دلاؤں قصۂ وفا اُس دلیر کا جسکا سر اظہر نصرت حسین کے جرم میں کاٹ کر اسی بازار میں نیزہ پر پھرایا جائیگا۔

اسکے جواب میں دوسرے جانباز کا مسکرا کر یہ کہنا کہ ہاں میں نے بھی اپنے آقا سے یہ سُنا ہے کہ ایک وفادار کے دست و پا قطع کر دیں گے پھر بھی وہ جری مناقب علی بیان

اپنی زبان سے بیان کریگا ابن زیاد زبان اُسکی کٹوا کر نخل خرما پر اُسکو سولی دیگا۔

بعد اسکے تیسرے رفیق یہ پوچھتے ہوے آئے کہ میثمؓ اور حبیبؓ کیا ادھر سے گئے ہین کسی نے کہا ہان اس طرح کہتے ہوے گئے ہین۔ کہا سچ کہتے تھے مگر میثم اتنا کہنا بھول گئے کہ جس نیزہ پر حبیب کا سر ہوگا اسقدر انعام اُسکا حامل پائیگا۔

اب سنیے حال وفاداری اصحاب حسینؑ کا شب عاشورا عجب قیامت کی رات تھی جس کی صبح کو خانۂ نبوت لٹ گیا پنجتن کا خاتمہ ہوگیا۔ قمر بنی ہاشم اسپ دوڑ کا بہ پرسوار ہین اور جناب زہیرؓ اُنکے شوق شہادت کو جوش مین لارہے ہین کہ اے فرزند حیدر کرار جناب عقیل انساب عرب سے خوب ماہر تھے جناب سیدہ کی رحلت کے بعد امیرالمومنین نے اُن سے فرمایا۔ چاہتا ہون کہ شجاع ترین خاندان عرب مین عقد اپنا کرون اور فرزند دلیر و باوفا پیدا ہو جسکو ذخیرہ کرون نصرت حسینؑ کے لیے۔ اللہ اکبر یہ سننا تھا کہ جوش شجاعت مین آکر شیر کیطرح انگڑائی آپنے لی دونون تسمے رکابون کے ٹوٹ گئے اور فرمایا اتشجعنی فی مثل ھذا الیوم اے زہیرؓ ایسے معرکے کے دن مین کیا مجھکو شجاعت کا جوش دلانے آئے ہو۔ انشاء اللہ کل وہ تلوار کی ہوگی جو حشر تک یادگار زمانہ رہے۔

واقعی آپ کی شجاعت اور وفا آپ اپنی نظیر ہے الولد سر لابیہ امیرالمومنین علیہ السلام ناصر دین اسلام اور وفادار بھائی ہین رسولؐ کے آپ ذوالفقار سے گلشن اسلام کو آپنے سرسبز کیا۔ جناب عباسؑ بھائی ہین فرزندان رسولؐ کے دونون شہزادون کے ناصر و مددگار رہے۔ کوہ موصلی لعین کو آپ ہی نے واصل جہنم کیا ہے۔ چمن اسلام ظلم کی باد سموم سے خزان ہوگیا تھا بروز عاشورا سید الشہدا کے ہمراہ خون وفا سے اُسکو سینچکر سرسبز کردیا۔ جانبازی و وفا کی وجہ حسن یہ ہے کہ جناب امیرؑ نے آغوش نبوت مین پرورش پائی اور جناب عباسؑ کو حسینؑ کی آغوش امامت نے تربیت کی۔

روضۂ اطہر پر جناب عباسؑ کے وہی رعب و جلال ہے جو امیرالمومنین کے روضۂ اقدس پر ہے اذن پڑھکر جب ضریح انور کے قریب جاتے ہین خود بخود دل کانپتا ہے۔ کشش محبت اُن آفتابون کی خوش اعتقاد ذرون کو اپنی طرف کھینچتی ہے محو ہو کر تقبیل و طواف ضریح اطہر کا کرتے ہین رو کر آنکھیں ملتے ہین۔

یہ حکایت بغور سنیئے اگر دل ہو بیتاب مضطرب ہو جگر

مان کے پہلو مین رات کو وہ قمر
خواب دیکھا معظمہ نے عجب
ایک کاندھے پہ اسکے ہے کوثر
جلوہ افروز تھے جناب امیرؑ
آہ یوسف کو اپنے بلوا کے
لے حسینؑ اپنی مان کا خواب سنو
روئے سنتے ہی شاہ تشنہ جگر
اسکی تعبیر ہے عجیب و غریب
میرے نانا کی امت بدخو
مع اہل و عیال لے مادر
رفقا اور عزیز ہون گے کم
نرغہ ہم پر کرینگے اہل جفا
لب دریا پہ ہوگی مہمانی
میرے لشکر مین آہ وا ویلا
ہاے ہاتھون مین خالی کوزے لیے
خواب مین آپنے ہے جو دیکھا
روز عاشور آپ کا عباس
لیکے مشکیزہ نہر پر جا کر
ایک پر مشک دوسرے پہ علم
سن کے پردرد خواب کی تعبیر

مثل دل سو رہا تھا بستر پہ
کہ ہے فرزند ان کا تشنہ لب
شلغ ہوئے ہے زیب دوش دگر
آپ نے پوچھی خواب کی تعبیر
آپ روئے اور اسنے کہنے لگے
اور تعبیر اسکی ان کو دو در
اور کہا آہ آہ اے مادر
آنیوالا ہے اک زمانہ قریب
اپنا جہان بلائے گی مجھ کو
جاؤنگا مین جلا وطن ہو کر
جیسے ہی کربلا مین پہنچینگے ہم
ہوگا ہر ایک خون کا پیاسا
بند کردین گے اشقیا پانی
ہوئے گا شور العطش بر پا
العطش کہہ کے روئینگے بچے
ان کے کاندھے پہ کوثر و طوبے
دیکھکر بیقرار بچون کی پیاس
دہان سے نکلے گا ہوکے خون مین تر
ہونگے دریا پہ دونون شانے قلم
ہوگئین بے قرار و دلگیر

آہ آہ جناب رسول خدا کی رحلت اور جناب سیدہؑ اور جناب امیرؑ اور جناب حسنؑ مجتبےٰ کی شہادت کے بعد پنجتن پاک مین خامس آل عبا باقی رہ گئے تھے ظالمون نے آپ کو بھی جلاے وطن ہونے پر مجبور کیا کربلا پہونچکر کرب و بلا کے محاصرے مین آگئے۔ پانی بھی لشکر ساقی کوثر پر بند کردیا گیا۔ ادھر کل بہتر جان نثار جنمین علی اصغر کا بھی شمار ادھر لاکھون ظالمان خونخوار کم سے کم بیس تیس ہزار پیدل اور سوار مگر اللہ اکبر کیسے شجاع اور دلیر تھے تمام

اصحاب سید الشہداء لشکر کثیر کے مقابلہ میں صبح سے ظہر تک لڑائی کو روکے رہے اور وہ جوہر وفا دکھلائے کہ آج تک کارنامے اُنکی جرات اور شجاعت کے دنیا میں باقی ہیں۔ کئی دن کی پیاس اور گرمی کی شدت میں زخموں سے چور ہو کر ایک ایک دلیر گروہ کثیر کو فی النار کرنے کے بعد جام شہادت سے سیراب ہوا ہے۔

کیسے غیور اور شجاع تھے آقا آپ کے اپنی زندگی میں سوائے کسی شہید کا آپ نے قلم نہیں ہونے دیا جب کوئی باوفا ناصر آپ کا وقت آخر آپ کو پکارتا تھا یا ابن رسول اللہ ادرکنی۔ فوراً شیر کیطرح حملہ کرتے ہوئے سرہانے اُس کے پہونچتے تھے اور لاش اُسکی اُٹھا کر احترام سے لاکر لاشہائے شہداء کے برابر جمع فرماتے تھے۔

صادق آل محمد فرماتے ہیں شیعتنا خلقوا من فاضل طینتنا ہمارے اجساد طاہرہ کی خلقت سے جو مٹی بچ رہی تھی اُس سے ہمارے شیعہ پیدا کیے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات کے فضائل سنکر مومنین خوش ہوتے ہیں اور خبر مصیبت سنکر روتے ہیں۔

سید الشہداء جب عازم کربلا ہوئے کوفہ میں تلاطم مچا ہوا تھا۔ حبیب ابن مظاہر عطار کی دوکان پر خضاب لے رہے تھے مسلم بن عوسجہ آنکلے حبیب نے پوچھا اے مسلم آجکل شہر پر آشوب ہو رہا ہے۔ مسلم بن عوسجہ نے کہا اے حبیب کیا تمکو خبر نہیں امام حسین علیہ السلام مدینے سے چلکر عراق کی طرف آرہے ہیں بنی اُمیہ اُنکے قتل کا سامان کر رہے ہیں یہ سنکر ایک چوٹ دل پر لگی خضاب ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا اب یہ داڑھی نصرت حسین میں خون سر سے خضاب ہوگی۔

اب سُنیے وہ آخری مکالمہ جوان دو تو کین ہوا ہے روز عاشورا کثیر جماعت کو فی النار کر کے مسلم بن عوسجہ زمین پر گر پڑے اور کہا یا مولاہ ادرکنی ذوالفقار کھینچے ہوئے سید الشہداء اور حبیب ابن مظاہر اس مرد کو پہونچے حبیب بن مظاہر نے کہا اے مسلم اگر ہم جانتے کہ تمہارے بعد زندہ رہینگے تو ضرور کہتے کہ کوئی وصیت کرو۔

اللہ اکبر اپنے آقا کیطرف دیکھکر کہا او صیکم بھذا اے حبیب یہی وصیت ہے کہ ان کا حق محبت ادا کرنا جان اپنی ان پر فدا کرنا۔

یاد کیجیے وہ حالت جب یہ تمام وفادار حضرت پر نثار ہوگئے اُنکی مفارقت میں کیا حالت ہوگئی آپ کے مولا کی جب فقط سردار و علمدار باقی رہ گئے ہیں عجیب تصور ہے

اُسوقت بکی جو شیعون کے دل پر غم کا اثر ڈالتی ہے ۔

ہائے جناب سید الشہدا میدان کو قصد فرماتے ہین تو جناب عباس بڑھکر روکتے ہین اور جناب عباس جب اذن دعا مانگتے ہین تو حضرت ارشاد فرماتے ہین بھیا تم علمدار ہو میرے لشکر کے ۔ جناب عباس قدم اطہر پر گر کر رونے لگے اور عرض کیا اطفال تشنہ جگر کی بیقراری آہ و زاری دیکھی نہین جاتی اجازت ہو تو نہر پر جاکر پانی لاؤن ۔ فرمایا جاؤ پانی کی جستجو کرو ۔

جناب عباس مشک و علم لیکر دریا کیطرف چلے تو اعدا مین ہلچل پڑگئی شمر و عمر سعد کے دل بڑھانے سے قدم اُنکے اُٹھے نامی جوان منتخب ہو کر بڑھے صد ہا روسیاہ آپنے قتل کیے ۔ مارد بن صدیف مثل اژدر بل کھاتا ہوا نکلا ۔ ؎

آتے ہی نیزہ کا وار اُس نے کیا　　آپنے خالی دیکے چھین لیا

وہی نیزہ اُس کے گھوڑے کے پہلو پر مارا وہ لعین اپنے گھوڑے کے گرتے ہی زمین پر آیا اُسکا غلام لجام فرس پکڑے ہوئے کچھ فاصلہ پر کھڑا ہوا تھا اُسکو آواز دی کہ جلد گھوڑا دیکو مجھ تک لا ۔ آپنے جھپٹکر نیزہ غلام کے سینہ پر مارا اپنے مرکب سے اُترکر تازہ دم فرس پر سوار ہوے اور نیزہ بکف مارد کیطرف چلے وہ لعین اپنے لشکر سے فریاد کرنے لگا کہ نیزہ بھی چھن گیا اور قیامت ہے کہ اپنے ہی نیزہ سے قتل کیا جاتا ہون ۔ قسم لعین دستہ سوارون کا لیکر اُسکی مدد کو چلا بھائی کی محبت عجب محبت ہے ۔ مظلوم کربلا بیقرار ہو کر جوش محبت مین بڑھے اور آواز بلند فرمایا لشکر اسکی مدد کو آپہونچا اے عباس کیا انتظار ہے اس ناری کو واصل سقر کیون نہین کرتے آپنے بڑھکر وہی نیزہ اُسپر مارا ایک کان سے دوسرے کان کیطرف توڑکر نکل گیا راہی نار ہوا پھر اُن سوارون پر حملہ کیا اکثر علیہم اللعنۃ النار باقی تتربتر ہوئے نہر کی راہ صاف تھی گھوڑا نہر مین ڈالدیا پانی ہاتھ مین لیکر اپنا قبضہ اُسپر دکھلا دیا پھر کچھ یاد کرکے پانی ہاتھ سے پھینکدیا مشک بھر کر نہر سے پیاسے نکل آئے اہل فرار نے پھر جمع ہو کر روکا تلوار چلی خون کا دریا بہہ گیا مگر آہ یہان ایک تشنہ لب وہ کہان ہزارہا سیر و سیراب اشقیا مشک و علم کو بچاتے لڑتے چلے آتے ہین خیال ہے کہ پانی کسیطرح اطفال حسین تک پہونچ جائے ۔

اہل عزا بچشم دل تصور فرمائین تصویر جہاد کا قربان ہو جاؤن شیعون کی اس جرأت

اور وفا پر دونوں ہاتھ فرزند ید اللہ پر جب نثار ہو گئے مشک دانتوں میں لیکر جھک گئے سینہ کے نیچے چھپا لی تیر پڑنے لگے پانی مشک کا بہہ گیا ایک لعین نے دونوں ہاتھوں سے تو لکر گرز جفا لگایا سر اطہر پاش پاش ہو گیا کوئی چیز سفید سر سے جدا ہو گئی غش کھا کر سلام آخری کرتے ہوئے زمین پر گر پڑے ۔یا سیدی علیک منی السلام۔

ہائے یہ آواز دلگداز سنکر مظلوم کربلا ٹوٹی ہوئی کمر دونوں ہاتھوں سے پکڑے روتے ہوئے سر بالین پہونچے اور بزبان جیتابی رو کر یہ مرثیہ پڑھتے تھے۔

یا افضل الشہداء یا ابن المرتضیٰ علیک سلام اللہ کل اوان

رفتے جان باقی بھی عرض کی کہ اے آقا میری لاش خیمہ میں نہ لیجائیے مجکو شرم آتی ہے کہ پانی سکینہ تک نہ پہونچا سکا۔ دوسری وجہ گویا بہ تقریر زبان شجاعت ہے کہ قبضہ ہمارا حشر تک نہر پر رہا لاشہ بھی اپنا یہاں سے نہ اٹھا۔ تیسری وجہ بہت کمیکی ہے حضرت باقر علیہ السلام فرماتے ہیں اسقدر زخم جسم اطہر پر لگے تھے کہ مظلوم کربلا لاش پارہ پارہ کو اٹھا کر لیجا نہ سکے۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

الھدیۃ التاسعۃ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن اللعین الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الملک الحق المبین۔ باری الخلائق اجمعین۔ ھو الذی زین الدنیا بمصابیح الصدق والیقین وانوار نجوم الشرع والدین ونور العالم بنور سادتنا المعصومین قادۃ الغر المحجلین الی علیین فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ وحبیبہ سید الانبیاء والمرسلین محمد وعترتہ المیامین الطیبین الطاہرین سیما علی سمی اللہ ولی اللہ امیر المومنین کاسر اعناق الاصنام والمشرکین الملاعین ناصر دین الاسلام

والمسلمین والمومنین۔ اللھم العن حزب الشیاطین والمنافقین الغاصبین الناصبین اجمعین ابد الآبدین۔ وارحم علی اولیائک شیعۃ حلالۂ ائمہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

جناب رب العزت قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کا ظاہر ترجمہ اس آیہ ہدایہ کا یہ ہے قسم ہے ستارے کی جس وقت کہ اُترا رفیق تمہارا نہ بھٹک گیا ہے اور نہ بہکا ہے اور وہ خواہش نفسانی سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ وہ کہتا ہے وہ نہیں ہے مگر وحی جو خدا کی طرف سے بھیجی جاتی ہے۔

المحاسن ابن عبد اللہ بن عباس سے منقول ہے کہ ایک رات ہم نے جناب رسول خدا کے ہمراہ نماز پڑھی سلام سے فارغ ہو کر روئے مبارک ہماری طرف کر کے ارشاد فرمایا کہ اس رات میں فجر کے ساتھ ساتھ ایک ستارہ ٹوٹے گا اور تم میں سے کسی ایک کے گھر گر یگا وہی میرا وصی میرا خلیفہ اور بعد میرے امت کا امام ہوگا۔ پس جیسے ہی صبح کا وقت قریب آیا تو ہم میں ہر شخص ستارے کے ٹوٹ کر اپنے گھر میں گرنے کا منتظر تھا۔ اور سب سے زیادہ اسکی خواہش میرے والد عباس بن عبد المطلب کو بھی مگر جیسے ہی فجر طالع ہوئی ستارہ ٹوٹ کر ہوا میں سے گذر اور علی ابن ابیطالب کے گھر گرا۔ پس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے علی مرتضےٰ سے فرمایا یا علی اُسی کی قسم مجھ کو جس نے مبعوث برسالت فرمایا وصایت وخلافت اور میرے بعد امامت تمہارے لیے واجب ہو گئی۔

پس منافقین نے جیسے کہ عبد اللہ بن اُبی اور اُسکے یار تھے یہ کہنا شروع کیا کہ معاذ اللہ محمد اپنے چچا زاد بھائی کی محبت میں بہک گئے اور گمراہ ہو گئے اور اُن کی شان میں جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ اپنی خواہش نفسانی سے کہتے ہیں اسپر خدائے تعالے نے یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ ہرگز ایسا نہیں ہے جیسا یہ منافق گمان کرتے ہیں۔

یہ مسئلہ نظر و فکر کا محتاج ہے کہ حکیم مطلق جس کے ادراک سطوت وجبروت سے فلسفیانہ عقل قاصر ہے اور حسن و قبح عقلی ظلم ہے جسکو پاک جانتا ہے معرفت کی منظر میں ہے کہ نظام عالم اُس کے حکم سے بطرز حسن ہمیشہ ایک ڈھنگ پر چل رہا ہے اُس کی قدرت کا دیکھیے جلوہ۔

سلاطین مامور ہین کہ عادلانہ حکومت کرین ظلم نہ ہونے دین - اور جب حکام عصر عیش مین پڑکر غافل ہوے سلطنت کا پیمانہ ظلم سے بھرا حکومت نے دفعتہً گردش لی دوسرا حکمران مقرر ہوا - ؎

بیک گردش چرخ نیلوفری ۔ نہ نادر بجا ماند نہ نادری

دوسرا فرقہ حکما کا ہے جو جودت فکر سے ہر زمانے مین قسم قسم کے آلات حرفت اور مشینین ایجاد کرتے رہتے ہین جس سے عام مخلوق کو آسائش ہو - آجکل کے حکمانے حیرت خیز علاج ایجاد کیا ہے پچکاری مین رکھکر عرق مین دوا پہونچائی خون کا دوران ہوکر بہت جلد مقام ماؤف پر اثر پہونچا صحت ہو گئی -

دین کا انتظام انبیا و ائمہ علیہم السلام سے وابستہ ہے اُنکی جلالت قدر خدا ہی جانتا ہے حسن اخلاق اور ترحم اور عدل اور عصمت و اعجاز ان کا لشکر ہے جسکی مدد سے تمام عالم کے دلون پر سلطان عادل کی حکومت اور اطاعت واجبہ کا قدرتی سکہ پڑا ہوا ہے -

حزب شیطان سے ہے مگر قاصر ※ ازلی ہین وہ خائب و خاسر

شاہانہ تزک و احتشام مال و زر اور دنیا کی زیب و زینت نہین رکھتے مگر من جانب اللہ وہ دبدبہ اور رعب انکا ہے کہ مومنین کی راہ پر تمام لشکر دلہائے مشرکین خوف سے تھراتے ہین ہدایت اور تعلیم علم دین کا ہر وقت مشغلہ ہے -

معارف حقہ اور توحید الٰہی اور احکام فرعیہ سکھلا کر بندگان خدا کو کفر و ضلالت شرک و جہالت سے پاک کرنا وحی خدا لیکر ناموس اکبر کا زمین پر آنا فرامین الٰہیہ کا شائع ہونا حیرت خیز منظر ہے - اور جب یہ خلیفۃ اللہ دنیا سے جاتا ہے شیطان فرصت کے زمانے مین اساس دین کو برہم اور نورانی مناظر کو شرک اور کفر سے تاریک کر دیتا ہے حق تعالے پھر کوئی خلیفہ اپنا قائم کرتا ہے زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہین رہتی -

خاصان کبریا اور دین حق کی حقیقت پر اکثر شواہد ہین - یہ خدا کا سفیر بلباس فقرا سلاطین جور اور شیاطین سے تنہا مقابلہ و مقاتلہ کرتا ہے اور نصرت الٰہیہ کی خیر و برکت سے غالب آکر تھوڑے ہی دنون مین اساس دین کو محکم اور استوار کر دیتا ہے -

ماشاء اللہ اہل دین جلوہ فرما ہین دیکھیے جناب موسیٰ بن عمران اور حضرت ہارون صوف کا لباس پہنے شکستہ حالت مین ہین دونون بھائیون کو نبوت کا خلعت ملا اور حکم ہوا

کہ جاؤ فرعون کو ہدایت کرو جہان کفر و ضلالت سے پاک ہو۔

حکم فوری کا امتثال کیا — طرف مصر ارتحال کیا
نہ مددگار کوئی اُن کے پاس — اور نہ دربار پانہ اُنکا پاس
نصرت کبریا پہ تکیہ کیے — قصر فرعون کے ہین در پہ کھڑے
ان کی تقریب کون جائے کرے — کون فرعون سے یہ بات کہے
دو پیمبر تری ہدایت کو — آئے ہین در پہ ہین کھڑے دونو
ہین وہ معصوم صاحب اعجاز — پیشوائی کر اُنکی اور اعزاز
قدرت حق کا دیکھیے منظر — کسطرح ہوتی ہی اب انکی خبر
ناگہان ایک مضحک و نقال — اتفاقیہ آگیا سنے احوال
اجنبی پاکے حال سب پوچھا — جلد پا اور ان سے کہہ کے گیا
کہ ٹھہرئیے ابھی وہان جا کر — آپ کے آنے کی کرونگا خبر
باندھے عمامہ پہنے صوفی عبا — ہاتھ مین لیکے شاندار عصا
پہونچا یہ مسخرہ نبی بنکر — اور فرعون سے کہا ہنسکر
مین نبی ہون خدا کا بھیجا ہوا — رہنمائی کو تیری ہون آیا
توبہ کر آنکھ کھول ہوش مین آ — تو خدائی کا کرتا ہے دعوے
سن کے فرعون ہنس پڑا اکبار — اُڑگیا قہقہہ سے دربار
آخرکار جبکہ علم ہوا — اُسنے فی الفور اُنکو بلوایا
اور کہا معجزہ دکھاؤ کوئی — اپنے اللہ کے اگر ہو نبی
کہہ کے بسم اللہ جب عصا چھوڑا — اژدہا بنکے دفعتہً وہ چلا
منہ سے باہر نکلتے تھے شعلے — لب بالا تھا متصل چھت سے
اسقدر تھا بلند قصر اُس کا — طول پینتیس گز ہے چھت کا لکھا
نجس اللعین زیر تخت چھپا — زیر جامہ نجس تھا سب اُسکا
دست بستہ بالتجا یہ کہا — کیجیے اس بلا سے ہمکو رہا
ہاتھ مین جب اُٹھا لیا اُسکو — پھر عصا تھا یہ معجزہ دیکھو
جب کہ نقال کی یہ نقل سنی — حق تعالے سے تب شکایت کی

حکم آیا کہ ہے مضائقہ کیا شکل میرے حبیب کی وہ بنا

اللہ اکبر۔ حدیث نبوی میں آیا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم۔ جو کسی قوم کی سی صورت بنائے پس وہ اُن ہی میں محسوب ہے۔

مومنین کو اس حدیث سے عبرت کا سبق لینا چاہیے غیر مومن کے ساتھ ہرگز تشابہ نکرین ورنہ اُسکے ہمراہ محشور ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔

شریعت موسویہ کے احکام بھی سخت تھے اُنکے انفاذ میں سخت محنت ان دونوں بھائیوں نے کی انکا حسن سعی اور نصرت الٰہیہ کا قدرتی جلوہ تھا کہ فرعون غرق دریا ہوا بنی اسرائیل اُس کے عذاب سے آزاد ہو گئے۔

ایسے ہی ہمارے حضور حبیب کبریا خدا کے سفیر اور بھائی آپ کے جناب امیر آپ کے وزیر دونوں آیت اللہ اور حجت خدا خلیفۃ اللہ ہیں نوران کا خدا کے شہر میں چمکا جو مرکز ہے کل عالم کا اور اُس نے بیس برس کی قلیل مدت میں محیط کے اطراف کو روشن کر دیا ہدایت کی صبح نے جہالت اند شرب و ضلالت کا اندھیارا دور کیا۔

جو ظلم عظیم قریش کے سنگدل جاہلوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ کے جاری کرنے میں دونوں بھائیوں پر کیے ہیں اُسکا بیان ہو نہیں سکتا خدا کی مجسم قدرت علیؑ جنکو نبی کی سپر بنکے جو کڑی مشکل پڑی خدا نے حل کر دی ذوالفقار کی بجلیاں قہر خدا بنکر کفار و مشرکین پر گرنے لگیں کفر کا ابر چھٹنے لگا مطلع صاف ہو گیا خندق کے معرکہ میں عمر خیبر میں مرحب نقمۂ ذوالفقار بنکر مشرکین کا زور و شور جاتا رہا کمہ فتح ہوا علیؑ ولی نے مہر نبوت پر قدم رکھکر کعبہ میں بتون کو توڑا۔ سہ

گھر میں اللہ کے اذان ہوئی آج ظاہر خدا کی شان ہوئی

واأسفاہ۔ دین حق کے جاری کرنے میں جو ظلم مشرکین نے رسول خدا پر کیے اُن کو بیان کرتے ہوئے کلیجہ منہہ کو آتا ہے پھر اُن کی رحلت کے بعد منافقین نے آپ کی عترت اطہار پر وہ ظلم کیے کہ چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھے تھے۔

بنی امیہ کے ظلم و بیداد کا افسانہ یادگار گردش زمانہ ہے دنیا پنجتن سے خالی ہو گئی اور اُنکے غلام و پیرو جو مصیبت پڑی بیان نہیں ہو سکتی۔

عباسیہ کے جور و جفا کا دور بنی امیہ سے بھی بڑھ گیا نسل سادات کو عرب سے منقطع کر دیا

آجتک وہ ہی ظلم مستمر ہین ظہور قائم آل عبا کے منتظر ہین یا دیکھیے ملک حجاز آجکل کیسا پر آشوب ہے مکہ مین کیا ہو گیا اور مدینہ مین کیا ہو رہا ہے۔

شب ہجرت کا سُن کے افسانہ　　دل سوزان ہے رشک پروانہ
اہل ایمان ہین مضطر و بسمل　　مثل سیماب بیقرار ہین دل
ہین ہزارون دل و جگر مین خراش　　یہ بھی صد پاش وہ بھی ہے صد پاش
ہاے کیا قہرناک ہے منظر　　بیت اصنام ہو خدا کا گھر
آہ یہ مشرکین کا ہو عمل　　کہ خدا سمجھے جائین لات و ہبل
دیکھکر اُن ملاعنہ کا یہ جوش　　ہو مسلمان کے اثر سے تھے بیہوش
کہتے تھے بن کے ذوالفقار علی　　گری ان سب پہ قہر کی بجلی
رفقاے جناب خیر بشر　　ظلم اعدا سے تھے عجب مضطر
ظلم کفار پر ہوے کیا کیا　　بن گئے مرکز محیط جفا
تاسن خلق ہو جدا ارض پاک　　رہنے پائین نہ وہان شہ لولاک
ہے اشد المحن جلاے وطن　　آئے یثرب وہان سے شاہ زمن
ظلم بیجا ابالہب نے کیا　　آکے بیت الشرف کو گھیر لیا
بے اجازت ملک نہ آئین جہان　　جائین ذرّارہ مشرکین وہان
استادہ تھی اور خبر اُس کی　　روز عاشور کربلا مین کھلی
سنیے اب ایک جلوہ عبرت زا　　متاثر ہون جس سے اہل ولا
زائر و حاج عالم و فاضل　　اک معمّر تھے اسطرح ناقل
دلی مین جن دنون سے غدر پڑا　　ہے یہ کالی پہاڑی کا قصہ
گورے انگریز اور عیال اُنکے　　دم حصر بناکر وہان پہ آکے چھپے
ہاتھیون کا تھا اژدحام نہ دور　　تھے بندون ہزار ہا پُر شور
تھے مجاہد بنے ہوے غازی　　زیر ران دابے ترکی و تازی
کہنہ سلطنت مین تیغ گزاف　　تیغ کھینچے تھے راہ کرد و عفاف
لشکر مین اُنکی تھا نشہ ظفر　　اسکی ترشح دیکھین اہل نظر
وحشت افزا سمٹتا تھا گویا　　کر مشوش ہون کھو کے عقلا

راہ سے کیا غرض ہے فکر کرو
آخرکار تازہ گل یہ کھلا
جن لوگا نہ تھا دن کو ہی خلش جلنے
نقلی گھوڑ نسو نکو پہلے کرد و فنا
یہ خبر سُن کے صورت بسمل
سامنا اک سواد اعظم کا
قصہ کوتاہ مشورہ یہ ہوا
ہے علاج اخیر یہ بہتر
جب شب قتل بر ملا آئی
پہنے طاہر لباس غسل کیا
شب عاشور جسطرح شہدا
ایسے ہی سب نے یہاں عبادت کی
مالک بن نویرہ کا سا حال
ہے یہ بہتر عیال کو اپنے
دل میں شیطان کا وسوسہ تھا یہی
قتل بالعمد اہل ایمان کا
فکر میں گزری رات دن نکلا
کمک آپہنچی دن سے انگریزی
جنکا تکیہ خدا پہ ہے دیکھو
یہ خدا کا ہے لطف اور احسان
بانکے ترچھے تھے جتنے متوالے
وہ ہرن ہوگئے بغاوت کے
صاحب لاہر کا ہے فیض وجود
ابر مین بھی اگر ہو شمس نہان
اُنکے مین قدم سے دابستہ

پاک کرتے تھے جس سے دلّی کو
جا کے شیطان نے کانوں مین پھونکا
چاہیے ان کا ہو بزن پہلے
پھر پہاڑی پہ کیجیو دھاوا
تڑپے سینوں مین مومنین کے دل
سخت مشکل ہے سوچیں کر عقلا
ٹل نہیں سکتی سر سے اب یہ بلا
دین پر جان دیدو لڑ بھڑ کر
سکرات آئی رات کیا آئی
اپنے کپڑوں مین سب نے عطر ملا
کربلا مین تھے محو یاد خدا
اور تلاوت ہی مین وہ رات کٹی
کہیں اپنا نہو بندھا یہ خیال
ماردو اپنے مرنے سے پہلے
عقل لاحول پڑھ کے کہتی تھی
ہو اگر ہے خلود نار سزا
کہ یکایک بگل کی آئی صدا
سر ہوئی توپ وردی بجنے لگی
یون بچاتا ہے کبریا اُن کو
آگئی مردہ قالبون مین جان
پڑ گئے اُن کو جان کے لالے
نشہ جنکے دماغ مین تھے بھرے
کہ بچاتا ہے ہر بلا سے وہ کووز
تب بھی روشن ہی اُس سے صحن جہان
سب ہے باغ جہان کا گلدستہ

یا الٰہی دکھادے اب وہ نور | ہو تجلی نبی کا جلد ظہور
ظلم پھیلا ہوا ہے لے قہار | ہو رہا ہے جہان تیرہ و تار
کہین جلدی کٹے شبِ یلدا | نظر آجائے نور کا تڑکا
ہے پُر آشوب سارا ملکِ حجاز | قائم آل کا دکھا اعجاز
عدل قائم ہو اور ظلم ہو دور | پھر ہو ملک حجاز مطلعِ نور
آئے پھر اُس چمن مین تازہ بہار | ہون شاداب و شگفتہ دل زار
یارب اپنے حبیب کا صدقہ | مجھ کو بھی زائرِ رسولؐ بنا

شمس و قمر دونون خاموش آیتین ہین خدا کی شمس بادشاہ قمر وزیر اقتباس نور کرتا ہے رسولؐ خدا شہنشاہ اور جناب امیرؑ وزیر دونون بھائی آیات ناطقہ خلیفۃ اللہ حجۃ اللہ ہین وہ شمس سمائے نبوت یہ قمر آسمان خلافت۔ حقتعالےٰ فرماتا ہے والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا۔ قسم ہے شمس اور اُسکے چاشت کے وقت کی قسم ہے قمر کی جبکہ وہ تالی ہوا سکا یعنے آفتاب کے غروب ہوتے ہی نکل آئے چودھوین شب کا چاند جہان آفتاب چھپا فوراً نکل آیا۔ امیرالمومنین علیہ السلام چودھوین رات کے چاند ہین۔

مہر شود چون غروب ماہ نماید طلوع | بعد نبیؐ مرتضےٰؑ من غلامان او

آفتاب اکیس مارچ کو صاعداً اکیس ستمبر کو ہابطاً دو بار خط استوا پر ہر سال سیدھی مین بناتا ہوا جاتا ہے رات دن برابر ہوتا ہے اکیس جون کو میل اعظم شمالی پر اکیس دسمبر کو میل اعظم جنوبی پر ترچھا گذرتا ہے ہم لوگ میل اعظم شمالی کے باہر ہین جون مین ہمارا دن بڑا رات چھوٹی بلا کی گرمی ہوتی ہے دسمبر مین اسکا عکس ہے قرب و بُعد اور حرکت شمس کے اختلاف سے فصلی تغیر ہوتا ہے حکیم مطلق کی معرفت اُن قدرتی مناظر سے ہورہی ہے اکیس مارچ کو آفتاب کا برج حمل مین آنا شرف آفتاب کا وقت اعتدال کا زمانہ نوروز کی بہار ہے۔

درود پڑھکر صادق آل محمدؐ کے ارشادات جو معلّےٰ سے فرمائے ہین سُنیے اور نعمات الٰہیہ کا دل سے شکر کیجیے۔

روزِ الست جبکہ ارواح سے الوہیت اور نبوت و امامت کا اقرار لیا گیا ہے وہی دن تھا تیس ہزار طاعونیون کے استخوان کا انبار تھا حضرت حزقیلؑ نبی کی درخواست پر قدرت خدا کا ماءالحیٰوۃ اسی روز چھڑکا گیا زندہ ہوگئے

اسی روز جناب نوح کی کشتی کوہِ جودی پر آکر ٹھہری۔
اسی روز انشاء اللہ قائم آل محمدؐ کا ظہور ہوگا۔
یہی دن ہمارے ائمہ اطہار کی رجعت کا ہوگا۔
اسی روز جناب خلیل اللہ نے بت شکنی فرمائی۔
امیر المومنین علیہ السلام نے اسی دن کعبہ میں دوشِ نبیؐ پر چڑھکر بُت توڑے۔
نعم الوفاق دیکھو کیا فضل ذوالمنن ہے
دادا بھی بت شکن تھے پوتا بھی بت شکن ہے
حبیبِ کبریا کو جو دہ پارہ کا خلعتِ رسالت اسی دن سرکارِ رب العزت سے مرحمت ہوا۔
اٹھارھویں ذیحجہ کو پہلی عید اسی دن ہوئی

غدیر خم کی مبارک منزل پر منعم حقیقی نے اکمال دین اور اتمام نعمت کیا علیؑ ولی کو بعد اپنے رسولؐ کا مقرر فرمایا۔ آپ نے حمد خدا کے بعد بالائے منبر اپنے بازو کے دونوں بازو پکڑ کر اٹھالیا اسقدر بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل نمایاں ہو کر نورِ علی نور کا جلوہ نظر آیا اور فرمایا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ امیر المومنین کا لقب خدا نے دیا سب نے بیعت لیلی۔

پہلے بیعت جناب دوم نے	کی ہے بخٍ لکا وہاں کہہ کے
ایک خوش گل نے یہ نصیحت کی	کہ خبردار توڑنا نہ کبھی
جب نبیؐ نے سنا یہ فرمایا	کہ وہ جبریلؑ تھے امینِ خدا

تہنیت اور مبارکباد کا جلسہ دیر تک رہا تکبیر کے نعرے وادی غدیر میں بلند تھے بگوش دلا اگر کوئی سنے تو وہی سہانی آواز مدنی لہجہ میں اب تک گونج رہی ہے مگر وہ براہ حسد مصر کو نبی ہو کر آئے تھے اسلیے چھوڑ دی گئی کہ اس جلسہ کو بھولکر بھی کوئی یاد نہ کرے۔ سے دنیا پرست دیکھنے والے ہوائے ہیں

وہاں نعرہ ہائے تکبیر بلند تھے وہی خونِ مودّت آپ کے رگہائے دل اور دماغ میں دوڑ رہا ہے جوش ولا میں آکر نعرہ ہائے درود بلند فرمائیں۔

اروح ایمان جس سے ہوتا زہ	ابروے دین کا ہے غازہ

ایک سفیدی زیر بغل اور دریا داگئی جسکا بیان سنکر صاحبانِ اولاد بیقرار ہونگے جب آپ کے آقا مظلوم کربلا تنہا رہ گئے دیکھا قافلہ سب روانہ ہوگیا جلوخانہ سونا پڑا ہے۔

نہ لشکری نہ سپاہی نہ کثرۃ الناسی	نہ قاسمؑ نہ علی اکبری نہ عباسی

کبھی لاشہ ہاے شہدا کو حسرت کی نظر سے دیکھکر بیقرار ہو کر روتے تھے کبھی آواز استغاثہ بلند فرماتے تھے هل من مغيث يغثنا هل من ناصر ينصرنا استغاثہ کی آواز سنکر عالم تہ و بالا ہو گیا زبان قدرت خدا نے لبیک کہی یا حبیبی یا حسینؑ ہم تمہاری مدد کو موجود ہیں۔

یہ سنکر بیقرار ہو کر عرض کی الٰہی رسیدی بدار و رضا میں نہیں چاہتا ابھی ایک جوان تیرا عطیہ میرے خزانے میں باقی ہے یہ نذر بھی قبول ہو پھر مرحلہ شہادت کے سر کرتے ہیں صبر مجھ کو عطا فرما۔

یہ عرض کر رہے تھے کہ خیمہ گاہ سے رونے کا شور بلند ہوا گھبرا کر در خیمہ پر آئے دیکھا کہ اہل حرم بشدت رو رہے ہیں علی اصغر گہوارہ میں دم توڑ رہے ہیں۔ فرمایا مجھ کو دو کہ میں اسکو دکھلا کر اشقیا سے پانی طلب کروں عبا کے دامن میں چھپائے ہوئے میدان میں لا کر تشنہ جگر چھ مہینے کے بچے کو اتمام حجت کے لیے اپنے ہاتھوں پر جس کی آنکھیں حلقے پر تھے ہوے تھے اتنا بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل ظاہر ہو گئی اور فرمایا کہ اگر تمھارے گمان میں میں گنہگار ہوں تو اس شیر خوار کا کیا قصور ہے اور فرمایا کہ اے علی اصغرؑ تم حجت خدا کے فرزند ہو تم بھی ان پر اپنی حجت ختم کر دو۔ ہاے وہ برگ گل سے لب خشک پیاس کی شدت کے کملا گئے تھے سوکھی ہوئی زبان دہن سے باہر گویا پانی کا سوال کر رہی تھی جسکو دیکھکر وہ بے رحم رونے لگے لشکر کی برہمی دیکھکر پسر سعد نے حرملہ سے بڑھکر کہا اقطع کلام الحسین قطع کرے کلام حسین کو ہاے کجا گلوے صغیر اور کہاں ظلم کا تیر فانقلب الصبی علی یدی الامام وہ بچہ امام کے دونوں ہاتھوں پر منقلب ہو گیا سمجھ میں نہیں آتا کہ تیر سہ شعبہ گلوے بے شیر سے کیونکر آپ نے کھینچا چلو خون سے بھر کر آسمان و زمین کی طرف پھینکنا چاہا ندا آئی کہ پانی کبھی نہ برسیگا دانہ زمین سے نہ اُگے گا رو کر اُس خون مظلوم کو اپنے منھ پر مل لیا۔ چھوٹی سی میت ہاتھوں پر لیے کبھی خیمہ کیطرف جاتے تھے کبھی کچھ سوچکر اُدھر سے پلٹ آتے تھے رو کر مناجات فرماتے تھے کہ پروردگارا یہ بچہ میرا تیرے نزدیک بچہ ناقہ صالحؑ سے کم نہ ہوگا آپ حضرات اعمال عاشورا میں انا لله وانا اليه راجعون کہتے ہوے چند قدم آگے بڑھتے ہیں اور پیچھے ہٹتے ہیں گویا تاسی اپنے آقاے مظلوم کی کرتے ہیں اجرکم علی الله۔

پھر بنقار ذو الفقار ایک چھوٹی سی قبر کھودی رسولؐ خدا کے فرزند ابراہیم کو

بقصد فتح مکہ جب تشریف لے چلے شہرت یہ تھی کہ ہوازن پر چڑھائی ہے وہاں کے باشندوں نے بیحد سامان رسد جمع کر رکھا تھا بارہ ہزار لشکر مکہ سے فتح پا کر اپنی کثرت کے گھمنڈ میں اُن کیطرف پلٹا غرور کا سر نیچا ہے مقابلہ ہوتے ہی مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے علیؑ مرتضےٰ کہ ہمزے نفس پیغمبرؐ کے ہیں اور نفس شئے کبھی شئے سے جدا نہیں ہو سکتا اور دو چار ساتھی اُنکے یہ وارث شمع نبوت اور عباس بن عبدالمطلب اور ابن حارثہ داہنے بائیں باگ مرکب نبیؐ کی پکڑے ہوے تھے باقی سب رسولؐ اللہ کو چھوڑ کر چلے گئے

مجھکو شرم آتی ہے فراریون کا شرمناک قصہ تفصیل بیان نہ کرونگا جسکا دل چاہے صحیح بخاری وغیرہ مین دیکھ لے کہ کون اول نمبر آگئے اور کون اُسکے عقب مین تھا مگر مجھکو حیرت ہے کہ آجکل کے مسلمان جسکے مداح ہین یہ وہی قرن اول ہے آخر جہاد سے بھاگنے والون کی کوئی سزا بھی شرعاً مقرر ہے یا نہین فاعتبروا یا اولی الابصار۔

روحی بفداہ علیؑ مرتضےٰ سپر بنے ہوے تھے رسول خدا کی ماشاءاللہ خدا کے شیر نے تنہا یہ معرکہ سر کیا حقتعالےٰ ناصر و مددگار ہے آسمانی مدد اپنے فرشتونکی اس معرکہ مین اُسنے بھیجی۔ بہرحال شکر ذوالجلال ہے کفار نے شکست کھائی عیال و اطفال اُنکے اسیر ہوے سامان غنیمت بہت کثیر مسلمانون کے ہاتھ آیا الحمدللہ عرب بھر مین اسلام کا ڈنکا بج گیا۔

مواطن کثیرہ قرآن مین آیا ہے تفسیر قمی مین امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے۔ حق سبحانہ تعالےٰ نے اسّی مقام پر اپنے نبی کی نصرت فرمائی ہے۔ تفسیر عیاشی مین یوسف بن سخت مروی ہے کہ متوکل عباسی بیمار تھا اُسنے نذر کی کہ شفا ہونے پر مال کثیر تصدق کرونگا صحت پاکر جب نذر کرنا چاہا اہل دربار سے مال کثیر کی تفسیر پوچھی۔ اُنھون نے کہا کہ آپکے دل سے اسّی کر درہم تصدق کیے تھے آپ اگر مناسب ہو پچاس کر ور تصدق فرمائین اِس رقم کو اُس نے زیادہ خیال کیا ابو یحییٰ منجم نے کہا امام علی نقی علیہ السلام سے دریافت کیجیے متوکل نے عریضہ لکھا۔ جوابمین آپنے تحریر فرمایا اسّی درہم دیدیے حضّار نے کہا اُن سے پوچھو کہ یہ حکم آپ کہان سے فرماتے ہین۔ ارشاد فرمایا قرآن سے کہتا ہون کتاب خدا مین مواطن کثیرہ آیا ہے اور وہ موقعے جہان جہان خدا نے اپنے رسولؐ کی نصرت فرمائی ہے اسّی ہین معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ نے اسّی کو کثیر فرمایا ہے بس اسّی درہم مال حلال کے مال کثیر ہین اللہ اکبر۔ اللہ اور رسول اور امام کے سوا قرآن کے معنے کون جان سکتا ہے کلام پاک

ایک بحر ذخار ہے جسکی شناوری دشوار ہے۔ کسی نااہل کا ملکا فقط کہین سے آئے تو وہ خود اُس کے نکات کو جانتا ہے۔ یا جسکے نام لکھا ہے بشرطیکہ وہ اُن رموز کا ماہر ہو اُسکو سمجھ سکتا ہے یہ فرمان بلاغت نشان جسکے حروف مقطعات اور متشابہات سے اغیار قطعاً نابلد ہین شہنشاہ کا ہے اسکے اُسکے سفیر کے نام سربمہر آیا ہے اور امین اُسکو لایا ہے۔

اسکی تفسیر یا سفیر کرے اُس کا مخصوص یا وزیر کرے

اللہ تعالےٰ نے بشرف اعجاز اپنے نبی کو علم لدنی کرامت فرمایا اور نبیؐ کے ذریعے سے اُن کے شاگرد اور وزیر جناب امیرؑ کو وہ علم عطا ہوا یہی معصوم معجز نما نبیؐ و علیؑ مراسلہ کا مطلب جانتے ہین۔

خود جناب رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم۔ نہین جانتا کوئی تاویل قرآن کو سوا اللہ اور اُن لوگون کے جو راسخ فی العلم ہین رسولؐ خدا اور اُنکی عترت طاہرہ یقیناً راسخ فی العلم ہین اسلیے کہ وہ حجت خدا ہین قول و فعل حجت کا قابل حجت ہے۔

حجت کے معنے غلبہ کے ہین حجت خدا معجز نما غالب کل غالب ہے اسکے مقابل تمام دنیا مغلوب ہے شرف اعجاز مایۂ ناز دشمنون کو زیر کرنیوالی قوۃ الٰہیہ ہے۔

اہل بصیرت گہری نظر سے دیکھین اس آیت مین لفظ اللہ کے بعد مضمون جملہ کو ختم کر دینے والی علامت مطلق لگا دی گئی ہے علم تاویل قرآن کا حصر کر دیا گیا ذات الٰہیہ مین کہ خدا کے سوا علم تاویل کسی کو نہین دو محال سخت لازم آئے جسکا کوئی جواب نہین۔

ایک یہ کہ معاذ اللہ جناب رسولؐ خدا بھی عالم تاویل نہ رہے حالانکہ اُنسے بڑھکر کون عالم ہو سکتا ہے علم اُنکا علم لدُنّی ہے۔

دوسرے وہ حدیث نبوی غلط ہوئی جاتی ہے جسمین ارشاد ہے مخبر صادق کا کہ مین تنزیل پہ لڑتا ہون کفار تنزیل کے قائل نہین۔ یا علیؑ تم تاویل قرآن پر لڑوگے۔ یہ حدیث یقین دلا رہی ہے کہ امیر المومنین عالم ہین تاویل قرآن کے۔

بعد رحلت نبیؐ سب سے پہلا کام آپنے یہی کیا کہ قرآن پاک وقتاً فوقتاً جو بیس برس تک نازل ہوا جسکو عبداللہ بن مسعود وغیرہ صحابیون نے جسکو جتنا ملا لکھ لیا تھا آپ سے اعلم کون تھا کہ ہر آیت یہ کسوقت اور کس جگہ کس کی شان مین نازل ہوا اور کیا مطلب اسکا ہی

مجمل ہے یا نامکمل سخت محنت سے بہ ترتیب تنزیل ایک مجلد مین جمع فرما کر شائع کرنا چاہا۔ مگر ناقدر شناسون نے قبول نہ کیا انشاء اللہ قائم آل محمدؐ کا جب ظہور ہوگا تب اس قرآن کی اشاعت سے جہان پُر نور ہوگا۔

جام جہان نما ظلم سے لبریز ہو گیا اب جلد غرق ہونیوالا ہے جسکا حال خدا ہی جانتا ہے زمانہ پُر آشوب نظر آ رہا ہے جس کی اصلاح بہت دشوار ہے صاحب الامر علیہ السلام کا ہر دم انتظار ہے علائم ظہور اکثر ظاہر ہو کر آمد آمد کی خبر دے رہی ہین۔ تیغی نبیؐ کے قبضہ مین آکر ذوالفقار کا پانی ظلم و بدعت کی آگ کو بجھائے گا۔ رسولؐ اللہ کا نور مکہ مین جب چمکا اور علیؑ مرتضےٰ خدا کے گھر مین پیدا ہوئے شرک و کفر کی کالی آندھیان سیاہ غبار سے جہان کو تاریک کیے ہوئے تھین۔ ذوالفقار کے پانی سے کفر کا غبار فرو ہوا رب العزت نے اپنے نبیؐ کو مبعوث برسالت فرمایا پھر کچھ عرصے کے بعد یہ حکم محکم نازل فرمایا۔ یا ایھا المدثر قم فانذر۔ اے کملی اوڑھنے والے اُٹھ اور انذار کر۔ ایک انگریزی محقق نے بھی منصفانہ تحریر کے صفحہ پر حق نما تصویر اسکی کھینچی ہے۔

قم فانذر کا حکم جب آیا — بنی ہاشم کو پہلے جمع کیا
پھر ضیافت کے بعد کی تقریر — کلکِ قدرت کی خوشنما تصویر
اشرفِ خلق ناطق و عاقل — تم تھے یا ایسے بن گئے جاہل
حیف ہے پتھروں کو پوجتے ہو — کفر چھوڑو خدا پرست بنو
مین خدا کیطرف سے آیا ہون — اک شریعت جدید لایا ہون
چاہتا ہون ملے تمھین اعزاز — درسِ توحید پاکے ہو ممتاز
وحدہٗ لاشریک حق کو کہو — اور رسولؐ خدا مجھے جانو
کون ہے تم مین منچلا ایسا — دین حق مین بنے وزیر مرا
اور ہو معصوم صاحبِ اعجاز — دین و ایمان کا ہو مایۂ ناز
ہاشمی چپ تھے سُن کے یہ تقریر — متاثر ہوے جناب امیر
اس جگہ لکھ رہا ہے وہ انگریز — ناگہان ہونہار اک نوخیز
جوش مین آکے دو سے مین اُٹھا — جسکا اقبالِ جبہہ کہہ رہا تھا
انا فی الدین عضدک واللہ — میرے اس قول پہ خدا ہے گواہ

قدم پاک پہ فدا ہو سر ۔ جان و دل سے ہون ناصر و یاور
بندگی حق کی اور نبیؐ کی ولا ۔ دین و ایمان ہے مرا بخدا
دین حق مین وہی تھی پہلی عید ۔ جب ولیعہدی کی ہوئی تمہید
منصفو منکرین سے پوچھو ۔ حق کی تردید اہو آکے کرو
شب معراج جب گئے ہین نبیؐ ۔ اسکی تجدید تخلیہ مین ہوئی

جناب سید المرسلین اور امیر المومنین نے دین کا باغ لگایا اُسکی بہار نہ دیکھنے پائے اُسی کی نصرت مین جان بھی دیدیگئے۔ آپ کے بعد ظلم کی بادخزان نے جب اُسکو پامال کیا ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین نے اپنے خون سے اُسکو سینچا اُسی باغ کی نصرت مین تیغ جفا سے زہر دغا سے یہ سب شاہزادے شہید کیے گئے ایک حجت خدا دنیا مین باقی ہین وہ دین کی نصرت فرماتے ہین۔ علما ان آشیانون کے ذرے بھی دین کی نصرت مین تہ دل سے منہمک ہین اور اہل دین کے کام آتے ہین۔

اپنے آقا کا سنیے اب اعجاز

تاج العلما جناب مغفور ۔ تھے بحر علوم چشم بددور
سمجھے سے وہ اسکو نقل کرکے ۔ اس معجزہ کا بیان ہین لکھتے
بحرین کا حکمران و سلطان ۔ تھا ضد و خلاف اہل ایمان
عباؔ پہ جہان وزیر اُس کا ۔ تھا ثانی عمرو عاص گویا
مٹی کا بنا کے اُس نے سانچا ۔ مضمون ستم نیا تراشا
نام اُسمین فلان فلان کے لکھکر ۔ کندہ کیے اُسنے لے کے نشتر
اُس کے مابین جو خلا تھا ۔ گلنار شگوفہ تازہ چھوڑا
شگون کی نہ کوئی انتہا تھی ۔ تا آمد و شد رہے ہوا کی
پختہ ہوا جب انار بڑھ کر ۔ قالب کے حروف اُبھرے اُسپر
لکھا ہوا نام تھا ہر اک کا ۔ قدرت کے قلم سے صاف گویا
سلطان کے پاس لے کے پہونچا ۔ دیکھا جو یہ سحر سامری کا
فق ہو گیا رنگ اہل دربار ۔ دل سے ہوے معتقد طرفدار
کی عرض جہان پناہ اس کو ۔ انصاف کی اب نظر سے دیکھو

بیان انکی ہو جلد اُن کی تصنیف ۔ ہے قابل ہے زبان لطف و لطیف

یہ معجزہ ہے خدا کی قدرت
بھڑکا یہ محسن کے شعلۂ نار
بلوائے گئے بقہر دلگیر
اس معجزہ کا جواب یا دو
خاموش تھے سب بہ رنگ تصویر
کافی مہلت اب ہمکو دیجے
دربار سے بیقرار نکلے
یہاں آن کے مشورہ یہ ٹھہرا
جو دہ ساقی ہیں جو ہمارے
جواب ہیں امام دو جہان کے
یہ کہتے ہی جستجو میں نکلا
دن رہ گئے وعدہ کے جو دو چار
از بہر نبیؐ و آلِ اطہار
اک آنکھیں اسیر کرب مضطر
کہتا تھا مدد کو آؤ آقا
آخر سن لی خدا نے فریاد
فرمایا نہ بے قرار اب ہو
دیوانہ وزیر کے محل میں
گوشہ میں فلاں طرف ہیں رکھے
ایسا ہی کیا کہ جب ملا یا
یہ شعبدہ کھل گیا جو اک بار
عیار وزیر خر بگل تھا
اس معجزہ کی یہ دیکھیے شان
ملتے تھے گلو سے ہنس کے مومن
امداد سے صاحب الزمان کی

غازہ کش ابروئے خلافت
تنور غضب بنا وہ دربار
دکھلائے انار کی یہ تقریر
یا قتل ہو یا یہ دین چھوڑو
آخر کی لب ادب سے تقریر
تا اسکا جواب دین سمجھ کے
روتے روتے زار زار نکلے
شہ کے لطف پہ ہے تکیہ
سرشار ہے دلا ہیں ان کے
فریادی ہو صاحب زمان سے
منھ اٹھ گیا جسطرف کو جسکا
کرتے تھے دعا خدا سے دیندار
اس ظلم سے دے نجات غفار
منھ خاک پہ رکھ کے اور رو کر
ہم بیکسوں کو بچا لو آقا
کی حجت کبریا نے امداد
دربار میں جب بلائیں تمکو
دہ آئیو زن سے ایک پل میں
لے آئیو سانچوں کو جھپٹ کے
قالب پہ اٹھا کے جب دکھلایا
ہک دھک سب گئے جفا کار
چالاکی پہ اپنی منفعل تھا
مومن ہوا جان و دل سے سلطان
بشاش تھے عید کا تھا وہ دن
حل ہوتی ہیں مشکلیں جہان کی

رحمت کا قدم جو درمیان ہے ‌ ‌ ‌ تہار کے قہر سے امان ہے

خدا کی حجت تا قیامت زمین پر قائم رہیگی آیت اللہ حجت اللہ حضرت صاحب الامر سلام اللہ علیہ اس زمانہ کے امام ناظر احوال ہین ہم سب کے اور ناصر ہین دین حق کے اکثر معجزات آپکے مشہور ہین بحکم خدا دشمنون کی نظر سے غائب ہین زندہ اور سلطان عادل حکمران ہین زمانہ کے مصلحت الٰہیہ جب ہوگی ظہور فرمائینگے اور آپکے آبائے طاہرین بھی سب زندہ ہین شہدائے راہ خدا ہین اور سب کے اعمال کردہ بھی دیکھ رہے ہین اسکی خبر کتاب خدا مین ہے سیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون ؀

غائر نظر سے دیکھیے کوئی انتہا ہے ظلم کی ظالمون کا یہی معمول رہا ہے کہ مظلوم کے مرجانے کے بعد پھر کچھ تعرض نہین کرتے لیکن لعنت خدا ہو ان ظالمون پر کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر بعد شہادت بھی ظلم و جفا مستمر ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام کے روضۂ اطہر پر مُرّہ ظلم کرنے کو آیا تھا جلال حیدری دیکھیے صاحب ذوالفقار کے مزار سے دو انگلیان نکلین ظالم کے دو ٹکڑے کر دیے۔

یا دیکھیے ظلم متوکل کا جس نے مظلوم کربلا کے مرقد اطہر پر ظلم عظیم کیا بیلون اور گدھون کو قلبہ رانی کیلیے ہر چند مار مار کر ہنکایا مگر وہ آگے نہ بڑھے پیچھے کو بھاگتے تھے مطلب یہ تھا کہ یہان زراعت ہو کر نشان قبر اطہر کا نہ رہے۔

ہاے کیا ظلم عظیم ہے ایک معمولی مسلمان کا نبش قبر بھی شرعاً حرام ہے امام کونین کے مزار اقدس پر یہ ظلم اور بے ادبی کیجائے اور تختہ زمین کا ان بیحیا ظالمون اور بے غیرت جفا کارون پر الٹ نہ دیا جائے۔ اے منتقم کون تیری مصلحت سمجھ سکتا ہے کہ انتقام مین کس لیے تاخیر ہوئی۔

آپنے سنا کہ بیل اور گدھے آگے نہ بڑھے اسکی نظیر جناب موسےؑ کے عہد مین بھی پائی گئی ہے حضرت کلیم اللہ لشکر لیکر کسی بادشاہ ظالم سے لڑنے کو چلے بلعم باعور ایک عابد و زاہد اس عہد مین مستجاب الدعا مشہور تھا بادشاہ نے اسکو بلوا کر کہا کہ بالاے کوہ جا کر دعا کر کہ میرے لشکر کی فتح اور جناب موسےؑ کے لشکر کی شکست ہو۔ اُس نے اول بہت انکار کیا آخر ظالم کے قہر سے مجبور تھا چاہا کہ الاغ پر سوار ہو کر پہاڑ کی طرف جائے الاغ زمین پر گر پڑا اور کسی طرح نہ اٹھا جب بہت مارا تو بقدرت خدا

گویا ہوا کہ اے بلعم شرم کر خوف خدا سے ڈر نبی کے لیے دعاے بد کرنے کو جاتا ہے تو مجھ کو بجبر لیے جاتا ہے اور فرشتے منع کرتے ہیں جانے سے۔

واعبرتاہ۔ جانور عقل نہیں رکھتے مگر معرفت خدا و نبی و امام و حلال و حرام کا ادراک انکو بھی ہے ڈرتے ہیں قہر خدا سے۔ ہاے یہ عبد شیطان بندۂ زر عاقل ہوکر مرتکب اس ظلم کے ہوے ارض و سما جس سے تھرا گئے اور آج تک اصرار و استمرار ہے رسول خدا اور ان کے اہلبیت رحمۃ للعالمین اور سید العابدین ہیں اور جناب اقدس و اعلے مظلوموں کے صبر ظالموں کے جبر کا امتحان کر رہا ہے۔

العظمۃ للّٰہ گاو خر کا قدم نہ بڑھا تو مزار اطہر کیطرف ایک نہر کاٹ دیگئی کہ مرقد انور سیلاب سے فنا ہو جاے نشان باقی نہ رہے۔ پانی روضۂ اقدس کے گرد حیران پھرتا تھا آگے نہ بڑھتا تھا اسیو جہ سے اس مقام کا نام حائر ہے ضریح اقدس سے پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہے یہاں نماز پڑھنے ثواب زیادہ ہے تحت قبہ حسینیہ مومن کی دعا قبول ہوتی ہے حقتعالے ہر مومن کو مظلوم کربلا کی زیارت اور حائر کے مقام میں دعا و نماز کا شرف عطا فرماے عجب مرتبہ ہے زوار کا زائر مرجاتا ہے تو امام حسین علیہ السلام شب اول خود اس کی زیارت کو تشریف لاتے ہیں۔ پانی گویا شرم و خجالت سے پانی پانی ہوگیا آگے نہ بڑھا۔ ہاے یہ وہی پانی ہے جس کے لیے بازو جناب عباس کے نہر علقمہ پر قلم ہوگئے مظلوم کربلا دونوں ہاتھوں سے کمر پکڑے ہوے وا عباساہ کہکر روتے تھے۔ ہاے یہ وہی پانی ہے کہ روز عاشورا جس کے لیے ننھے ننھے بچے حسین کے ہاتھوں میں خالی کوزے لیے ہوے العطش العطش کہکر بسمل کیطرح خاک پر تڑپتے تھے۔ ہاے یہ وہی پانی ہے جسکی خاطر جناب علی اصغر تشنہ جگر تیر کھا کر نہر لبن کو سدھارے گود جناب رباب کی خالی ہوگئی۔ ہاے یہ وہی پانی ہے جسکے نہ ملنے سے ہمارے آقا کی زبان خشک ہوگئی تھی۔ پانی بھی آگے نہ بڑھا اور کسیطرح نشانِ قبر اطہر محو نہ ہوسکا تو وہ ملاعنہ زائروں کے دست و پا کاٹنے لگے۔

جمال شقی کے ظلم کا تصور تو آپ نے کیا ہوگا جسکو دیکھکر سیدہ بیتاب ہوکر روتی ہیں کیا آپ اپنی شہزادی کو پرسا نہ دینگے۔

اللّٰہ اکبر اب دیکھیے شوق زیارت زائران سید الشہدا کا۔

مشہور ہے کہ ایک مومن پاک اعتقاد ہر مرتبہ زیارت کو گیا اور اپنے دست و پا سب

تصدق کر دیے ؎

اے غلامان خمسۂ نجبا　　دیکھیے امتحان مودت کا

پانچویں مرتبہ جمال کے ذریعے سے آیا اور کہا اب سر میرا حاضر ہے اسکو بھی قلم کر ڈالو۔
جب دیکھا ظالموں نے کہ زائر سر بکف شوق زیارت میں چلے آتے ہیں کسیطرح نہیں رکتے ناداروں کے روکنے کو مال و زر کا جزیہ مقرر کیا کبھی آپنے دیکھا ہوگا ترکی حکومت میں قرنطینہ اُسکا نمونہ تھا۔

ایک ضعیفہ نادار محتاج زیارت کو گئی لب دریا محکمۂ جزیہ کا افسر کرسی پر بیٹھا ہے قدم اُسکا حاضر ہیں ضعیفہ نے زر جزیہ پیش کیا محصل نے پوچھا اے نادار یہ رقم کہاں سے لائی۔ اُس نے کہا بیٹا چکیاں پیسیں چرخہ کاتا فاقے کیے بڑی محنت مشقت سے یہ پیسہ جمع کیا ہے مظلوم کی زیارت کرنے آئی ہوں۔ ناری یہ سنکر جلگیا تو آسوں کو حکم دیا کہ اس ضعیفہ کو اُٹھا کر دریا میں ڈالدو فریاد و زاری اُس نے کی روضۂ اقدس کیطرف دیکھکر بیتاب ہوکر رودی اور بزبان استغاثہ رو کر کہنے لگی اے مظلوم شاہزادے میرے خونزادے آپ گواہ رہیے کہ یہ لونڈی غریب و بیکس بیجرم و بیخطا آپ کی محبت میں جبراً غرق دریا کی جاتی ہے اور اپنے خدا کے سوا کوئی فریادرس اور حامی و مددگار نہیں رکھتی جو ان ظالموں کے ظلم و جفا سے مجھ بیکس کو بچائے اس بیکسی و تنہائی کے عالم میں میری نصرت اور مدد کو آئے۔

ہائے کون اس غریب الوطن زائرہ کو ظالموں کے ظلم سے بچاتا اور اُسکی مدد کو آتا ہر چند زائرہ نے فریاد کی بیرحموں نے مطلق اُسکے حال پر رحم نہ کھایا اور اُس مظلومہ کو دریا میں پھینکدیا۔ غوطہ کھا کر جب اُس نے سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک جوان صالح لب دریا جلوہ فرما ہیں آپنے آہستہ با احترام سنبھال کر ضعیفہ کو دریا کے کنارے کھڑا کر دیا۔

ضعیفہ دعائیں دیکر کہنے لگی کہ آپ کون ہیں اس مصیبت اور بیکسی کے وقت میں میری مدد فرمائی اور غرق ہونے کے مہلکہ اور گرداب فنا سے رہائی مجھ کو دی اپنے ہاتھ مجھ کو دیجیے کہ اُن پر بوسہ دوں۔

آہ آہ فرمایا اے ضعیفہ بروز عاشورا تیرے آقا پر دونوں ہاتھ نثار ہو گئے ہیں وہی ہوں جسکا علم عزاخانہ میں رکھتی ہے اسوقت جو تو نے فریاد کی میں تیرے آقا کی خدمت میں حاضر تھا حضرت بیتاب ہو گئے اور فرمایا اے بھیا جلد جاؤ میری زائرہ کو بچاؤ۔ اب تو

آنکھیں بند کر کہ میں تجھکو روضۂ اقدس پر پہونچا دوں۔ اب جو آنکھ کھولی دیکھا نہ وہ جوان نہ دریا روضۂ اطہر پیش نظر ہے دوڑ کر ضریح اقدس سے لپٹ گئی حضرت نے بااعجاز مدد فرمائی۔
الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

الھدیۃ الحادیۃ عشر

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانک ما اعظم شانک نحمدک یا اللہ یا حق یا احد یا واحد یا صمد یا واجب الوجود یا محمود یا معبود۔ انت رب العلمین ارحم الراحمین مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین۔ ونصلی علی حبیبک سید الانبیاء والمرسلین محمد وعترتہ الہامین الطیبین الطاہرین المعصومین سیما علی سمیک اخی نبیک مولٰنا امیر المومنین سید الوصیین قامع رؤس الکفرۃ الفجرۃ والمشرکین۔
ونلعن علی اعدائک واعدائہم اجمعین ؁

حق تعالٰے قرآن میں سورۂ رحمٰن میں فرماتا ہے فبای الاء ربکما تکذبان ؁ تم دونوں اپنے پروردگار کی کونسی نعمت کی تکذیب کرتے ہو۔ ظاہرا جن وانس کیطرف خطاب ہے باطنا بعض منافقین پر عتاب ہے۔
نعمائے الٰہیہ بے تعداد ہیں یہاں خاص رسول خدا اور جناب امیر علیہما السلام مراد ہیں۔
واسفاہ۔ فضائل عترۃ نبویہ زیور تھا عرائس قرآنیہ کا زمانہ کی دستبرد نے لوٹ لیا ایک قاری تلاوت کرتا ہے واجعلنا للمتقین اماما ؁ یعنے ہمکو پرہیزگاروں کا امام بنا دے۔ معصوم نے سنکر فرمایا بڑی جسارت کی اس سے کسی نے پوچھا ودی فداک تنزیل کیا ہے فرمایا واجعل لنا من المتقین اماما ؁

چمنستان دہر میں ہر سو | حمد اور نعت و منقبت کی بو
بس کہ ہر ہر روش ہے عطرفشاں | بارک اللہ مہک رہا ہے جہان

اک مصلا ہے یہ زمین گویا
پاک نیت سے دیکھین اہل نظر
ہین بہائم رکوع مین موجود
زمزمہ طیر کا ہے ذکر خدا
ربنا اللہ وھو خالقنا
رنگ لایا ہے طرفہ صحن چمن
سبز گلفرش سا بچھے
کوئی ہے سرخ اور کوئی زرد
ہے عجب رنگ شاہدان چمن
شوخیون پر ہے حسن گل کی بہار
یہ مرقع یہ دل کشا منظر
سبزہ مین سب حدوث کی ہے لہک
کسی واجب نے جب کیا پیدا
اپنی علت ہون آپ یہ ہے محال
ہے وہی واجب الوجود خدا
کئی واجب جو نہین ہوتے اگر
لامحالہ ہر اک تھا ناکافی
جو ہو ناقص خدا نہین عاقل
اور ہر ایک ہو اگر کافی
وحدہٗ لاشریک جب وہ ہوا
متعدد ہین ظلم کے انحاء
حسن اور قبح عقلی بھی اسکو
اور نبوت امامت اور معاد
ہین مکلف عباد جب اسکے
ہوا اصول و فروع کی تدریس

اور مرقع نماز کا ہے کھلا
کہ ہین محو قیام کوہ و شجر
حشرات زمین ہین سربسجود
یہی تسبیح کر رہے ہین ادا
وحدہ لاشریک رازقنا
کسی گلچین کا ہے مگر دامن
کہ ہے مملو شگفتہ پھولون سے
چاندنی سیوطی ہے اور گل زرد
دلفریبانہ قدرتی نقشین
ہین عنادل ہزار جان سے نثار
اپنے صانع کی دے رہا ہے خبر
اور ہے امکان کی گلومین تہک
تب عدم سے ہوا وجود ان کا
لازم آتا ہے دور کا اشکال
ایک ہے اسکی ذات ہے یکتا
کرتے پیدا وہ سب کو مل جل کر
نقص کی یہ دلیل ہے شافی
کیونکہ واجب کی ذات ہے کامل
کیا ضرورت ہے پھر تعدد کی
اسکو عادل ہی جانین گے عقلا
عین واجب وہ ہو نہین سکتا
ظلم سے پاک کہتا ہے دیکھو
مقتضا عدل کا ہین رکھیے یاد
انبیا اور ائمہ بھیجے گئے
ہر مکلف کا امتحان ہو نفیس

ہے قیامت کا روز جائزہ کا | اور خلد بریں ہے عمدہ صلہ
طرفہ نظارہ اب ہے مدِ نظر | ہو اثر جس کی سیر کا دل پر
اصطلاحات کا نیا گلزار | دیکھیے پُر فضا ہے جس کی بہار
جانِ عرفان جس سے ہو تازہ | روے تحقیق کا بنے غازہ
تازہ و تر ہیں جیسے پھول و پھل | نص و ظاہر مأوّل و مجمل
لفظ و معنی ہوں ایک دونوں اگر | اسکو نص کہتے ہیں سب اہل نظر
دو ہوں معنی لفظ اگر ماہر | راجح انمیں جو ہے وہ ہے ظاہر
جو ہے مرجوح وہ مأوّل ہے | اور مأوّل سے ظاہر افضل ہے
متساوی ہوں دونوں معنے اگر | ہے وہ مجمل سُن لے بنگہ منظر
نص و ظاہر میں مشترک ہے جو | کہتے ہیں محکم اہل علم اُس کو
مشترک مجمل و مأوّل کا | متشابہ ہے اور ان سے دانا
علم تاویل ذوالجلال کو ہے | یا نبی اور اُن کی آل کو ہے
متشابہ ہے انھیں کی نظر | سب ہیں اغیار انکے دست نگر
گل چنے ہیں حدیث و قرآن سے | ہیں عنادل سب اہل علم انکے
قم خراسان عراق ہے گلزار | ہے وہاں انکے زمزموں کی بہار

حقتعالے نے اپنے خلیل کو ولایت نبوت خُلّت رسالت کے بعد امامت کا خلعتِ فاخرہ بھی عطا فرمایا۔ امامت کے دو معنی ہیں۔ ایک نیابت نبوت و رسالت کی بالمعنے الاخص دوسرے ریاستِ عامہ پیشواے خلائق ہونا یہ سب سے بالاتر ہے بالمعنے الاعم۔

ارشاد فرماتا ہے اِنّی جاعلک للناس اماما۔ ہم تمکو پیشواے خلائق بنانا چاہتے ہیں۔ آپ نے ادب کی زبان سے عرض کیا و مِن ذُرّیتی کیا یہ عہدہ میری ذریت کو بھی عطا ہوگا۔ زبان قدرت سے جواب آیا لاینال عھدی الظالمون۔

احتجاج طبرسی میں امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرا عہد ظالموں کو نہ پہونچیگا جسکا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ انبیا و اولیا کے سپرد کیا جاتا ہے وہ ظالموں کو نہیں دیا جا سکتا جو نجاست کفر و شرک میں مبتلا ہو چکے ہوں اسلیے کہ شرک کو خود خدا تعالیٰ ظلم عظیم فرماتا ہے اِنّ الشرک لظلم عظیم۔ پس ابراہیم علیہ السلام جب یہ سمجھ گئے کہ امامت کا

عہدہ بت پرست نہین پاسکین گے تو اُنھون نے خدا سے یہ دعا کی واجنبنی وبنیَّ اَنْ نعبدَ الاصنام ۵ مجھکو اور میری ذریت کو بُت پرستی کرنے سے بچا۔

آمالی مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے اسی روایت کے قریب قریب منقول ہے جسکے آخر مین یہ فرمایا کہ جناب براہیمؑ کی یہ دعا مجھ تک اور میرے بھائی علیؑ تک پہونچی کہ ہم دونو مین سے کسی ایک نے بھی کبھی بت کو سجدہ نہین کیا پس اللہ تعالی نے مجھے نبی بنایا اور میرے بھائی علیؑ کو وصی قرار دیا۔

احتجاج سے یقین ہوگیا کہ نبی کی دعا مستجاب ہے خواص اولاد مین مشرک بُت پرست کافر کوئی نہین ہے۔ حبیبؐ کبریا نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ ہمارے اجداد شریعتِ خلیلیہ کے عامل سب مسلمان تھے۔

ان احادیث سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ اولاد اسمعیلؑ کے سوا اور کفار بھی سب ظالم ہین کیونکہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے والکافرون ھمُ الظالمون ۵ پس مشرکین کسیطرح امامت کا استحقاق نہین رکھتے آب جو کچھ مین عرض کرتا ہون عارفانہ حکیمانہ عقل کے صفحہ پر نمایان تصویر کھینچکر عا دلانہ خوب گہری نظر ڈالکر اُسکو دیکھیے جناب امیر علیہ السلام کا نام جب لیا جاتا ہے شیعہ علیہ السلام کہتے ہین اور اہل سنت کرّمَ اللہُ وجہہ کہتے ہین یعنے بزرگ کیا ہے اللہ نے اُنکے چہرہ کو انکی پیشانی کبھی بتون کے سجدے مین نہین جھکی۔ بزم میلاد مین فخریہ پڑھتے ہین کہ انکی مادر گرامی جب خانۂ کعبہ مین گئین ید اللہ نے اپنے دونون پائے مبارک شکم مادر مین تان دیے کہ وہ معظمہ بت کے سجدہ مین کبھی جھک ہی نہ سکین۔ ایمان اسکا نام ہے۔

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

جو مولود دنیا پیدا ہوتا تھا ابوجہل ملعون خاک پائے اصنام کا سرمہ آنکھون مین اُس کی لگاتا تھا اُسکو لیجاکر سجدہ بتون کا کرواتا تھا ۵

نور حق جب کعبہ مین چمکا حسب معمول وہ لعین آیا

اور چاہا کہ آپ کی آنکھون مین وہی سرمہ لگاکے لیجاکر بتون کو سجدہ کرآئے ید اللہ نے ایسا طمانچہ اُس لعین کے منھ پر مارا کہ گردن اُس کی کج ہوگئی مدۃ العمر وہ کجی نہ گئی۔

الحق یعلو ولا یُعلیٰ نبیؐ نے آکر جب اپنی گود مین لیا آنکھین کھولدین سب سے پہلے نبیؐ کا منھ دیکھا لعاب زبانِ نبیؐ چوسا ۵

تھی یہ دنیا میں پہلی ان کی غذا　　اور قرآن حق زبان سے پڑھا

تفسیر قمی علیہ الرحمہ میں قصہ جناب ابراہیم علیہ السلام کا خلاصہ دیکھیے کہ جب اُن جناب نے مشرکین کو بتوں کی عبادت سے باز رکھنا چاہا اور اپنی حجت اُن پر قائم کر دی مگر وہ باز نہ آئے اور اُنکی کوئی عید آئی وہ نمرود کے ساتھ باہر گئے تو ایک تبر ولا اور کھانا لیکر بتخانہ میں آپ پہونچے ہر بت کے سامنے کھانا رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسے کھا یا مجھے جواب دے جواب نہ ملا تو کسی کا ہاتھ کسی کا پاؤں کسی کا سر توڑ کر سب بتوں کی درگت بنائی مگر بڑے بت کو جو صدر میں تھا یونہی رہنے دیا اور بسولا اُسکی گردن میں لٹکا دیا جب وہ بت پرست میلے سے پھر کر آئے تو ذلت کی حالت دیکھکر افسوسناک زبان سے کہنے لگے ہمارے معبودوں پر یہ ظلم کس نے کیا ان سے پوچھا اے ابراہیم کیا تم نے ایسا کیا۔

فرمایا نہیں بل فعلہ کبیرھم انہیں جو بڑا بت ہے اُس نے ایسا کیا ہے اُس سے پوچھو۔

کہا گیا بت کہیں بولتے ہیں۔

فرمایا جب یہ بولنے کی لیاقت نہیں رکھتے تو انکی پرستش کیوں کرتے ہو۔ غصے اُن کے بتہ ہوگئے پھر اُن ظالموں نے آگ میں اُن جناب کو ڈالا ایک طولانی اسکا قصہ ہے۔

اللہ اکبر۔ جناب خلیلؑ نے بالکتمان کفش کاری بتوں کی فرمائی۔ امیر المومنینؑ نے باعلان دوش نبیؐ پر چڑھکر خدا کے گھر میں بتوں کو توڑا۔

دادا کا وہ قصہ ہے یہ پوتے کا فسانہ　　آویزہ حیرت ہے پئے گوش زمانہ

جناب رب العزت ارشاد فرماتا ہے اِنَّ من شیعتہ لابراھیم جناب خلیل اللہ علیہ السلام بنائے کعبہ کی تعمیر پر مامور ہیں دونوں باپ بیٹے تہ دل سے امتثال حکم کر رہے ہیں دیواریں بلند ہوتی جاتی ہیں اور یہ اپنے اعلائے مرتبہ کی دعائیں کر رہے ہیں ادھر سے بار بار دعا اُدھر سے لطف و عطا آخر حکم ہوا کہ تم تو ایسی نازش کرتے ہو کہ شیعیان علیؑ میں کسی گرسنہ کو کھانا کھلایا یا کسی برہنہ کو لباس پہنایا۔ تب انھوں نے صمیم قلب سے دعا کی کہ الٰہی سیدی مجھ کو بھی شیعیان علیؑ میں داخل فرما۔ دعا آپ کی قبول ہوئی ارشاد فرماتا ہے اِنَّ من شیعتہ لابراھیم۔

خانۂ کعبہ جب بنکر تیار ہو گیا حکم ہوا کہ اب ندا کرو میرے بندوں کو کہ وہ ہر طرف سے حج کرنے کو حاضر ہوں عرض کیا کہ میری آواز کیا تمام عالم میں پہونچ سکتی ہے۔

فرمایا تم ندا کرو یہ کام تمہارا ہے اور سب جگہ آواز کو پہونچا دینا یہ ہمارا کام ہے۔
جس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کرتے تھے اور وہ باعجاز ضرورت کے موافق بلند ہوتا تھا اُسپر کھڑے ہوئے اور وہ کوہ ابوقبیس سے بھی زیادہ بلند ہوا ندا کی آپؑ نے کہ اے گروہ خلائق جسکو استطاعت ہو خانہ کعبہ کے حج کو چلو۔ قدرتِ الٰہیہ کی کوئی حد نہیں ہے اسکی قدرت سے یہ ندا تمام عالم میں پہونچی۔ ارواح جو اصلاب پدر اور ارحام مادر میں تھے انھوں نے لبیک کہی جس نے جتنی مرتبہ لبیک کہی ہے اُتنی مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوگا بروایتے ننانوے برس کے سن میں جناب اسمٰعیلؑ اور ایکسو بارہ برس کی عمر میں جناب اسحاقؑ علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں یہ اور انکی اولاد انکے بیٹے پوتے ہمیشہ اسلام کی ترقی و اشاعت اور مرتے وقت اسکی حفاظت کی وصیت فرماتے رہے ہمارے حضورؐ نے بھی حفاظت اسلام کی وصیت امیر المؤمنین سے فرمائی ہے۔ (رحمت نمبر یہ یہاں مرتبط ہے)
ایک ندا کا حال آپ نے سُنا اب دوسری ندا کا حال سُنیئے اُمت نوحؑ کی نافرمانی جب حد سے گذر گئی ساکھو کے بیج بوئے گئے درخت جوان ہو کشتی سالہا سال میں بنی ہوا اسنے درخت لاکر بھر دیے جملہ سامان جمع ہو کر حکم خدا ہوا کہ سوار ہونیوالوں کو پکارو جناب نوحؑ نے باآواز بلند ندا کی۔ ھلموا الی رکوب السفینۃ چلو کشتی پر سوار ہونے کے لیے بحکم کارساز آواز بالائے ہوا ہر جگہ گونج اُٹھی اور لوگ سوار ہونے لگے۔ بھیڑ کو چڑھاتے تھے گروہ بے عقلی سے سوار نہوتی تھی جھڑک کر فرمایا شیطان سوار ہو جب سب سوار ہو لیے اطراف و جوانب پر نظر فرمائی دیکھا شیطان ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا ہے پوچھا تجھ کو کس نے سوار کیا کہا آپ ہی نے تو حکم دیا۔ کہنے لگا اب دو کلمے نصیحت کے سن لیجیے۔ فرمایا یہ امتحان کا وقت ہے حکم ہوا کہ نصیحت اگرچہ دشمن ہی کی زبان سے ہو ضرور سنو۔ حرص کبھی نہ کرنا لان الحرص اخرج اباک عن الجنۃ اسلیے کہ حرص نے آپ کے پدر عالی وقار کو بہشت سے جدا کیا۔
حسد کبھی نہ کرنا لان الحسد اخرجنی عن الجنۃ حسد نے مجھ کو جنت سے نکالا۔
ایک بوڑھیا کے تنور سے پانی نکلنا شروع ہوا تمام عالم غرق ہو گیا۔ آسمان سے بجائے قطروں کے چادر پانی کی گرتی تھی۔ چھ مہینے تک پانی برسا اندھیارا بلا کا تھا۔
کشتی طوفانی ہو کر کروٹیں لینے لگی۔ فریاد کی آپؑ نے الٰہی وسیدی یہ کون مقام ہے کشتی میری غرق ہوئی جاتی ہے۔

ارشاد ہوا کہ یہ فضائے کربلا ہے اسی سرزمین پر کشتی آل محمدؐ دریائے خون مین غرق ہوگی دعا کی بار الٰہا بحق محمدؐ و آل محمدؐ میری کشتی کو غرق ہونے سے بچا۔ حق تعالے نے دعا آپ کی قبول فرمائی۔

ایک حکم نافذ ہوا کہ ہمارے دوست کی کشتی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرے گی۔ بلند پہاڑ غرور مین تھے کوہ جودی نے یہ خیال کیا کہ مین سب سے پست ہون اعزاز کے لائق کب ہون۔ انکسار اُسکا خدا کو پسند آیا کشتی اُسپر آکر ٹھہری۔ طوفان کا مطلع صاف ہونیلگا حکم ہوا اے آسمان تھم جا اے زمین اپنے پانی کو نگل جا۔

آہ آہ حق تعالے نے جسکی خبر جناب نوحؑ کو دی تھی جب اُسکا وقت قریب آیا یعنی دوسری محرم کو وارد دشت نینوا ہوئے مرکب راکب دوش رسولؐ کا چلنے سے رُک گیا آپ نے مُڑ کر ہمراہیون سے نام اُس زمین کا پوچھا کسی نے دشت نینوا کسی نے غاضریہ کسی نے ماریہ بتلایا فرمایا کوئی اور بھی نام ہے اسکا۔

ایک شخص نے کہا دشت کربلا اسکا نام ہے کربلا کا نام سُنتے ہی گھوڑے سے اُترے ایک مُشتِ خاک اُٹھا کر سونگھی اور فرمایا بس سفر ہمارا تمام ہوا آگے نہ جائینگے جمالون نے خیمے استادہ کیے اہل حرم محملون سے اُترے۔ ایک کرسی پر آپ جلوہ فرما ہین۔ اندر زمینداردن کو بُلوا کر فرمایا بخوشی اگر اس زمین کو بیع کرو تو ہم چاہتے ہین کہ ایک بستی بسا کر یہان رہین سب نے عرض کیا کہ ہم غلام آپکے ہین زمین بھی آپ کی ہے۔ مگر یا ابن رسول اللہ یہان سے

انبیائے سلف سے جو گذرا ۔۔۔ وہ ہوا مبتلائے کرب و بلا

جناب آدمؑ کے پاؤنمین ٹھوکر لگی لہو جاری ہوا۔ جناب خلیلؑ گھوڑے سے گرے گو نہ ہو سکا۔

فرمایا جو مشیت حق مین گذرا ہے وہ ہوگا۔ ساٹھ ہزار درہم کو چار میل تک مول لیکر وہ زمین اُنکے نام ہبہ کردی۔ ہبہ کے شرائط یہ تھے۔

اول یہ کہ ہمارے مزار سالم رکھنا۔ دوسرے زائرونکو پتہ ہماری قبر کا بتادینا۔ تیسرے ہمارے زائرکو تین دن اپنا مہمان رکھنا۔

ہائے وہ ظالم جب شمع ایمان کو خاموش کرچکے ایک دن ٹھہر کر اپنے کشتونکو نماز پڑھکر

دفن کیا شہدا کی لاشوں کو بے دفن و کفن چھوڑ کر چلے گئے۔

کربلا جا کر دیکھیے جب کوئی مسافر مر جاتا ہے مومنین تجہیز و تکفین فرماتے ہیں منادی ندا کرتا ہے مات الغریب الصلوٰۃ ایک مسافر مر گیا ہے آؤ اس کے جنازہ پر نماز پڑھو ہائے اگر یہ نہیں کہہ سکے کہ ہم نے بہ ظلم و جفا رسول اللہ کے فرزند کو تین رات دن کا پیاسا ذبح کر ڈالا۔ کاش یہی کہتے کہ ایک غریب الوطن سید سر حد اسلام میں مر گیا ہے۔ اے مسلمانوں سب جمع ہو کر اسکی نماز میت پڑھوا ور دفن کر دو۔

یاد کیجیے کہ دوسری محرم کو جب اہل حرم محملوں سے اُترے ہیں کیا اہتمام پردے کا تھا اور مدینے میں محملوں میں جب سوار کیا ہے کیا اہتمام تھا اور بعد شہادۃ سید الشہدا ناقہای بے فرش پر جب اُنکو سوار کیا ہے اُسوقت کیا حال تھا۔

(یہ مقام بسط کلام کا ہے ذاکر کو اُسکا خیال رہے)

تیسری ندا ادرسن لیجیے اسپر ختم دعا ہے۔ واقعہ کربلا ایسا شور انگیز نہ تھا کہ اسلامی دنیا میں جس سے زلزلہ نہ پڑ جائے۔ یزید نے کچھ سوچکر مدت کے بعد اہل حرم کو قید سے رہا کیا اول اجازت لیکر کہ ہم تیری فوج کے خوف سے جی بھر کر اپنے شہیدوں کو نہیں روئے مجلس عزا برپا کی پھر سیاہ محملوں میں سوار ہو کر براہ کربلا مدینہ کا سفر کیا۔

اللہ اکبر جس روز کربلائے معلّٰی پہونچے ہیں اُسی روز جابر بن عبد اللہ انصاری جو آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے مدینے سے بقصد زیارت حاضر ہوئے ہیں۔ عجب کہرام تھا قبر اطہر سے لپٹ کر روتے تھے اور بیقرار تھے وہ گریۂ و زاری اور بیتابی کی حالت اور قبر اطہر سے ہر ایک کا رخصت ہونا ایسا دردناک منظر تھا جسکا تصور آجتک دلوں پر مصیبت کا اثر ڈال رہا ہے سیدؑ الصابرین نے ہر ایک کو سمجھا کر صبر دلایا اور وہاں سے مرخص فرمایا۔

مدینہ جب قریب رہ گیا تو شہزادیاں بیتاب ہو کر روتی تھیں اور نوحہ جان گزا پڑھتی تھیں کہ اے مدینۂ رسولؐ یہ منھ تیرے دکھلانے کے لائق نہیں ہے تیرے بادشاہ کو ہم کھو کر آئے ہیں خاندانِ زہراؑ سب ایک دشت میں ذبح ہو گیا۔

یہ سب عزادار ایک خیمہ میں رو رہے ہیں سیدؑ الساجدین نے بشیر کو حکم دیا کہ اہل شہر کو ہمارے آنے کی خبر کر دے بشیر محلۂ بنی ہاشم میں جب پہونچا ہے رسولؐ خدا اور امام حسینؑ کا

زمانہ یاد آگیا بے اختیار ہو کر رو کر فریاد کرنے لگا۔

یا اھل یثرب لا مقام لکم بھا قتل الحسین فادمعی مدرار

اے اہل یثرب مدینہ میں رہنے کا کوئی لطف نہ رہا تمھارا بادشاہ بظلم ذبح کر دیا گیا آنسو میرے جاری ہیں۔

الجسم منہ بکربلاء مضرج والراس منہ علی القناۃ یدار

جسم انور خاک کربلا پر خون میں غلطاں رہا اور سر اطہر نوک نیزہ پر شہر بشہر پھرا گیا ہائے اس آواز کو سنتے ہی مرد و زن بیتاب ہو کر بشدت روتے ہوئے اور سینہ و سر پیٹتے اپنے گھروں سے نکل پڑے ہر طرف کہرام مچ گیا شور آہ و فریاد بلند تھا۔

محمد حنفیہ بستر علالت پر پڑے ہوئے پوچھتے ہیں کہ آج یہ شور کیسا ہے۔ کہا گیا کہ وہ قافلہ جو مدینے سے گیا تھا پھر کر آرہا ہے۔ اُٹھ بیٹھے اور اپنے غلاموں سے فرمایا مجھکو اٹھا کر لیچلو راہ میں دیکھا کہ سیاہ ماتمی علم کا پھریرا کھلا ہوا ہے گھوڑے خالی آرہے ہیں۔ رو کر اپنے بھتیجے سے لپٹ گئے۔

فرمایا اے چچا زور سے میری گردن کو نہ دبانا ہائے وہ نورانی گردن طوق کے رگڑوں سے بالکل مجروح تھی۔

پوچھا بھائی میرے کیا ہوئے کہا تین شبانہ روز کے پیاسے بظلم ذبح کیے گئے۔ پوچھا میرے بھائی عباس کہاں گئے فرمایا چچا عباس کے شانے دریا پر قلم کر دیے گئے علی اکبر و قاسم و عون و جعفر اور تمام لشکر جوہر شجاعت دکھلا کر حضرت کے سامنے شہید ہو چکے تھے۔

سب سے پہلے یہ سوگوار رسول خدا کو پرسا دینے کے لیے روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے ہیں شاہزادیوں کے بین سنکر کلیجے شق ہو گئے۔

ثانی زہرا جناب زینبؑ دونوں بازو ضریح روضۂ اقدس کے پکڑ کر فریاد کی یا جداہ میں سنانی آپکے فرزند حسینؑ کی لائی ہوں فریادی آئی ہوں۔

شہزادی ام کلثوم نے پیراہن خون آلود تیر و شمشیر سے چاک چاک قبر اطہر پہ رکھکر فریاد کی اے جد عالی وقار یہ سوغات میں کربلا سے لائی ہوں۔ گویا قبر اطہر تھرانے لگی حضار بیقرار ہو کر سینہ و سر پیٹنے لگے کسی کو تاب ضبط نہ تھی روضۂ اقدس نمونہ حشر کا بنا ہوا تھا۔

تصور فرمائیے جس حکایت میں یہ اثر ہے کہ جہاں متوجہ ہو کر سنا دل پاش پاش ہو گیا

جب یہ سُنائی آئی ہوگی اس منظر اس محلی عنہ کا کیا حال ہوگا۔
فاطمہ صُغرا بیمار اپنی نانی کو ہمراہ لیکر آئیں تلاطم مچا ہوا تھا بیبیاں بیقرار ہو گئیں دل کی طرح اپنے سینہ سے لگا کر ہر ایک تڑپ کر رونے لگی۔ فاطمہ صُغرا نے بلک بلک کر رو رہی ہیں اور پوچھتی ہیں پھوپھی اماں میرے بابا کیا ہو گئے۔ فرمایا پیاسے ہی شہید ہو گئے العطش کہتے ہوئے دنیا سے گئے۔ بھائی عباس کے شانے کاٹے گئے دریا پر شہید ہوئے علی اکبر کی صورت آنکھوں میں پھر رہی ہے ہزار ہا تلواریں کھا کر نیزہ سے شہید کیے گئے۔ قاسم پامال سُم اسپاں ہوئے۔
فاطمہ صُغرا ہر بی بی کی گود کو دیکھتی تھیں کہ میرا شیر خوار بھائی علی اصغر کدھر ہے۔ فرمایا تیر کھا کر شہید ہوئے ہر لبن کو سدھارے۔
اللہ اکبر۔ سیدانیوں کی عمر رونے ہی میں گذر گئی ہر وقت صف عزا بچھی ہوئی تھی عورتیں آکر سیدانیوں کو ادھر سید سجاد کو پُرسا دیتے تھے۔
جب ابن زیاد لعین کا سر کٹ کر آیا ہے تب سے اجلہ سوگ سیدانیوں نے اُتارا ہے قائم آل محمد انتقام لینگے تب پورا سوگ اُتریگا۔
الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین ۵

اَلْهَدِیَّةُ الثَّانِیَةُ عَشَرَ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللہ احمد وایاہ اشکر علی نعمائہ وھو الاصدق الذی یُنجز ما وعد باولیائہ وینتقم عن اعدائہ وعن ظلمۃ احبائہ۔
والصلوٰۃ والسلام علی اجل خلفائہ اکمل اصفیائہ سید رسلہ و سند انبیائہ محمد وعترتہ اُمنائہ سیما علی امیر المومنین سید اوصیائہ و لعنۃ اللہ علی اعدائہم واعدائہ۔
وبعد فقال اللہ سبحانہ عز شانہ فی کتاب المبین وھو اصدق الصادقین۔

جناب رب العزت اپنی کتاب محکم مین سورۂ صف مین ارشاد فرماتاہے یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون -
ظاہر ترجمہ یہ ہے کہ وہ چاہتے ہین نور خدا کو منھ سے بجھا دین حالانکہ حق تعالےٰ اپنے نور کا پورا کرنیوالا ہے اگرچہ کفار ناخوش ہون -

ملا محسن علیہ الرحمہ بحوالہ کافی لکھتے ہین کہ فرمایا امام ہمام جناب موسےٰ کاظم علیہ السلام نے وہ چاہتے ہین کہ ولایت امیر المومنین علیہ السلام کو اپنی زبانی باتون سے اڑا دین اور اللہ تعالےٰ امامت کا پورا کرنیوالا ہے جیساکہ فرماتا ہے فَآمِنُوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا - پس تم اللہ پر اور اسکے رسولؐ پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ - پس النور سے مراد امام ہے -

قمی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ واللہ متم نورہ کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالےٰ قائم آل محمدؐ کے ذریعے سے کار امامت کو پورا کرنے والا ہے اسطرح کہ جب وہ حضرت ظہور فرمائینگے تو حق تعالےٰ انکو سب پر غالب فرمائیگا ان کے ذریعے سے دین اسلام سب ادیان پر غالب آجائے گا پس سوا خدا کے کسی کی پرستش نہوگی -

وا اسفاہ نبی کی رحلت فرماتے ہی شیطان علیہ اللعن نے امامت کے جھگڑے ڈال کر اسلام کے تہتر فرقے کر دیے مسلمان اسی نور خدا کی بیعت پر قائم رہتے جسکا انعقاد بحکم خدا خم غدیر مین ہوا تھا تو اسلام سے بہتر آج تمام عالم مین کوئی مذہب نہین ہے - ظلمون کی آگ آجکل ہرطرف بھڑک رہی ہے وہی نور خدا ذوالفقار کے پانی سے بجھائین تو بجھے گی -

یا الٰہی بحق سیّد پاک — بہر ذریت شہ لولاک
ہو امام زمان کا جلد ظہور — جبر ہو دور ظلم ہو کافور
اہل ایمان بےقرار ہین اب — ہمہ تن چشم انتظار ہین سب
ہوگیا ظلم سے جہان مملو — ہرطرف اڑ رہی ہے ظلم کی بو
اس وقاحت کی بھی ہے کوئی حد — ظلم کرتے ہین بر ملا مرتد
مشتعل ہے جہان مین وہ آگ — کہ اگلتے ہین زہر کالے ناگ
جسقدر دشمنان آل نبیؐ — اموی گذرے اور عباسی
نہوئی تھی سلف سے ایسی جفا — ظلم جو نجدیون نے آج کیا

سیدہ اور ائمہ کے روضے
ابھی روضہ نبیؐ کا ہے سالم
منتقم اپنے عدل کا صدقہ
قہر کی بجلیان گمراان پر
صاحب الامر جلوہ فرمائین
جان ایمان ہو تر و تازہ
وہی رُخ پر ہو حسن احمدی گیسو
قلب مین ہو شجاعت علوی
چرخ چارم سے تب بفخر و ناز
منعقد ہو جہان مین جشن طرب
مے خمِ غدیر کے ساغر
پھر ہو ملک حجاز رشک چمن
پھر ہو سرسبز سرزمین عراق
چمن کربلا و ارض غری
پھر بہار آئے آئے فصل چمن
سُن کے پھر زمزمے عنادل کے
پھر کھلِ وردِ علم کی خوشبو
غنچے تدریسِ علم کے ہر سو
ہائے مت پوچھو دل شکن قصے
باہمی کچھ مُشاجرے وہ بڑھے
آجتک نشہ ہے وہی باقی
کوئی رجعت پہ اور بدا پہ کوئی
شہ رگون پر کوئی تقیہ کی
خندہ زن ہے دلیل ہے اُم سیر
جب چلے شب کو سیدِ ابرار

کھد گئے بے نشان مزار ہوئے
اُسکو بھی توڑنے کو ہین ظالم
جلد اب انتقام لے اس کا
بھگتین اپنی سزا کو یہ خودسر
باغِ خضرا سے کعبہ مین آئین
روے دین پر ہو عدل کا غازہ
وہی سینہ مین ہو گلاب کی بو
اور قبضہ مین ذوالفقار علیؑ
آگے پیچھے پڑھین عقب مین نماز
اہل ایمان شگفتہ دل ہون سب
دورِ عادل مین جھلکین شام و سحر
پھر مدینہ ہو غیرت گلشن
چمنستان ہون علم دین کے رواق
سُرّ من راد کاظمین مین بھی
پھر بنے دار علم یہ گلشن
کھل کھلا اُٹھین غنچے ہر دل کے
تازہ کر دے مشام ایمان کو
چٹکیون مین اُڑائین اعدا کو
رونا آتا ہے یاد کرنے سے
دینِ اسلام مٹ گیا جن سے
وہی پیمانہ ہے وہی ساقی
جا بجا ہے صرفِ طعنہ زنی
پھیرتا ہے بلا کی کند چھری
غور سے دیکھین اسکو اہل نظر
ملگیا یارِ غار کا اک پیالہ

راہ مین اُس نے پوچھا مَنْ هٰذا	مقتضائے مقام ہی یہ تھا
بات ذو معنیین کہنی پڑی	رجل السبیل یہدینی
اس کو ہے مولوی حسن نے لکھا	پوچھو اُن سے پڑھتے ہین طلبہ
اہل انصاف سے یہ فکر کی جا	یہ تقیہ نہین تو اور ہے کیا
توریہ گر کوئی بتائے اسے	عام مطلق تقیہ ہے اُس سے
توریہ ایک فرد ہے جس کی	اب تو راہ گریز بند ہوئی
اب نہ ہنسنا تقیہ پر اصلا	انبیا نے بھی ہے تقیہ کیا

حق تعالے حزقیل علیہ السّلام کی مدح فرماتا ہے دیکھئے ایماندار۔

اپنے ایمان کو چھپاتے تھے — جان و مال آبرو بچاتے تھے

ایمان کو چھپانا کنایہ کے طور پر کلام کرنا یہی تقیہ ہے۔

آپ فرعون کے عزیز شریعت موسئے کے عامل فراعنہ کو قہر الٰہی سے ڈرانیوالے تھے غمازون کے رد مین سر دربار عجب لطیف تقریر فرمائی ہے جس سے تقیہ کا حُسن دو بالا ہو گیا اول فرعون سے پوچھا کبھی مین نے جھوٹ بولا ہے۔ اُس نے کہا آپ نے میرے سامنے جھوٹ نہین بولا پھر حُضّار دربار سے پوچھا کہ تم سب کا خالق و رازق اور خدا کون ہے سب نے کہا فرعون ہے۔

فرمایا تم سب گواہ رہنا جو تمہارا خالق و رازق اور خدا ہے وہ ہی میرا بھی خدا ہے یہ سُنکر فرعون ہنس پڑا۔ ع شور تحسین ہر طرف سے اُٹھا۔

امیر المومنین علیہ السّلام مسجد نبوی مین جلوہ فرما ہین۔ ایک شخص کسی کو قتل کرکے وہان آیا اور بہت جلد وہان سے نکل گیا مقتول کے ملازم قاتل کے متلاشی اُس طرف آئے اور آپ سے اُسکا حال پوچھنے لگے۔

اس سے پیشتر حیدر صفدر مسجد کے ایک درسے اُٹھکر دوسرے مین جا بیٹھے تھے فرمایا جب سے یہان آکر بیٹھا ہون مین نے اُسکو نہین دیکھا۔

بعض بے خبر کہتے ہین کہ امام حسین علیہ السّلام نے بیعت یزید کی کیون نہین کرلی تقیہ جائز تھا تقیہ کیا ہوتا۔

متوجہ ہو کر جواب اسکا سنیے اور ہمیشہ یاد رکھیے۔

نبی اور امام نور بہ خدا ہیں لوح محفوظ ہر وقت ان کے پیش نظر ہے روح القدس خدا کیطرف سے مامور نصرت کے لیے حاضر ہیں۔ راضی برضا تابع فرمان خدا مصلحۃ الٰہیہ کا امتثال کرنے والے ہیں اپنی خواہش نفسانی سے کوئی بات نہیں کرتے ایک وقت حکم یہ تھا لکمہ دینکم ولی دین آپ آگے بھائی پیچھے عقب میں نرد بہ دشمنوں سے مخفی نماز پڑھی برسوں ایسا ہی کیا۔

فانذر کا حکم آیا اپنے خاندان کی فقط دعوت کی کذا و کذا یہ سب تقیہ کے محل سے رفتہ رفتہ بحکم خدا علانیہ دعوت کرنے لگے۔

جسطرح دنیا میں آکر جناب امیر علیہ السلام کو پہلی غذا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے لعاب دہن اطہر سے ملی ہے نشو ونما جس سے ہوا تحنک بھی انکے حق میں فرمایا ایسے ہی امام حسین علیہ السلام نے پیدا ہو کر اسی شیر اطہر سے پرورش پائی جو رسول اللہ کے انگشت انور سے باعجاز ہر روز نکلتا تھا جب تو حسین منی ارشاد فرمایا وہ ہی خون رسولؐ انکی رگوں میں دوڑ رہا ہے اسی شجاعت و صبر نبوی کی خوشبو اُن کے سینوں میں ہے۔ اسی گل ورد کے عطر سے اُن کے دل و دماغ معطر ہیں خلق عظیم جسکو خدا نے فرمایا۔ نبیؐ کی شان کا جلوہ عترت اطہار میں صاف نظر آرہا ہے۔ ع

جو آنکھیں ہوں تو نظارہ کرے اس سنبلستان کا

جو تکلیف رسولؐ کی ہے وہی امام کی ہے۔ نبیؐ نے ہجرت فرمائی امام نے بھی ہجرت کی نبیؐ نے صلح فرمائی امام نے بھی صلح کی۔ نبیؐ نے جہاد فرمایا امام نے بھی جہاد کیا۔

تقیہ کا جب محل نہ تھا حبیبؐ کبریا نے باعلان موعظہ فرمایا بُت پرستی کو منع کیا مشرکین قریش کے اکابر سب جمع ہو کر جناب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا آپ کے بھتیجے کو ہم بخوشی اپنا سردار بناتے ہیں عرب کی حسینہ و جمیلہ و شکیلہ لڑکیوں میں سے جس قبیلہ میں جسکو پسند کریں ہم عقد کردیں جسقدر مال و زر چاہیں ہم سے لیں مگر وحدہٗ لاشریک خدا کی توحید نہ پھیلائیں ہمارے بتوں کو بُرا نہ کہیں۔

فرمایا اے چچا اگر دنیا بھر کا مال و زر اور کل عالم کی حکومت سلطنت مجھ کو دیں آفتاب میرے داہنے ہاتھ پر ماہتاب کو بائیں ہاتھ پر لاکر رکھدیں تب بھی اسلام کے جاری کرنے اور بُت پرستی کے روکنے میں اپنی جان تک دینے سے ہرگز دریغ نہ کرونگا۔

اللہ اکبر کیا شجاع تھے رسول خدا کیوقت آپ نے نہ کیا وہ ہی شجاعت بنوتیہ امام عصر مین ہے امام حسینؑ نے کشتی اسلام کو غرق ہونے سے بچالیا اپنی جان کو دین پر فدا کردیا۔

در گلشن مصطفےٰ بہارے کردی ۔ باللہ کہ اے حسینؑ کارے کردی

جان ومال وزر عزیز رفیق اپنا سب گھر عزت آبرو خدا کی راہ مین لٹا گئے اور دین خدا کو غارت ہونے دیا حق کی راہ دکھلا کر اہل بصر کو جہنم سے بچا دیا اگر تقیہ کر کے بیعت کر لیتے تو آج یہ بہار اسلام کے چمن مین نہوتی تمام عالم آپ کی جان نثاری یاد کر کے روتا ہے اور حق تعالےٰ عادل اور قدر شناس ہے اُس نے حسن خدمت کے صلہ مین اپنے نبی مختار کی عترت کو مالک مختار بہشت کا سردار کر دیا۔

روضہ ہاے منورہ پر نور برس رہا ہے دربار سجا ہوا ہے مومنین اور ملائکہ زیارت کو شوق کے عالم مین آرہے ہین عجب دُر بار دربار ہین اہل بیان پُر نور ہو کر جاتے ہین۔

معجزۂ حسینیہ سنئے پہلے ریل اور دودی جہاز نہ تھے بر سوئین کربلا کا سفر طے ہوتا تھا سرکار اودھ کے ملازم دو فوجی سوار ایک میر ایک مرزا لکھنؤ سے کربلا کو چلے سرمایہ راہ مین تلف ہوگیا گھوڑون کو جنگل مین گھانس چرادی۔ فاقے سے جب اقہ نہوا ضعف زنجیر پا بنگیا سڑک کے کنارے راہ مین چھوٹی سی مسجد اور بھاری قبرستان اور باغ نظر آیا گھوڑون کو چھوڑ دیا سید مسجد کے اندر ضعف سے لیٹ رہے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا ایک ہمیان زر مسجد کے فرش پر ہے۔ دونوئین دوستانہ تھا پکار کر کہا مرزا دیکھنا یہ کیا ہے۔ اشرفیان اور روپے اُسمین تھے مرزا ایک روپیہ لیکے چلے کہ دانہ گھوڑون کے لیے اور اپنے واسطے کھانا کہین سے لائین۔ خیال تھا کہ قبرستان متلازم ہے کوئی بستی یہان ضرور ہوگی۔ مرزا اُدھر گئے سید نے ہاتھ رکھکر قبرون پر سورۂ انا انزلنا پڑھا ایک ٹوٹی ہوئی قبر مین جھک کر دیکھا نورانی چہرہ میت کا کھلا ہوا گلاب کا درخت قبر مین پھوٹا ہے اسکا پھول میت کے دہن کے قریب ہے اُسمین سے شربت میت کے منھ مین ٹپک رہا ہے۔ اُنھون نے خوب جھک کر ہاتھ سے پھول کو ٹوٹل کر دیکھا ہاتھ سید کا شربت مین تر اور خوشبو سے معطر ہوگیا چکھتے ہی بھوک پیاس کا مطلق اثر نہ رہا دہان سے آکر سو گئے مرزا کھانا دانہ لیکر آئے سمجھے کہ سید کو غش آگیا ہے بیدار کیا تب اُنھون نے سب قصہ بیان کیا ہرچند تلاش کرتے رہے قبر کا پتہ نہ لگا۔ خدا جسکو چاہتا ہے نعمت عطا فرماتا ہے

اللہ اکبر۔ شاہزادے علی اکبر کو زندگی مین شربت کوثر عطا ہوا ہے مظلوم کربلا انکی مفارقت مین بیقرار ہوکر فرماتے تھے پروردگارا شاہد رہنا اب تیری راہ مین وہ لڑکا مرنے کو جاتا ہے جو تیرے حبیب سے رفتار مین گفتار مین صورۃ مین سیرۃ مین بالکل مشابہ تھا الٰہی جب ہم تیرے نبیؐ کی زیارۃ کے مشتاق ہوتے تھے تو صورۃ علی اکبر کی دیکھ لیتے تھے عجب شان و شوکت حق تعالےٰ نے عطا فرمائی۔

معاویہ نے اپنے جلسہ مین مدح کی ہے پوچھا احق خلافت تم مین کون ہے سب نے کہا آپ احق ہین۔ کہا نہین بلکہ علی اکبر ہین صورۃ مین نبی شجاعت مین علی۔

ہاے کیا قلق ہوگا مظلوم کربلا کے دلبر سینہ داغون سے بھر گیا ظالمون کو نفرین نہین کی۔ شاہزادے کی فرقت سے بیتاب ہوکر فرماتے تھے اے پسر سعد جسطرح آج تو نے میری نسل کو قطع کر دیا حقتعالےٰ تیری نسل کو قطع کرے۔

ناسخ التواریخ مین دیکھیے روز عاشورا جب صاحبزادے آپکے شہید ہوے ہین شاہزادے علیؑ اکبر نے تین دن کی پیاس مین بہت سے اشقیا کو فی النار کیا لشکر کو بھگا کر خدمت مین اپنے باباجان کی حاضر ہوے اور عرض کرنے لگے یا ابتاہ العطش قد قتلنی بابا پیاس نے مجھکو ذبح کر ڈالا۔ حضرت نے اپنی انگوٹھی اُتار کر اُن کے منھ مین دی اُس سے بھی پیاس نہ بجھی فرمایا یابنی ھات لسانک۔ اے فرزند اپنی زبان میرے منھ مین دو۔ شاہزادے نے زبان اپنی دی مگر فوراً دہن اقدس سے باہر کھینچ لی اور عرض کیا لسانک ایبس من لسانی۔ باباجان آپ کی زبان تو میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے فرمایا امض الی عدوک بیٹا پھر جاکر دشمنون سے جہاد کرو۔ تمھارے جد شربت کوثر سے تمکو سیراب کرینگے کہ پھر پیاسے نہوگے۔

شہزادے نے میدان مین آکر پھر جہاد کیا ہاے تمام لشکر ایک تشنہ جگر پر ٹوٹ پڑا۔ قطعوہ اربا اربا۔ جسم اطہر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

یا ابتاہ ادرکنی کہکر خاک پر گر سے خدا کسی کو جوان بیٹے کی لاش نہ دکھلاے کیا اُسوقت کی بیقراری اور آہ و زاری حضرت کی کوئی بیان کر سکتا ہے۔

ہاے سر اطہر زانوے انور پر لیے ہوے کس حسرت سے منھ شہزادے کا دیکھکر گرد چہرۂ انور کی پاک کرتے جاتے تھے اور بشدت رو رو کر فرماتے تھے یابنی علے الدنیا بعدک العفا

اے فرزند بعد تیرے خاک ہے زندگی دنیا پر۔ قد استرحت عن کرب الدنیا و ترکت اباک وحیدا فریدا فی الاعداء۔ اے علی اکبر تم نے تو مر کر کرب دنیا سے خلاصی پائی اور اپنے باپ کو دشمنوں میں تنہا چھوڑ گئے۔

اب اہل حرم کا حال سنئے خیمہ میں شور گریہ وزاری سے تلاطم مچا ہوا ہے ثانی زہرا جناب زینب کبریٰ خیمے سے بیخودی کے عالم میں نکلکر واعلیاہ کے نعرے مارتی ہوئی میدان کیطرف روتی ہوئی جا رہی ہیں چادر سے ڈھلکی ہوئی ہے۔ حمید کہتا ہے کسی نے پوچھا یہ کون بی بی اس بیتابی سے نوحہ گر چلی آتی ہیں میں نے کہا اپنی آنکھیں بند کر یہ وہ بی بی ہیں جن کی ماں کا جنازہ شب کو اُٹھایا گیا۔ بیخود ہو کر خیمے سے نکل آئی ہیں۔ آتے ہی شہزادے کی لاش پر گر پڑیں۔ ہائے کیا غیور ہیں آقا آپ کے عبا اپنی اُتار کر بہن کے سر پہ ڈالدی اور با احترام بازو پکڑے سمجھاتے ہوئے لے گئے خیمہ میں بٹھا آئے۔

اے شیعو ثانی زہرا دو مرتبہ اور خیمے سے روتی ہوئی نکلی ہیں۔

ایک جبکہ مظلوم کربلا زیرِ زانوئے قاتل جان اپنی امت پہ فدا کر رہے ہیں وہ معظمہ چاہتی ہیں کہ دوڑ کر بھائی سے لپٹ جائیں لیکن ملاعنہ نیزے لیے ہوئے مزاحمت کر رہے ہیں۔

غیرتمند سادات مجلس میں بیٹھے ہیں۔ آہ کس زبان سے کہوں کہ شہزادی کی پشت مبارک نیزوں کی بوریوں سے زخمی ہو گئی ہے۔ جب کسی تدبیر سے مدد نہ کر سکیں اور دیکھا کہ ابن سعد تیر زن لگائے قریب ہے رو کر فریاد کرنے لگیں یا ابن سعدٍ یقتل ابن رسول اللہ وانت تنظر الی ابن سعد باپ تیرا سادمن الاسلام تھا فرزند رسولؐ ذبح کیا جا رہا ہے اور تو دیکھ رہا ہے۔

رو کر کہنے کا اثر اس شقی کے دل پر ایسا پڑا کہ وہ بھی منہ پھیر کر رونے لگا۔

روز عاشورا۔ ارواح طاہرین رسل وانبیاء و ملائکہ اور خمسہ نجبا دشت کربلا میں موجود تھے۔

خوار زمی کی تحریر دیکھیے سیدہ نے چاہا کہ دوڑ کر خنجر سے لپٹ جائیں جناب رسولؐ خدا نے منع فرمایا اور صبر دلایا۔

دوسرے جبکہ وہ ملاعنہ شمع امامت کو خاموش کر چکے ناریوں نے آگ خیموں میں

لگا دی ہی بیان بچون کو لے کر خیمے سے باہر نکل پڑین کون ان بیکسون اور مظلومون کا فریاد رس تھا کہ اُسوقت مصیبت مین آکر اُنکی مدد کرتا۔ مظلوم کربلا اپنے بچون کو اپنی بہن کے سپرد کر گئے تھے اور فرما گئے تھے کہ بعد میری شہادت کے ان کی حفاظت کرنا۔

تصور فرمائیے کوئی مصیبت اس سے بڑھکر خیال مین نہین آسکتی وارث ان کے قتل کر دیے گئے گھر دشمنین آگ دیدی گئی ہے وہ جل رہے ہین مال و زر لوٹا جا رہا ہے زیور بچون کا اُن کو طمانچے مار مار کر بظلم اُتارتے ہین وہ روتے ہین سہمے ہوئے بچے اُس قہر کی آفت مین ظالمون کے خوف سے متفرق ہو جاتے ہین بیوہ سیدانیان اُنکو ڈھونڈکر لاتی ہین اور ایک جگہ بٹھلا کر اُنکی دلدہی اور تسلّی فرماتی ہین۔

حق تعالے نے نصرت فرمائی میر و مرزا باعجاز سید الشہدا عتبات عالیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے باب مدینۃ العلم کے در دولت پر علم دین کی بہار دیکھکر متحیر تھے علماے اعلام کی زیارت پنجگانہ نماز جماعت مجالس عزا اور مواعظ کی شرکت دل کو مسرت۔ عراق بہشت ہے احیا اور اموات مومنین کے لیے۔ اکابر مجتہدین سے اُنھون نے عرض کیا کہ ہندوستان مرکز جہالت ہے وہان کے شیعہ علم دین کی دولت سے محروم ہین اگر دو چار عالم یہان سے جاکر چند سال اُنکو ہدایت فرمائین علم دین کی اشاعت ہو تو ملک ہمارا روشن ہو جائے۔ ان کے اصرار پر اُنھون نے فرمایا کہ بہشت سے باہر جانے پر کسی کا راضی ہونا مشکل ہے آپ دو چار ذکی و محنتی طلبہ جو ادب و معقول مین کمال رکھتے ہون حلیم و نیک عمل اپنے ملک سے لے آئے وہ یہان رہکر دینیات مین کمال حاصل کرین اجتہاد کے اجازے پاکر واپس جائین اور علم دین کی اشاعت کرین تب ملک آپ کا جہالت سے پاک ہو سکتا ہے انشاء اللہ تاریکی دور ہو جائے گی۔

مرزا نے ہندوستان آکر مومنین کو زیارت عتبات عالیہ اور علم دین کی تحصیل کا شوق دلایا ثاب ہوئے اللھم اغفر لہ حق تعالے اجر فرمائے۔

تکمیل علوم دینیہ اور اجتہاد کے درجہ پر فائز ہونا خداداد نعمت ہے نبوت اور امامت کی نیابت ہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتی من یشاء۔

حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام جناب غفرانمآب سید دلدار علی صاحب اعلی اللہ مقامہ فی دار الکرامہ پہلے شخص ہین جن کے دماغ پر توفیق الٰہی کا نور چمکا۔ جائس ضلع

رائے بریلی کے رہنے والے معقول مین کامل مولوی حمد اللہ سندیلوی کے شاگردون مین فاضل ادیب لبیب نوجوان خوش نصیب تھے جنکو یہ دولت خدا نے دی -

اُس زمانہ مین نہ ریل تھی نہ آگبوٹ نہ قوادصینو تھی عراق پہونچتے تھے تائید ایزدی اور حسن کرامات سے ان کے سے کہ تین برس مین گئے بھی وہان رہے بھی اور کلام۔ تفسیر۔ حدیث اصول فقہ اور فقہ مین اول درجہ پر کامیاب ہو کر اجتہاد کا اجازہ پا کر ہندوستان مین آ کر نبوت وامامت کا کام کیا تمام ملک ہند کو روشن کر دیا۔ مناظرہ مین ذوالفقار۔ وتصوف مین شہاب ثاقب۔ اصول فقہ مین جواہر الافکار۔ کلام مین عماد الاسلام۔ اور نہ جانے کتنے رسالے لکھے ہر وقت علم دین کی اشاعت مین منہمک تھے ان کے شاگرد عدیم النظیر اور مشاہیر زمانہ سے ہین۔ غیبت کے زمانہ مین ان کی زمین مزروعہ پر زمیندارون نے قبضہ کر لیا تھا اسکی فریاد کرنے کو لکھنؤ آئے۔ غازی الدین حیدر بادشاہ اور حسن رضا خان وزیر تھے وزیر سے ملے اُنھون نے بادشاہ سے تقریب کی اُن کے موعظہ سننے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ بادشاہ چلمن کے اندر ہین ارکان دولت روبرو ہین منبر مجمع کثیر مین موعظہ فرمایا وزیر نے پہلے سمجھا دیا تھا کہ شراب کی مذمت کا وعظ نہ کہنا بندگان دولت کے خلاف ہوگا۔ منبر پر بیٹھتے ہی آپ نے تفضیح شراب اور تخویف شروع کی وزیر صاحب منبر کا پایہ پکڑے ہوے کھڑے کانپ رہے ہین شبنم کا کرتا پسینے مین تر ہو گیا -

بادشاہ خوف الٰہی سے زار زار رو رہے ہین رومال پر رومال آنسوؤن سے تر ہو رہے ہین مختصراً بیقرار اور اشکبار شور رونے کا بلند ہوا روتے ہوے منبر سے اُترے موعظہ کا رنگ بندھ گیا۔ سنہری بیش بہا خلعت آیا فرمایا زربفت مردون پر حرام ہے یہ ہم نہ لین گے روپہلی کم قیمت خلعت عطا ہوا خوش ہو کر دعا دیکے لے لیا۔ سادگی کی وضع دل مین بادشاہ کے کھپ گئی فرمایا یہ عالم دنیادار نہین ہے۔ پانچ موضع نسلاً بعد نسلٍ اُن کے نام وقف کیے جو آج تک بحال اور قائم ہین۔ تائب ہو کر شراب کے کنستر تڑوا کر پھکوا دیے - رحمہ اللہ

نصیر الدین حیدر مغفور کا عہد دولت سلطنت اودھ کے شباب کا زمانہ تھا نصیر کی نصرت اور غفرانمآب علیہ الرحمہ کی برکت انکی ذریت اور تلامذہ کے حسن سعی سے بفضل خدا چمن علم دین مین بہار آ گئی جسکی خوشبو سے ابھی تک مشام ایمان مہک رہا ہے-

ترقی مذہب حقہ کی اصلی وجہ مجالس عزائے سید الشہدا کا عروج ہے جسکو اہل علم کی حدیث خوانی انیس و دبیر علیہما الرحمہ کے حسن کلام اور رؤسا کی بدل ہمت نے رونق دی جو سلیقہ اہل لکھنؤ کو مجلس کرنے کا ہے وہ کسی ملک مین نہین بارک اللہ فی شوقہم۔

غفرانمآب کی دعا کا اثر اور اُن کی کرامات سے ہے کہ حقتعالےٰ نے اُنکو اور اُن کی اولاد امجاد کو وہ کمال عطا فرمایا کہ جس نے ہندوستان کو روشن کر دیا ہم سب پر اُنکا حق ہے حقتعالےٰ خاندان اجتہاد کو ہمیشہ قائم رکھے اور ترقی دے۔

الملک والدین توامان۔ اصلی ناصر اسلام و ایمان کا حق تعالےٰ عز اسمہ ہے بظاہر وسائل پیدا کر دیے ہین سلاطین کی امداد سے دین کو محکم کرتا ہے۔ غالباً جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ عالم فاضل مجتہد کامل ہو کر جب آئے ہین پادشاہ کی قدر دانی دیکھیے مع رعایا عالم کے استقبال کو شہر سے برآمد ہوا۔ علامہ نے کہا کہ مین اس شرط پر شہر مین داخل ہونگا کہ میرے ہوادار کو خود جہان پناہ اپنے کاندھے پر میرے فرودگاہ تک لے چلین۔

پادشاہ نے لوجہ اللہ دین کی عزت کی خود ہوادار کو کاندھے پر اپنے اُٹھایا جسکا اثر یہ پڑا کہ ساڑھے چار سو عالم ان کی مجلس درس مین تھے۔

بزبان عربی و فارسی ہزارہا بڑی بڑی کتابین اور رسائل تصنیف و تالیف ہو گئے۔

بحار الانوار علم حدیث مین جسکی چوبیس جلدین ہین ایک بار شتر ہے۔ تمام ملک ایران علم دین کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ ہر شہر اور قریہ اہل علم سے مملو ہو گیا۔ باوصف انقلاب زمانہ ابھی تک علم کا اثر اور قوت ایمانیہ کا جوش اُس سرزمین مین باقی ہے ع

آثار پدید است صنادید عجم را

ایک عالم ربانی کی سواری کا جاہ و حشم آپنے سُنا خود پادشاہ نے ہوادار اپنے کاندھے پر بطیب خاطر اُٹھایا تصور فرمایے وہ شان وہ تزک انبیاؑ اور ائمہ علیہم السّلام کی سواری کا روز جزا جسکے جلودار ملائکہ ہون گے۔

آہ آہ جناب سیدہ مظلومہ کی سواری جب آئیگی ایک منادی باواز بلند ندا کریگا یا اھل المحشر غضوا ابصارکم حتی تجوز فاطمۃ الزھراء اے اہل محشر آنکھین اپنی بند کر لو یہانتک کہ سیدہ مظلومہ فاطمہ زہرا کی سواری گزر جائے۔

کسی نے سوال کیا یا بن رسول اللہ عورتون کو آنکھین بند کرنے کا حکم کس وجہ سے ہوگا عورتین تو سب باہم محرم ہین۔
فرمایا معصومہ مظلومہ کی اُسوقت وہ مصیبتناک حالت ہوگی کہ کسی سے دیکھی نہ جائے گی۔

بحار مین منقول ہے ایک ناقہ جنت مرصع بساز رحمت ہوگا اُس پر وہ معصومہ نور کے قبہ مین سوار ہونگی لاکھ فرشتے داہنی جانب ستر ہزار بائین جانب جبریلؑ مہار ناقہ کی لیے ہونگے۔ ایک ہاتھ پر عمامہ پُرخون علیؑ مرتضٰی۔ داہنے شانے پر پیراہن زہرآلود حسنؑ مجتبٰی۔ بائین کاندھے پر پیراہن چاک چاک مظلوم کربلا گود مین ایک چھوٹی سی میت لیے ہوے زیر عرش آکر اس درد سے نالہ و فریاد کرینگی کہ انبیا و اوصیا بیتاب ہوکر منبرون سے گر پڑین گے حورین سر پیٹنے لگین گی۔ ملائکہ فریاد مین آئین گے۔

جبریلؑ ندا کرینگے اے سیّدہ حقتعالے ارشاد فرماتاہے اے میرے حبیبؐ کی حبیبہ آج ہم سے مانگ لو جو مانگنا ہو سیّدہ مشتاق ہونگی۔ معرکۂ کربلا دکھلایا جائیگا۔

سیّد الشہدا سر ہاتھ پر نذر کو لیے ہوے۔ کئی ہزار زخم تیر تیغ و تبر جسم اطہر پر۔ علی اکبرؑ نیزہ کھائے ہوے۔ عباسؑ علی شانے کٹائے ہوے۔ باقی شہدا خون مین نہائے ہوے۔ ناریون کے ظلم سے خیمون کا جلنا۔ سیدانیون کا بے ردا باہر نکلنا سیّدہ یہ دیکھکر اس درد سے روئینگی کہ دریاے قہر آلہی جوش مین آجائے گا۔ نار جہنم مشتعل ہوگی۔ عرصۂ محشر زلزلہ مین آئیگا۔

جبریلؑ عرض کرینگے اے ابر رحمت خبر لیجیے اے ابر رحمت خبر لیجیے امت کی رسولؐ خدا آکر فرمائینگے اے سیّدہ آج فریادرسی کا دن ہے نہ فریاد خواہی کا حسینؑ کے عزادار کس بیکسی کی نگاہون سے ہمکو دیکھ رہے ہین۔ چلو محکمۂ حساب کیطرف تم جامۂ پرخون حسینؑ اُٹھالو مین گیسوے پرخون ہاتھ مین لون۔

الا لعنة الله على القوم الظالمين وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اسناد هذا الدعاء منقول عن امیر المؤمنین صلوات اللّٰه علیه قال من داوم علی قراءة هذا الدعاء والعالم ملئ من البلاء ما یضره بلاء ولا یصیر فی نظر الخلائق معززا مکرما ولا یظفر عدوه وکل من قصد بعداوته یرجع العداوة الی صاحبها و یؤمن من موت المفاجاة ویوسع علیه الرزق ویموت من موضع لایکون ظنه فی وقت الموت یکون معه الایمان واذا بعث من قبره قام ملك معه براق عند راسه ویرکبه ویدخله الجنة راکبا۔ هذا کلام امیر المؤمنین صدق الامیر علیه السلام من العلی الکبیر۔

وایضاً مرویست باسناد صحیح از حضرت امام المعصوم الشهید المسموم الغریب المغموم عالم السر المکتوم مفتاح خزائن العلوم الوصی المرتضی المجتبی المرتجی ابی الحسن علی بن موسی الرضا سلام اللّٰه علیه که با ولاد اطهار خود بزبان معجز بیان وصیت میفرمودند + ما طلع البدر فی الدجی الا ذکرکم علی ذخیرة العظمی وکنز الاوفی کان حصنا حصینا و باللّٰه التوفیق بوصول الی مطلب التحقیق۔

اعتصام دعائے صباح

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ربنا ارحم ضعفنا بقوتك وتدارك جهلنا بنور هدایتك واحفظنا بلطفك فی کنف عنایتك یا رحمة اللّٰه انزلی فقد کثر الاضطراب والمحن ویا عنایة اللّٰه تجلی فقد هدمنا الحرج والفتن یا حی یا قیوم یا حی یا قیوم یا حی یا قیوم ـ یا لا اله الا انت اسئلك بعلمك ان تهدینا وبحلمك ان تعفو عنا وترحمنا انك اکرم الاکرمین وانت ارحم الراحمین وصلی اللّٰه علی خیر خلقه محمد واله اجمعین والائمة الطاهرین المعصومین ـ پس سہ نوبت صلوٰة بفرستد سہ بار اعوذ باللّٰه بگوید وسہ بار بسم اللّٰه بگوید وسہ بار تکبیر بگوید و در خواندن دعا شروع نماید از روئے خضوع وخشوع واخلاص انشاء اللّٰه قرین اجابت گردد ـ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللهم یا من دلع لسان الصباح بنطق تبلجه وسرح قطع اللیل المظلم بغیاهب تلجلجه واتقن صنع الفلك الدوار فی مقادیر تبرجه وشعشع ضیاء الشمس

بنور تأججه يا من دلّ على ذاته بذاته وتنزّه عن مجانسة مخلوقاته وجلّ عن ملائمة
كيفياته يا من بعد عن ملاحظة العيون وقرب من خواطر الظنون وعلم بما كان قبل
ان يكون يا من ارقدني في مهاد امنه وامانه وايقظني الى ما منحني به من مننه واحسانه
وكفّ اكفّ السوء عني بيده وسلطانه صلّ اللهم على الدليل اليك في الليل الاليل
والماسك من اسبابك بحبل الشرف الاطول والناصع الحسب في ذروة الكاهل الاعبل
والثابت القدم على زحاليفها من الزمن الاوّل وعلى آله الاخيار المصطفين الابرار
الطاهرين وافتح اللهم لنا مصاريع الصباح بمفاتيح الرحمة والفلاح والبسني
اللهم من افضل خلع الهداية والصلاح واغرس اللهم لعظمتك في شرب جناني
ينابيع الخشوع واجر اللهم لهيبتك من آماقي زفرات الدموع وادّب اللهم نزق
الخرق مني بازمة القنوع الهي ان لم تبتدئني الرحمة منك بحسن التوفيق فمن
السالك بي اليك في واضح الطريق وان اسلمتني اناتك لقائد الامل والمنى فمن المقيل
عثراتي من كبوات الهوى وان خذلني نصرك عند محاربة النفس والشيطان
فقد وكلني خذلانك الى حيث النصب والحرمان الهي اتراني ما اتيتك الا من حيث
الآمال ام علقت باطراف حبالك الا حين باعدتني ذنوبي عن دار الوصال فبئس
المطية التي امتطت نفسي من هواها فواها لها لما سولت لها ظنونها ومناها
وتبا لها لجرأتها على سيدها ومولاها الهي قرعت باب رحمتك بيد رجائي
وهربت اليك لاجئا من فرط اهوائي وعلّقت باطراف حبالك انامل ولائي
فاصفح اللهم عما كان اجرمته من زللي وخطائي واقلني اللهم من صرعة
ردائي فانك سيدي ومولاي ومعتمدي ورجائي وانت مطلوبي وغاية مُناي
في منقلبي ومثواي الهي كيف تطرد مسكينا التجأ اليك من الذنوب هاربا ام
كيف تخيب مسترشدا قصد الى جنابك ساعيا ام كيف تردّ ظمآنا ورد الى
حياضك شاربا كلا وحياضك مترعة في ضنك المحول وبابك مفتوح للطلب
والوغول وانت غاية المسئول ونهاية المامول الهي هذه ازمّة نفسي عقلتها
بعقال مشيتك وهذه اعباء ذنوبي درأتها بعفوك ورحمتك وهذه اهوائي
المضلة وكلتها الى جناب لطفك وكرمك ورأفتك اللهم فصل على محمد

بسم الله الرحمن الرحیم۔ الٰهی قلبی محجوب وعقلی مغلوب ونفسی
معیوب وهوائی غالب وطاعتی قلیلة ومعصیتی کثیرة ولسانی مُقِرٌّ بالذنوب
ومعترف بالعیوب وانت ستار العیوب فکیف حیلتی یا علام الغیوب فاغفر لی
یا غفار الذنوب یا شدید العقاب یا الله یا رحمٰن یا غفور یا حلیم یا رحیم
اقض حاجاتی بحق القرآن العظیم ونبیک الکریم واولاده الطاهرین تبجا
یا ذا الجلال والاکرام من جمیع الذنوب والآثام برحمتك یا ارحم الراحمین
وصلی الله علی سیدنا محمد وآله الطاهرین اجمعین -

نود و نہ اسماے مقدسہ آسیہ

بسم الله الرحمن الرحیم

الله لا اله الواحد الاحد الصمد الاول الآخر السمیع البصیر القدیر القاهر العلی
الاعلی الباقی البدیع البارئ الاکرم الظاهر الباطن الحی الحکیم العلیم الحلیم الحفیظ
الحق الحسیب الحمید الحفی الرب الرحمٰن الرحیم الذاری الرزاق الرقیب الرؤف
الرائی السلام المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر السید السبوح الشهید
الصادق الصانع الطاهر العدل العفو الغفور الغنی الغیاث الفاطر الفرد
الفتاح الفالق القدیم الملك القدوس القوی القریب القیوم القابض الباسط
القاضی الحاجات المجید المولی المنان المحیط المبین المقیت المصور الکریم
الکبیر الکافی - کاشف الضر الوتر النور الوهاب الناصر الواسع الودود
الهادی الوفی الوکیل الوارث البر الباعث التواب الجلیل الجواد الخبیر الخالق
خیر الناصرین الدیان الشکور العظیم اللطیف الشافی اللهم صل علی محمد وآل محمد -

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰهی بحق صفاتك وبعز جلالك وباعظم اسمائك وبعصمة انبیائك بطاعة اوصیائك
وبنور اولیائك وبمحبة احبائك وبشفاعة شفعائك وبدعاء صلحائك وبدم شهدائك
اسئلك زیادة فی العلم وبرکة فی الرزق وصحة فی الجسم وطولا فی العمر وتوبة قبل الموت و
راحة عند الموت ومغفرة بعد الموت ونجاة من النار ودخولا فی الجنة وعافیة فی الدنیا
والآخرة الٰهی بحق الحسین واخیه وجده وابیه وامه وبنیه وشیعته وموالیه خلصنی

مما انا فيه الهى طاقتى قليلة ومطالبى كثيرة وانت عالم بصير انى مسنى الضر وانت ارحم الراحمين ـ

دعائے صد سبحان

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان الله العظيم وبحمده سبحان من اله ما اقدره وسبحانه من قدير ما اعظمه
وسبحانه من عظيم ما اجله وسبحانه من جليل ما امجده وسبحانه من ماجد ما ارءفه
وسبحانه من رءوف ما اعزه وسبحانه من عزيز ما اكبره وسبحانه من كبير ما اقدمه
وسبحانه من قديم ما اعلاه وسبحانه من علي ما اسناه وسبحانه من سني ما ابهاه
وسبحانه من بهي ما انوره وسبحانه من منير ما اظهره وسبحانه من ظاهر ما اخفاه
وسبحانه من خفي ما اعلمه وسبحانه من عليم ما اخبره وسبحانه من خبير ما اكرمه
وسبحانه من كريم ما الطفه وسبحانه من لطيف ما ابصره وسبحانه من بصير ما اسمعه
وسبحانه من سميع ما احفظه وسبحانه من حفيظ ما املاه وسبحانه من ملي ما اوفاه
وسبحانه من وفي ما اغناه وسبحانه من غني ما اعطاه وسبحانه من معط ما اوسعه
وسبحانه من واسع ما اجوده وسبحانه من جواد ما افضله وسبحانه من مفضل ما انعمه
وسبحانه من منعم ما اسيده وسبحانه من سيد ما ارحمه وسبحانه من رحيم ما اشده
وسبحانه من شديد ما اقواه وسبحانه من قوي ما احكمه وسبحانه من حكيم ما ابطشه
وسبحانه من باطش ما اقومه وسبحانه من قيوم ما احمده وسبحانه من حميد ما ادومه
وسبحانه من دائم ما ابقاه وسبحانه من باق ما افرده وسبحانه من فرد ما اوحده
وسبحانه من واحد ما اصمده وسبحانه من صمد ما املكه وسبحانه من مالك ما اولاه
وسبحانه من ولي ما اعظمه وسبحانه من عظيم ما اكمله وسبحانه من كامل ما اتمه
وسبحانه من تام ما اعجبه وسبحانه من عجيب ما افخره وسبحانه من فاخر ما ابعده
وسبحانه من بعيد ما اقربه وسبحانه من قريب ما امنعه وسبحانه من مانع ما اغلبه
وسبحانه من غالب ما اعفاه وسبحانه من عفو ما احسنه وسبحانه من حسن ما اجمله
وسبحانه من جميل ما اقبله وسبحانه من قابل ما اشكره وسبحانه من شكور ما اغفره
وسبحانه من غفور ما اكبره وسبحانه من كبير ما اخبره وسبحانه من خبير ما اجبره

وسبحانہ من جبّار ما ادینہ وسبحانہ من دیان ما اقضاہ وسبحانہ من قاض ما امضاہ
وسبحانہ من ماض ما انفذہ وسبحانہ من نافذ ما ارحمہ وسبحانہ من رحیم ما اخلقہ
وسبحانہ من خالق ما اقہرہ وسبحانہ من قاہر ما املکہ وسبحانہ من مالک ما اقدرہ
وسبحانہ من قادر ما ارفعہ وسبحانہ من رفیع ما اشرفہ وسبحانہ من شریف ما ارزقہ
وسبحانہ من رازق ما اقبضہ وسبحانہ من قابض ما ابسطہ وسبحانہ من باسط ما اھداہ
وسبحانہ من ھاد ما اصدقہ وسبحانہ من صادق ما ابداہ وسبحانہ من باد ما اقدسہ
وسبحانہ من قدّوس ما اطہرہ وسبحانہ من طاہر ما ازکاہ وسبحانہ من زکی ما ابقاہ
وسبحانہ من باق ما اعوّدہ وسبحانہ من عواد ما افطرہ وسبحانہ من فاطر ما اوھبہ
وسبحانہ من وھّاب ما اتوبہ وسبحانہ من تواب ما اسخاہ وسبحانہ من سخی ما انصرہ
وسبحانہ من نصیر ما اسلمہ وسبحانہ من سلام ما اشفاہ وسبحانہ من شاف ما انجاہ
وسبحانہ من منج ما ابرّہ وسبحانہ من بارّ ما اطلبہ وسبحانہ من طالب ما ادرکہ
وسبحانہ من مُدرک ما ارشدہ وسبحانہ من رشید ما اعطفہ وسبحانہ من متعطف ما اعدلہ
وسبحانہ من عدل ما اتقنہ وسبحانہ من متقن ما احکمہ وسبحانہ من حکیم ما اکفلہ
وسبحانہ من کفیل ما اشہدہ وسبحانہ من شہید ما احمدہ وسبحانہ من عظیم ما اعظم شانہ
وسبحانہ ھو اللہ العظیم وبحمدہ سبحان اللہ والحمد للہ و
لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد ولا حول ولا قوۃ الا
باللہ العلیّ العظیم دافع کل بلیۃ وھو حسبی ونعم الوکیل ۵

تمت برب العزة

مجرّب دعا صادق آل محمدؑ کا ارشاد ہے کہ جو مومن ہر روز اس دعا کو چار سو بار اداء زوال تا آخر درود پڑھے دولت علم یا مال سے مالا مال ہو جائےگا۔ دعا یہ ہے

استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم الحی القیوم بدیع السمٰوات والارض من جمیع ظلمی وجرمی واسرافی علیٰ نفسی و
اتوب الیہ

اللهم صل علی محمد و آله و الصلوٰة علی ...

اشتہار

عرائس افکار جن کے شوق دیدار مین شائقین محو انتظار تھے
یعنی ھدیۂ اثنا عشریہ کی پہلی جلد چھپکر شائع ہو گئی
شاہدان نظم ونثر کی رعنائی دلربایانہ منظر ہے۔

رونما اس عروس زیبا کا | نظر لطف سے کرم فرما
مع محصول ڈاک اور وی پی | بارہ آنہ ہے کل فقط بہا

باقی جلدین اول سے بڑھ چڑھ کر ہین اہل نظر کے
قدر کرنے پر انشاء اللہ آیندہ طبع ہو کر مطبوع ناظرین ہونگی۔
لکھنؤ محلہ شاہ گنج مکان نمبر ۱۱۸ مؤلف سے طالبین
طلب فرمائین